







مقام اشاعت کثیرا علی سبیل لاہور

883

تمام اُندو سالوں میں سب زیادہ چھپنے والا سنہ ۱۹۲۸ء اور پھر ۱۹۲۹ء اور ۱۹۳۰ء

گاہ بگاہ میں بامِ دنیا پر تاشد و بچشتا	گاہ بگاہ میں جیشوی می لگتا ہوں صد
اوستہ دنیا کے مہرے میں مری شطرنج کے	دل لگی تی چال ہے سب تک صلح و جنگ کے

رہنوی - دینوی - دُوحانی اور جہانی معلوت کا خزینہ

# مستانہ جوگی

لاہور

مالک ایڈیٹر ضوئی پچھن پرشاد

جلد ۱۶ اپریل ۱۹۲۸ء نمبر ۴

فواغدا

۱۔ ہر ماہ کی پہلی تاریخ تک سالانہ زیادوں کو مل جاتا ہے۔ اگر نہ ملے تو پانچ تاریخ میں مژدہ روز میں  
 شہادت آجانی چاہئے۔ پانچ تاریخ کے بعد شکایت کے ساتھ پانچ آنے کے ٹکٹ آنے چاہئیں  
 ۲۔ ہر طرح کی حد و کتابت شہادت و ترسیل زر ضوئی پچھن پرشاد کے نام ہو کہ کسی اور کے نام  
 خط و کتابت کرنے پر دفتر فرستہ وار نہ ہوگا۔ ۳۔ ہر خط پر اپنا پورا پتہ خط لکھیں۔ اور چٹ بند  
 کلی حد و درسا کریں۔ جواب کے لئے وہی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہئے۔ ۴۔ خط و کتابت  
 کے لئے ہر خط کا پتہ زر ضوئی پچھن پرشاد ایڈیٹر رسالہ مستانہ جوگی لاہور

سالانہ چند تین روپے پیشگی سہولت پر پانچ آنے



## فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۵	بچوں میں الدین کے اوصاف { اور انکی جسمانی بناوٹ	۲	فہرست مضامین
۵۶	ہندوؤں میں بے تار برقی	۳	ایک فرقت زدہ کی آواز { ریچکپ نظارہ
۵۸	ہوان یعنی ہوائی جہاز	۱۸	راون کے دربار میں ہنومان نظم
۶۰	زہر کا پیالہ بالباب حق پرستوں کے لئے { نظم	۲۰	ہفتی ادیب ہندی شاعری نظم و نثر
۶۰	ہماری زندگی پر اُمید کے اثرات	۲۵	ہیٹی کی بڈا نظم
۶۳	نجوم	۲۵	منو دے وجود
۶۶	دل کی رُوح	۲۶	قطرہ شبنم
۶۸	ایک ہمدرد باپ کا بیٹے سے خطاب	۲۹	سچی رحمت کا اصلی سامان
۶۹	برہماند سماچار	۳۰	ہینک مونیں ویریت کرو نظم
۷۰	صنعت و حرفت	۳۰	مقدس گیارہ ترکتہ
۸۲	علم جبری بوٹی	۳۲	کیا نہیں بھی تیری جانب میں وار ہے نظم
۸۴	ریچکپ پٹی نوٹ	۳۲	آرتی نظم
۸۷	ایور وینڈرک عجربات	۳۳	واہ
۹۳	پیاروں کی دنیا	۳۴	علی ہینڈلزم
۹۵	ہمالہ فارمیسی کا دور جدید	۴۴	مالا اسی کے نام کی نظم
۹۹	جوگی کے روشن ستارے	۴۴	تو ہی تو
		۴۵	تہذیب ہندوستان میں تج رتی { اور نینک پچرنگ کپنیاں
		۴۹	ہندوؤں کی جسمانی اور { فزیکل تحقیقاتیں
		۵۲	پودوں کی زندگی کے حالات



مقام اشاعت کینا رین سیرا لاہور



نمبر ۱۴

اپریل ۱۹۲۸ء

جلد ۱۶

# ایک نئے وقت زدہ کی آواز

(ریچسپ نظام)

(رقن پور کے راجکمار یعنی راجہ پرہلا دودیا دھر کے بیٹے پون کا معاشکر کے راجہ راون کی انداد کو جاتے ہوئے راستے کے ایک جنگل میں پڑاؤ لشکر کے تمام سپاہی اپنے اپنے خیول میں آرام کر رہے ہیں۔ ملت بہت گڑبھلی ہے۔ کسی خاص عینی کی وجہ سے پون کو ہند نہیں آئی۔ وہ اپنے وزیر کو ساتھ لیکر چاند کی چاندنی میں تھوڑی دُور تک گھومنے کے لئے نکل جاتے ہیں۔ دو ذرات کرتے ہوئے جا رہے ہیں)

پون - مہتری جی! بعض آدمیوں کا خیال ہے کہ انسانی خوشی کا اصلی مرکز دولت و اقبال ہے۔ بعض لوگوں کے نزدیک مہتر کا ذریعہ مکمل تعلیم ہے اور بعض آدمیوں کا خیال ہے کہ روح کی پھلواڑی کے لئے تند رستی ہی باہم ہے۔

وزیر۔ لیکن یہ خیال طاقت کی نشانی ہے۔ سچی خوشی زمینی نہیں بلکہ آسمانی ہے  
ایسے خیالات ہی تو انسانی ہمت کو بھروسہ دے دیتے ہیں۔ آدمی کی ضروریات کو اور بھی زیادہ وسیع  
بنانے والے ہیں۔ ہم خوش و غم تب ہی کہلا سکتے ہیں۔ جب ہماری زندگیوں میں نیکی کے قانون چلا پڑے  
گئی ہوں۔ نیکی کی طاقت سے بچے کی چیزوں سے ہٹا کر اوپر کی طرف اٹھائی گئی ہوں۔  
خوشی ہے علم کے اندر نہ ہے وہ زبردستی میں نہ ہے وہ تندرستی میں نہ ہے وہ گھر گھر ہستی میں  
نہ ہے دنیا کے سامان میں نہ ہے اپنے عزیزوں میں خوشی باطن میں ہستی ہے نہیں باہر کی چیزوں  
پولن۔ مجھے آپ کے خیالات سے اتفاق ہے۔

وزیر۔ رہا کہار۔ مان لیا۔ کہ دنیا بھی خوبصورتوں اور خوشیوں کا گھر ہے لیکن اس  
کے دیکھنے کے لئے بھی باطنی آنکھ کی ضرورت ہے۔ شاندار چمکنے والے ستارے۔ نعمت ہائے لاپرواہ  
پیدا کرنے والی ندیوں کے خوبصورت نظائے۔ قوس قزح اور ارغوانی آفتاب۔ فخری چاند اور  
چاندنی سے چمکنے والے وسیع سمندروں کی آج تاب۔ آسمان پر تیرنے والے بادلوں کی فوج اور  
دل کو فرحت کی گود میں سلانے والی ٹھنڈی ہوا کی ہر موج ان کے لئے حقیقت رکھتی ہے۔ جن کی  
باطنی آنکھ کھلی ہے۔

ہر ذرہ ان کے واسطے دفتر ہے علم کا ہر قطرہ ان کو ایک سمندر ہے علم کا  
ہر چیز میں وہ پاتے ہیں لبست کی نئی ہر سانس ان کے واسطے ہے زندگی نئی  
پولن۔ ایسے مبارک آدمیوں کو یہ دنیا وی ہستی ایک خواب سی نظر آتی ہے۔  
وزیر۔ اور وہ تمام چیزوں کو اپنے دل کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔ وفاداری اور امید سے  
پہلے ہیں۔ ان کے دلیں دنیا کے جذبات نہیں گھٹتے ہیں۔ تیروں اور بھاؤں کی آندھی میں بھی  
وہ نڈر رہتے ہیں۔ مادی دباؤ سے ہمت اوپر رہتے ہیں۔

انہیں یکساں رحمت بڑھاپے اور جوانی میں وہ اس دنیا میں رہتے ہیں کنول کی طرح پانی میں  
نہ دنیا میں ہیں لیکن جو کہ دنیا کے نہیں ہوتے وہاں کشتی ہو جیسے کوئی دریا کی روانی میں  
پولن۔ سامنے کے ایک درخت پر سے چکوی کی آواز سے حیرت زدہ ہو کر (مستری  
می۔ یہ کون سا طرہ ہے۔ جو جگر کو چھیدنے والی دردناک آواز سے بول رہا ہے۔

اک پھری ہے جو طبع میں چھپی جاتی ہے  
ایسی آواز ہے سینے میں کھپی جاتی ہے

وزیر۔ رہنما۔ اس جافور کا نام چکوی ہے۔ ہجر کی لمبی رات عذاب ہو رہی ہے۔ نر کی جدائی میں بیابان ہو رہی ہے +

یون۔ آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ کہ یہ نر کی جدائی میں چلتا رہی ہے؟  
وزیر۔ یہ اُسی کی یاد میں تملتا رہی ہے۔ یہ دونوں نر اور مادہ دون تو ایک ساتھ بتاتے ہیں لیکن شام ہونے ہی جدا ہوجاتے ہیں +

یون۔ اس رات کی جدائی میں کیا راز ہے؟  
وزیر۔ کوئی قدرتی راز ہے

گردن ان دونوں کی اس طوق کو گھومتا ہے رات کو رہنا جدا دونوں کی تقدیر میں ہے  
شومے بخت ہے خلتی نہیں تدبیر کوئی دلیں جذبہ ہے اثر آہ کی تاثیر میں ہے  
یون۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی بڑی آفت میں گرفتار ہے +

وزیر۔ جی ہاں۔ پتی ویوگ (شوہر کی جدائی) ایسا ہی دُشوار ہے +  
یون۔ ایک ہی رات کی جدائی اور یہ حالت بنائی؟

وزیر۔ عورت کو شوہر کی جدائی میں تو ایک پل بھر کا ناشابھی عذاب ہے اور پھر یہ تو چار پہر کی رات کا اضطراب ہے

خوں سے دھل جائیں جو جوہر تو وہ ذخیر ہی نہیں جو نہ پس بھی چکے تو وہ تو ہر ہی نہیں  
عشق جس دلیں ہو اُس سے نہ شر کیوں نہیں چوٹ کھا کر جو نہ لے آگ نہ پتھر ہی نہیں  
یون۔ ایک رات کی جدائی میں اس جافور کو اس قدر بقراری ہے۔ تو اس کی کیا حال ہوگا  
برسوں سے جن کا شغل آہ وزاری ہے +

وزیر۔ اُس کا حال اس مچھلی کی مانند ہوگا۔ جو ٹھنڈے پانی سے نکال رہتی ہوئی ریت پر ڈالی گئی ہو۔ جو تپ تپ کر اپنی روح کو بھل جائیکے لئے تڑپاتی ہو۔ جو نہ جیتی ہو۔ اور نہ مر  
میں آتی ہو

ذکر کیا ایسی ستم دیدہ کی فیادوں کا چرخ ظالم کی نشان دہی وہ بیداروں کا  
دونوں آنکھوں کی آبراسکی دشنام پوچھو ایک ساون کا پتہ رکھتی ہے ایک بھادوں کا

نظم  
جس کا پس پچھرد گیا پانی بنائ وہ دھار ہے

جس کا جیا بیکل گیا  
جس کا پتی پردیش ہے  
چاندنی بن وہ چاند ہے  
گھر میں نہیں جسکے پتی  
جوتی پناں وہ آنکھ ہے  
سیج ہے جس کی سونی پڑی  
جاں پناں وہ جسم ہے  
جس کا پیا نہیں پاس ہے  
خوشبو پناں وہ پھول ہے  
جس کا پتی ہے جدا ہوا  
موتی ہے آب کے پناں  
پیا نہیں جس کے بکٹ  
روشنی بن چراغ ہے  
جس سے خفا ہوا پتی  
اُس کو نہ پھول سمجھئے

جوہر پناں تلوار ہے  
اُس کو آتی کیش ہے  
اُجڑی ہوئی بہار ہے  
اُس کی نہ پوچھو تم گنتی  
باسی ہوا وہ مار ہے  
ہے سال اُس کو ہر گھڑی  
ٹوٹا ہوا گڑھ دوار ہے  
پھوٹی ہوئی فہ آس ہے  
سوکھا ہوا گلزار ہے  
نفس قدم ہے بنا ہوا  
نقشہ دیوار ہے  
قیمت گنتی اُسکی اُلٹ  
اُس کا جینا و شوہر ہے  
سب کی نظر سے وہ گری  
آنکھوں میں سب کی وہ خار ہے

پولن۔ اگر یہ بات ہے تو پھر میرے لئے کیا مزا ہوگی؟ اُسے اُس بیچاری اُٹا کی کیا دشا ہوگی؟

دُخت میں میری جس کی جوانی گزر گئی  
دن کہتے جس نے دیکھے ہیں ایل مہنار کے  
ویریر۔ کس نے؟  
جینے میں ہے شمار نہ مرنے میں مر گئی  
جسے خزاں میں کاٹ دیئے دن بہار کے

پولن۔ ابنا دیوی نے۔ میری پیاری نے۔ جسکے لئے پیاری کے لفظ کا استعمال کرنا پاکیزہ  
محبت کی تدبیر ہے جس سے اب معافی مانگنا بھی بیجا ہی کی تکمیل ہے جس کو اب مُنہ دکھانا  
بھی مُنہ پر کالک لگانا ہے۔ جسکے آگے دندلوں پر گرنا عورت جیسی پورتر چیز کا درجہ گھٹانا ہے  
اُسے صدمے نادر سے نفیس میں ہے  
کتنابے ظلم و عد ہے اندھیر کس قدر  
جہل وہ بھی کر سکا نہیں جو میرے بس ہیں  
صیاد تو ہے چین میں بلبل نفس میں

وزیر۔ یہ آپ کیا الٹی سیدھی کہہ رہے ہیں؟ انجنادیوی کا کیا ذکر نہ فرمایا؟  
 یون۔ مائے اُس وقت کچھ بھی میری سمجھ میں نہ آیا۔ شادی کے بعد اُس کو علیحدہ محل میں  
 بھجوا دیا۔ آج برسوں تک اُس کی صورت دیکھنے کا نام نہیں لیا۔ جب اس بے زبان جاند کی یہ  
 حالت ہو رہی ہے تو پھر وہ کیا چین سے رہتی ہوگی۔ مائے وہ مجھے کیا کہتی ہوگی۔ مجبوراً اس کچھ  
 اپنی معصوم جان پر سہتی ہوگی۔

کوئی آرام میں ہے اور کوئی آرام میں ہے بے گناہ طاہرہ کم بخت مرے دام میں ہے  
 سرخروی ہے اُسے اور مجھے بدنامی میرے آغاز میں ہے اُسکے جو انجام میں ہے  
 وزیر۔ یہ آپ نے کیا ستم ڈھایا۔ اب تک اپنے آپ سے اُس کو بد رکھا۔  
 یون۔ آپ کو یاد ہوگا۔ کہ جب ہم تم بہاہ سے پہلے مہند پور گئے۔ جو کچھ انجنادیوی نے کہا  
 تھا۔ اُس بات پر ہم نے پرتیجا کر لی۔ کہ شادی سے بارہ برس تک اُس سے بات نہ کریں گے۔ جو لوگ  
 اپنے سُن پر اپنی معرفت ہے۔ اُس کا عذر توڑنے کے لئے کچھ سزا بھی ضرور ہے۔

وزیر۔ اُسی ذرا سی بات پر اپنی بڑی قسم کھالی۔ انصاف اور رحم کی جلد ہی کاٹ ڈالی۔  
 جس بات کا کوئی ثبوت نہ تھا۔ اُس پر اعتبار کر لیا۔ معمولی سی بات کی بنیاد پر ایسے خوفناک انتقام کا  
 اتنا بڑا قلعہ تیار کر لیا۔

اک بے قصور پر یہ نکالیں عتاب کی دی بے گناہ کو بھی سزا اس عذاب کی  
 عورت تھی وہ غریبی پیروں کی خاک تھی مٹی کی بھی یہ آپ نے مٹی خراب کی  
 یون۔ لیکن اب اُس گناہ کے لئے کچھ نہ ہو۔ خوش صحبتوں کی شرابی میں ملایا ہوا  
 زہر اب آپ ہی کھا رہا ہوں۔ اپنے ہاتھوں کے بھجائے ہوئے کانٹے پشیمانی کے خار بن کر میرے  
 دامن دلیں اُچھ رہے ہیں۔ میرے ہی انتقام کے بھڑکٹے ہوئے نظم کے شعلے اب میرے ہی

۱۷ جب انجنا کی تصویر یون نے پہلی مرتبہ دیکھی۔ اور انجنا کے ساتھ اُسکی نسبت بٹھری۔ تو وہ  
 تصویر پر اس قدر غصہ ہوا۔ کہ بہاہ سے پہلے ہی اُس کی صورت دیکھنے کا مقصد ارادہ کر لیا۔ اسی  
 ارادے سے جیتس بدل کر اور وزیر کو ساتھ لے کر مہند پور گیا۔ راجکار دی کو دیکھنا اُس کا مقصد لیکن  
 اُسکے محل کے نیچے جانے کا موقع مل گیا۔ اُس وقت چند لڑکیاں انجنا کی سگائی کے متعلق یون اور ایک  
 اور لڑکھار کا نام لے کر انجنا سے مذاق کر رہی تھیں۔ ایک لڑکی نے ہنسی مذاق میں یون کو زہر کا سمندر  
 بتایا۔ جس پر یون نے ان الفاظ کو انجنا کی زبان سے نکلے ہوئے جان کر پرتیجا کر لی۔ کہ بارہ  
 برس تک اس معذور لڑکی کی صورت نہ دیکھوں گا۔

تو آنسوؤں سے بکھر رہے ہیں۔

پڑ گئے میری ہی قسمت میں تمہے تقصیر کیے بیچ  
لیکے ڈوبے ہیں مجھے ہی میری تقدیر کی بیچ  
وزیر۔ ہائے تم نے اس عورت کو اتنا بیزار کیا جس نے نہ کبھی میری عورت سے اور نہ ہی  
کسی اور سے اپنی منظومت کا اظہار کیا۔ ایسا ظلم سہہ کر بھی ایسا ضبط اختیار کیا۔ تم نے یہ ستم ڈھایا  
اور مجھے بھی نہ بتلایا۔

یون۔ نہیں بتلایا یہ کتنا ہتلائے کے قابل نہ تھا۔ یہ جرم کسی کو جانے کے قابل نہ تھا۔  
اتنا بڑا ظلم اس تنہی سی جان پر ڈھانے کے قابل نہ تھا۔ سچ مچ وہ بھول جانے کے قابل  
نہ تھا۔

نظم

خوشنما بھول پہ مٹی میں بلایا میں نے  
غم کھلایا ہے اُسے کھیل تھا جو خوشیوں کا  
نور کی طرح تھا نظروں میں بٹھانا جس کو  
ناز تو دور رہے اُن کا اٹھانا ایسا  
بے بہا عمل کو مٹی میں بلا کر چھوڑا  
اُسکی توہیر کی دُور کیا ہے دل سے  
چاہئے تھا جسے آنکھوں کا بنانا تارا  
نیک لوگوں سے بھی نیک کا نہ بڑا ڈپکا  
اپنی غفلت ہے پروں میں کھلا ڈال مارا  
وزیر۔ گزری ہوئی بات کا کیا ذکر اذکار۔ ڈوبا ہوا برتن نہیں جڑتا۔ گزرا ہوا وقت  
مڑتا۔ جو وقت سر پر ہے۔ اُس کا خیال کیجئے۔

یون۔ خیال تو کیسا۔ اس وقت وہ یہاں ہوتی تو اُسکے چروں سے پٹ جاتا۔ اُسکے  
اگے جڑے گڑا، اور اپنا قسم و رساں کرواتا۔

وزیر۔ اب بھی کچھ نہیں بگڑا۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ جانیے۔ ابھی پٹے جائیے۔ اُسکے دھوون  
کی جلتی ہوئی کھیت پر دیا کا نعل برسیا ہے۔ میں یہاں شکر کا انتظام کروں گا۔ آپکے لوف کرانے  
میں رام ناتھ پر قیام کروں گا۔

پولن - رحساب لگا کر ادوہری خوشی کا مقام ہے۔ کہ آج بارہویں برس کا بھی خستہ نام ہے۔

وزیر - تو بھر کیا سوچ ہے۔ فوراً رتن پور کو چل دیجئے۔

پولن - صرف ایک مشکل سوال ہے۔

وزیر - یعنی۔

پولن - پتا ہی کے ناراض ہونے کا خیال ہے وہ کہیں گے بزدل تھا۔ خوف کھائے گا۔ بارہ برس تک تو عورت سے نہ ملا۔ اب اچھا تریہ دھرم کو چھوڑ کر ایسے موقع پر آئے۔

وزیر - آپ کسی اور سے ملنے کی کوشش نہ کیجئے گا۔ صرف ہجنا کے پاس ہی ایک ڈون رہ کر چل دیجئے گا۔

پولن - البتہ یہ صلاح قابل پذیرائی ہے۔ یہ تجویز میری سمجھ میں آئی ہے رولیں، ہجنا، پیاری ہجنا، آخر تیری کشش نے ایک بہادر سپہ سالار کو اپنے جنگی فرض سے ہٹا کر اپنی طرف کھینچ لیا۔ پرتا نے آج تیری مصیبتوں کا خاتمہ کر دیا۔

چل پڑا سپہ سالار ہے چکراب تری تقدیر کا  
چھوڑ بیٹھا خیال میں حقیر اور تو قبر کا  
اس قدر دُور ہی پر آئی باندھ کر آگے کیا  
یہ اثر پیاری ہے تیری آہ پر تاثیر کا  
راپنے باد رختار گھوڑے پر سوار ہو کر رتن پور کی طرف روانہ ہو جاتا ہے

## خونناک الزام

رجب راجگما پولن بارہ برس کے بعد اپنی دھرم منی ہجنا دیوی سے پہلی مرتبہ رتو کاٹن ملے ہیں۔ اور ماں باپ سے ملے بغیر ہجنا کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔ بہت کال تک ملن کو ٹوٹ کر نہیں آتے۔ اور ادھر ہجنا میں گر بھگے، آثار نظر آتے ہیں۔ تو ہجنا کی ساس یہ خبر پا کر اور یہ جان کر کہ میرا بیٹا پولن تو جس کے اُس کو بیاہ کر لایا۔ اپنی بہو سے نہیں ملا ہجنا پر شک کرتی ہے، اور غضب ناک ہو کر اُسکے محل میں آتی ہے۔

رائی - (مر سے پیر تک ہجنا کو دیکھ کر) ہجنا۔ ہجنا۔ میں یہ کیا دیکھتی ہوں؟

ہجنا - (منظر خفی)

رائی - چاند کو گرہن۔ سورج میں کالا۔ کیا میں نے گھر میں سانپ کے پالا؟

ہجنا - (خاموش)



رانی - ابجنا یہ کیا؟

ابجنا - ماما

رانی - رخل کی طرف اشارہ کر کے اکہی مرض نے یہ حالت آشکار کی - یا تیرے پاپ نے خیر نہ

صورت اختیار کی؟

آئینہ پاپ کا تیرے یہ دکھانا کیا ہے

آب موتی سی تری ٹوٹ کے ٹکلی کیسے؟

ابجنا - ماما کیا بتاؤں - پتی کے سوا کسی کو دیکھا ہو - تو اس کا نام بتاؤں؟

رانی - ہاں نہیں دیکھا (مُنہ بنا کر)

ابجنا - ہاں ماما - نہیں دیکھا ہے

پتھے اسی گڑبست کے غرار کے سوا

دلیں دُہی بس رہا نظر دینے ہے دُہی

رانی - اری نکلتا - بے شرم - بچا - کیوں اُس بیگناہ کے نام پر پاپ کی کالک تھوپے ہی

ہے - بشر بیوں کی بیٹی اور اتنی بڑی ہو گئی ہے

آتما پاپ نہ کیوں ہرتی میں تیرا گڑ گیا

جس نے صورت ہمگی ہی تری آج تک کبھی نہیں

ابجنا - ماما بس سچ کہتی ہوں - نہ جانے وہیں کیا دیا آگئی - جو لٹکا کو جاتے ہوئے راستے

سے لوٹ کر آئے - مجھے بے قصور پار اپنی پٹنگیا پر پھپھٹائے میرے پاس تن روز بنائے - میں نے

بہتر کہا - کہ آپ بل کر جائیں - مگر انہوں نے ایک لسنی - آخر ضرورت کی وقت اپنی مصوومت کا

ثبوت پیش کرنے کے لئے مجھے یہ انگوٹھی دی -

(انگلی سے انگوٹھی نکالنا)

میں شریفیوں کی ہوں اپنی اور آپ تھے گھر کی ہوں

دھرم کے آچار پر تانا مجھے درڑھ جاسے

ہے انگوٹھی یہ تمہارے پتر کی پہچانے

رانی - اری جا جا - مجھے تیرا چر تر سکھاتی ہے - کل کی تو دنیا مجھے بناتی ہے - پہچانی ہے

جو کھٹا ایسا گھو رہا پ کما سکتی ہے - وہ جعلی انگوٹھی بھی بنا سکتی ہے

نظم  
(رانی انجنا سے)

سامنے بے جیاسی کھڑی کھشتا  
تو نے عزت ڈوب دی ہے ماں باپ کی  
ہائے اولاد ایسے گھرانے کی ہو  
ہائے کٹاؤ سارے زمانے کی ہو  
تو نے عزت بھی دیکھی نہ ماں باپ کی  
سر پر گھڑی اُمّالی جو یہ باپ کی  
تیرے جیسی ترے سدا گھرتا کر  
ہو سستی پہلے اپنا پتی مار کر  
کچھ نہ چھوڑا بزرگوں کا گھر باہر  
نرک میں کاٹتی وہ جو دھجیا رہیں  
شرم آئی نہ کچھ باپ کرتے ہوئے  
کیا دشا تیری ہونی ہے مرتے ہوئے  
کون سنتا ہے تجھ جیسی چالاک کی  
تیرے جیسی دغا باز نا پاک کی  
سانے ہے کھڑی اب بھی مغرور ہو  
جا ادی چند کا آنکھ سے دور ہو  
کیا اُنھیں دام ایسے بُرے مال کے  
پسکے کر تو ت ہوں ایسے چاندال کے  
گھور وہ باپ دُنیا میں تو نے کیا  
زندگی کا مزا کر کر کر لیا

بات کرتے ہوئے شرم آتی نہیں  
موت بھی آن کر تجھ کو کھاتی نہیں  
ہائے دولت جو ایسے خزانے کی ہو  
دُشٹ چٹو میں کیوں ڈوب جاتی نہیں  
تو تو سنتاں نکلی اری ساپ کی  
باپ کی آگ تجھ کو جلاتی نہیں  
چند کا روپ بدکار کا دھار کر  
رغم اپنے پتی پر بھی کھاتی نہیں  
تیرے جیسی ہی بیٹی ہیں بازار میں  
آگ پھچھا نہیں اور ناتی نہیں  
وہ نہ تھا آگ میں پیر دھرتے ہوئے  
آنکھ بھی شرم سے تو جھکتی نہیں  
اُبرو تو نے سسرال کی خاک کی  
آکے آندھی بھی مٹی اُڑاتی نہیں  
ہائے کہتی ہوں اب تجھ کو مجبور ہو  
کیوں یہ منحوس صورت چھاتی نہیں  
تجھ کو چھتائے ماں باپ بھی پال کے  
ہو بہو یا کہ بیٹی وہ بھاتی نہیں  
تو نے بدنام جاتی کو بھی کر دیا  
اب سگا تیرا کوئی سنگاتی نہیں

انجنا - ماما - کیا کہوں - اس انگوٹھی کے سوا اس وقت میرا کوئی گواہ نہیں - مہارے

ایلام سے بچنے کے لئے اس عذر داری کے سوا کوئی راہ نہیں ۔

رانی - کُل کھٹک - ذرا بھی شرم نہیں آتی - انگوٹھی دکھا کر پتی پرائیں جتنی ہے - تیرے

جیسی عفت ہی میرے پون جیسے بھلے بھالے پتوں کو ڈسنے کے لئے ڈان بنتی ہے ۵  
 ڈسنے کو میرے پوت کے ڈان ہنہ سانہ  
 اچننا۔ ماما میں پاپ کرنا سلطان نہیں جانتی۔ میں نے جنم بھر پاپ کی صورت نہیں دیکھی۔  
 میری آتما پر پاپ کا سایہ نہیں پڑا میں نے پاپ کی صحبت نہیں کی۔ میں پاپ سے اسی طرح  
 دور تی ہوں۔ جیسے پالی موت سے +

### نظم (اچننا کا جواب)

اسکھ میں میرے اب تک حیا ہے وہی	بن پتی آنکھ میں نے ملائی نہیں
میرا بھگوان اور دیوتا ہے وہی	بن پتی اور سے آشنائی نہیں
بن پتی اور کو دیکھ پایا نہیں	دل تو کیا دھیان تک بھی لگا نہیں
غیر کا خیال بھی مجھ کو آیا نہیں	دھرم سے اسکھ اب تک پڑائی نہیں
کیا ہوا اگر ہے دشمن زمانہ مرا	ہو گا سچ ایک دن یہ بہانہ مرا
ہے پتی آبرو کا خزانہ مرا	میں نے پونجی یہ اب تک لٹائی نہیں
میں نے بارہ برس جس کا سمرن کیا	جاگتے سوتے جس کا ہے چٹون کیا
آج تک میں نے اُس کا ہی پوجن کیا	اُس کی صورت ابھی تک لٹائی نہیں
پاپ کا منہ کبھی میں نے دیکھا نہ تھا	آج ہی پاپ کا نام تم سے سنا
پاپ کہتے ہیں کس کو ہے وہ کیا بلا	کی کبھی میں نے اب تک بُرائی نہیں
کر لی سیوا پتی پران ادھار کی	یہ ہی صورت سنی کے ہے ادھار کی
آئی کرنے کو سیوا میں بھرتار کی	اُن کو بذا م کرنے کو آئی نہیں
جس طرح چاہے تم آزما لو مجھے	ہاگ کے پنج زندہ جلا لو مجھے
یا سمندر کی ہروں میں ڈالو مجھے	اس سے بڑھ کر تو کوئی صفائی نہیں
آمرے میں تمہارے ہوں آئی ہوئی	لو یہ گردن ہے میں نے جھکا ئی ہوئی
کچھ بھی کرو اگر کچھ خطا ہی ہوئی	آپ سے میری کوئی لڑائی نہیں

۱۔ کہو کو شادی سے پہلے ہی رہکار پون نے عبد کر رہا تھا۔ کو میں شادی کر نیے بعد بارہ برس تک اچننا  
 سے نہ بولوں گا۔ اور نہ اُس کی صورت دیکھوں گا۔ اس لئے اُس کو ایک علیحدہ حق میں رکھا گیا  
 سیاس نے بھی یہ جان کر میرا بیٹا اپنی بہو سے نہیں بولتا۔ اس کا خیال رکھنا چھوڑ دیا۔

رائی۔ میں تیرے جیسی بدکار عورتوں کے چہرے خوب جانتی ہوں۔ تیرے جیسی آوارہ عورتوں کی رنگ رنگ پہچانتی ہوں۔ مائے تو نے یہ بھی نہ سوچا۔ کہ کس کی بیٹی ہوں۔ کس کی بہتری ہوں۔ بدھہ جارہی ہوں۔ کیا کر رہی ہوں۔ جا بس اب چلی جا۔

گر تو نہیں تو بہوں کا ڈٹا پڑا نہیں گھر کوئی میرے پوت کا سونا پڑا نہیں یہ بیواؤں کے لئے کوئی مسدا نہیں بڑے لالچ ہمارے گھر میں تیری اب جگہ نہیں رخصت گار کو (جاؤ۔ فوراً جا کر پاکی رتھ جسٹو کر لاؤ۔ یہ جھگڑا بیٹائی چلوں۔ اسکی رتی کا شتی چلوں۔)

یہ سب کرتوت اسکی باپ دیکھے اداس دیکھے نہیں اچھی طرح سے دیکھ لے اور آسمان دیکھے جو پردے میں کیا ہے فاش ہو وہ رتی نیلیں تماشہ تاکہ اسکے پاک سارا جہاں دیکھے

(رجانا خڈنگار کا)

اچنا۔ مانا میرے پاس اب وہ الفاظ نہیں جن سے میں اپنے آپکے بے قصور ثابت کر سکوں کوئی ایسا قدرتی قانون بھی سمجھیں نہیں آتا جس سے میں اپنی بیگنائی کی وکالت کر سکوں فی الحال میری خطا بھی مجھو۔ تو معاف کرو جب سوائی لوٹ کر آجائیں۔ تو پھر ان کی شہادت لیکر میرا انصاف کرو۔ یکطرفہ فیصلہ بے انصافی کا مترادف ہے۔

رائی۔ تیرا ارادہ ہوگا۔ کہ یہاں رہ کر ان کے خاندان کو اچھی طرح بدنام کر لوں۔ مائے تو کیا تھی اور کیا ہوگی۔ خوبصورت ناگن کی مایند ڈسنے والی بلا نکلی۔

آبرو بھونک دی دوزخ کا نمونہ ہو کر ننگے ناموس ڈبو ہی دیا دریا ہو کر مائے تو بھل نہ گئی عزت نہ دریا ہوئی ونش کی ساکھ نکال ہے جو گٹھ ہو کر

(رخصت گار کا پاکی رسیاہ) لباس لا کر اچنا کے آگے رکھ دینا )

ہاں یہ کالے کپڑے اسکے آگے رکھ تاکہ یہ بے شرعی اور جیانی کا جامہ پہن کر باپ کی مجسم صورت بنا لے اپنے خونخاک اور تاریک پاک مٹھ ان کالے کپڑوں کی سیاہی سے چھپالے۔

اچنا۔ اے محل کی دیوار۔ تم کیوں نہیں بولتی؟ اے سچائی کے ستونوں پر کھڑے مجھے آسمان۔ تم کیوں میری بے گناہی کی گواہی نہیں دیتے۔

کیوں دیا آتی نہیں ہے ظلم مجھ پر دیکھ کر کیوں نہیں ہوتے ہو مضطر مجھ کو مضطر دیکھ کر اشک بڑی بیگناہ کی کیا بونہی بیکار ہے کیوں ترس آتا نہیں ہے دیدہ تر دیکھ کر

بسنت مالا۔ رانجنا کی ایک بہن اور ہزار ہیل اجمارانی رانجنا کے آئے تک اس کو  
میں پر رہنے دو۔ ورنہ

اس بہن کو پھر انجام نادانی نہ ہو اس کی مانی ہو مگر کچھ آپ کی مانی نہ ہو  
کام تم آپا کر وچس سے پشیمانی ہو آپکے بیٹے کو ناحق کی پریشانی نہ ہو

یہ کھلا ڈاکر و دھکا جو چل رہا ہے غیر پر

یہ الٹ کر ہی نہ جاؤ دے مہا کے پر پر

رانجنا۔ تو کوئی کم ہے۔ دشت کی خار۔ رانجنا کی گواہ بسنت مالا۔ اپنا ناش کر کے آئی  
میرا بھی ستیا ناش کر ڈالا کہیں کی دلالہ +

بسنت مالا۔ یاد رکھو۔ تم سے اُد پر بھی ہے کوئی دیکھنے والا +

رانجنا چار و ناچار پانچ لپاس پہنتی ہے اور پانچ رتھ یعنی سیاہ گھوڑوں کے سیا  
رتھ پر بٹھلا کر آپ کے لئے بھیجی گئی +

## موتہار

رانجنا دیوی کو بد چلن جان کر ساس نے نکال دیا ہے۔ اور اُس کو پاگل رتھ میں بٹھلا کر  
جیسا کہ اُس زمانے میں دستور تھا۔ اُسکے ماں باپ کے ماں بھی دیا ہے۔ اور رتھ کے پیچھے  
سے پہلے ایک باد رتھار قاصد بھی روانہ کر دیا ہے۔ قاصد کے ماتھ جو چھٹی بھیجی  
گئی ہے۔ اُس میں رانجنا کی پاکہ امی پر بہت کچھ حکم کیا گیا ہے۔ جس کی وجہ  
سے رانجنا کے ماں باپ بھی اُس کی صُودت سے بیزار بیٹھے ہیں۔ لیکن یاد رہے  
کہ رانجنا بالکل بے دماغ ہے۔ اور اُس کے گرجھ میں پون پتر یعنی پہاڑ جرنیل  
د مہمان + جی پرورش پار ہے +

(مہند پور کے شاہی محل میں رانجنا کی ماں)

رانجنا دیگ موتہاری

ویگ موتہاری۔ رنڈو جوڈ تو کیا رانجنا بھی دس چار فی ہو سکتی ہے۔ ایک دیو کیا بھی  
دھی چار فی ہو سکتی ہے + پھول سے بھی بدبو آسکتی ہے۔ امرت بھی ویش بن سکتا ہے + ہائے  
جس رانجنا کو دل بھر نہ دیکھنے سے راجہ کی حالت غیر ہو جاتی۔ آج اُسی رانجنا کی صُودت دیکھنے کو  
بھی طبیعت نہیں چاہتی۔ رانجنا رانجنا تجھے کیا ہو گیا +

ننگی تو دُشت جانے سے باہر نکل پڑی نیکی کی آنکھ اور بدی پر پھسل پڑی

و اسی رات کہ جہازانی انجنا آگئی ۔

انجنا ۔ (خود ہی داخل ہو کر اور ماما سے بھینٹنے کی کوشش کر کے) میری آمڑی ۔ میری

اماں ۔ میری ماما ۔ دیکھ ۔ دیکھ ۔

ہر گئے پیچھے مرے مجھ کو ستانے والے  
مجھ کو گودی میں چھپکے تو مری کشاکش

پل دیئے چھوڑ کے وہ جو تھے بچا ہوا  
مجھ کو جینے نہیں دیتے ہیں زلزلے والے

نظم

ترے چرن کی سحر ن آئی ہوئی ہوں

تھے یلے گودی میں نوپار کر کے

مجھے اور مینے دے میری ماما

جنہیں تونے سوٹیا تھا مال اپنا

چھپا کیا مرا تجھ سے لئے میری ماما

کیا ساس نے ہے ترسکا میرا

اٹھالے مجھے اپنی ممتا کے بل سے

تبسم کے دہن سے کراشک ٹوٹی

تو بھگون سے پوچھ میری صدا

و یک موہنی ۔ راجو ابھی تک ممتا کے سیلاب میں ڈوبی ہوئی آنسو بہا رہی تھی۔ آنسو

پوچھ کر اور انجنا کی سیاہ پوشاک کے دیکھ کر) یہ کیا غضب ہوا۔ تو وہ انجنا

نہیں۔ تو تو مجھ تک پہنچا۔ تیرے جسم کو یہ پاپ جھاڑ کہاں سے اچھ

گیا۔ تیری پاکدامنی کا وہ روشن چراغ کب سے بجھ گیا۔ مجھے کون سا منہ دکھانے کو آگئی۔ ایسا کھ

پاپ کر نیسے پہلے تجھے موت بھی نہ کھا گئی۔ یہاں آنے سے پہلے دھرتی میں ہی نہ سما گئی ۔

اماں پاپ کی بھی آبرو مٹی میں گاڑ دی

شرم و حیا کی تونے تو چاند ہی بھانڈ دی

نہیں ہے کھل کے اور نہ رکھا حجاب کو

انجنا ۔ ماما میں نہ روش ہوں ۔ سیکناہ ہوں ۔ سچ جان ۔ میرے دھرم کا دامن ابھی

تک موتی کی مانند آبداد ہے ۔ میری عصمت کا پھول ابھی تک میرا ہی پر ہمار ہے ۔

میری بدعتی سے میری آسمان کا کسے

عم بھوت ہے مری کالی مری پوشاک  
دہن عصمت مگر اب تک بھی میرا پاک ہے  
ویگ مونہی۔ بس جا چلی جا۔ ہمارے راج میں رہ کر اپ کی جھوٹ کو نہ بڑھا۔ ویجا را کو  
بھیلا۔ جہاں جی چاہے چلی جا۔  
تجھ سے محلوں کی دنیا میں غا پھیلے گی  
پاپ ایک جھوٹ جس سے کہ واپر رہتی ہے  
سانس سے تیرے گناہوں کی ہوا پھیلے گی  
تیری بدبو سے زانے میں وبا پھیلے گی

نظم

جا۔ ارے گھر سے میرے توکل ناشنی  
ایسی پیدا ہوئی تو مری کوکھ سے  
وہ نہیں منہ لگانے کے قابل کبھی  
جو پتی دھرم کا دھیان کرتی نہیں  
استری دھن ہی ایک ناری کا ہے  
اُس کا جینا ہی دنیا میں بیکار ہے  
پاپ چہرے پر تیرے برتاؤ ہے  
کیا وہ موتی؟ نہیں آپ جن میں ذرا  
جس کو اپنے پتی کی محبت نہ ہو  
کس طرح مان لوں بے گناہی تری  
رونی صورت بنا کر ہے توھگ رہی  
بول کر دے تیرے تیرے لگ رہے  
میں تجھے گھر میں رکھ لوں تو کیسے رکھوں  
کرم ہی وہ کیا جس سے نفرت ہوئی

جا چلی جا۔ میرے گھر اور میرے راج میں رہنا۔  
انجنا۔ کہاں جاؤں مانا۔ دنیا میں اور میرا مدگار کون ہے۔ جو اپنے پاس مہیبت کے  
دن کا تلینے دے۔ میرا ایسا غوار کون ہے۔ ایک گرجہ وئی۔ دوسرے گوش زدہ۔ پلہ  
پکڑوں تو کس کا؟ عورت کو ماں باپ یا ساس کسر پر ہی ناز ہوتا ہے۔ ماں جب وہ سہارا ہی  
بے نیاز ہوتا ہے۔ تو پھر کون پاس بھٹکنے دیگا۔ کون سا آسرا اپنے سائے میں پیر رکھنے دیا۔

پتی ہے تو پرکوس میں۔ دُنیا ہے تو دشمن کے بھیس میں۔ پھر سچ جھوٹ کا بستار کون کرے۔ میری آٹھ پہرہ اور چوتھ گھڑی کی ساتھی بسنت مالا پر کسی کو گمان نہیں۔ چاند اور سورج کی زبان نہیں۔ پھر میری طرف داری کرے تو کون؟

اب اور کیا ثبوت ہے اس بیان کے ہوا کون اور دکھ ہے گامری جان کے ہوا کس بلاؤں اور کسے لاؤں سامنے میرا گواہ کون ہے جھگوان کے ہوا

ویگ موہنی - میری آنکھوں سے دُور ہو جا +

اچھنا - تو میرے لئے کوئی ٹھکانہ ہی بنا دو۔ یا سوامی کے آنے تک میں بسنے کی آگیا د کوئی اولاد بھی بطرح پیدا کرتا ہے کوئی اپنے جگر پر یوں ستم ایجاد کرتا ہے جگر کو تھام کر مانا کسی کی دُردشا دیکھو مہتاے سامنے دکھیا کوئی فراد کرتا ہے ویگ موہنی - کو کشتی - تو نے کام ہی ایسا کیا۔ جو رحم کے جاگتے ہوئے ہمدردانہ جذبات کو چھری نیند سلا دیتا ہے۔ تیری کرفت کا خیال آتے ہی ممنا کی پیاری دُنیا کی بنیاں پلا دیتا ہے

شعلہ پاؤں کا تیرے جلتا ہوا ہے دلیں تیرے بد افعال کی چھتا ہوا ہے دلیں ہے پاکدامن تھی تو جب تک لگی رحت مجھ سے تھی اب تو اس چھتا ہوا کا شا ہمارے دلیں ہے اچھنا - مانا۔ جھگوان کے واسطے جب تک پتی لوٹ کر نہ آئیں - مجھے وہی بنا کر ہی رکھ

پس

ہو کے بیٹی آپ کی آوارہ گردی میں کرو ہو کے عذرت کس طرح صحرا فردی میں کرو ظلم سہنے کو میرے نتھے سے دلیں تم نہیں بیٹی سے وہی بنوں گی یہ سزا کچھ کم نہیں ویگ موہنی - یہ بات میرے اختیار میں نہیں تیری جگہ اب اس پر یو میں نہیں گھر بار میں نہیں کوئی اور مُعاملہ ہوتا۔ تو درگزر کرتی۔ مگر دُرتی کیا کرتی۔ مجھ پر تیرے باپ کا قابو ہے۔ اور وہ تیری جان کا دشمن ہے۔ تو نے کام ہی ایسا کیا جس کے تذکرے سے ہی دل کاٹ جاتا ہے +

اچھنا - مانا مہتا راول اللہ اتنا سخت۔ یہ سب ہونہار کا کرشمہ ہے۔ جو دل محبت کا منبع

تھا۔ آج نفرت کا سرشمہ ہے۔ میری جگہ بیان نہیں تو کہیں بھی نہیں

تنگ وجود مجھ سا بھائی نہیں آئیں تو کون بچنے کے لئے آئیں نہیں



معلوم ہو گیا ہے کہ اب میرے واسطے اور پر نہیں ہے چرخ تو نیچے نہیں ہیں  
**ویگ موہنی**۔ جا اب زیادہ باتیں نہ بنا رکھیں (اسے) اس پاپ کو یہاں سے نکال دو۔  
 تاکہ محل اس کے دل زوئی دودا انگیز چرخ سے نکلنے والی کالک سے کالا نہ ہو جائے۔ راجہ کے  
 آنے جانے پر کچھ اور گھومالہ نہ ہو جائے۔

دروانی ویگ موہنی دایسوں کو حکم دیکر جاتی ہے  
**انجنا**۔ کہاں جاؤں۔ زندگی کے آسمان پر امتد کے تمام ستارے غائب ہو گئے رہ گئے  
 سب میری سیاہ بختی کے مصائب ہو گئے سامنے سے اپنے بھائی پر تن کیرتی کو آتا ہوا  
 دیکھ کر۔ نہیں وہ ایک ٹٹماتا ہوا تارا باقی ہے میرا سگا بھائی میری امیدوں کا سہارا باقی ہے  
 آگے بڑھ کر اور دودھ کر لپٹنا چاہتی ہے)

پر تن کیرتی۔ بس آگے نہ بڑھنا۔ انجنا۔  
**انجنا**۔ اُن اتنی بے مروتی سے  
 بھائی کو بہن سے بھی محبت نہیں ہی  
 بھائی مجھ کو بھی مجھ پر رحم نہیں آتا۔

پر تن۔ نہیں۔ بدکار عورت ایک ڈان سی ہو جاتی ہے جب سپر کسی کو رحم نہیں آتا۔ خیر کو  
 اپنے گلے سے کوئی نہیں لگاتا۔ اُسٹروں کی مالا کون کنٹھ میں ڈالتا ہے۔ ناٹن کو کون پاتا ہے  
 میرا فعل ہی ایسا ہے جو رحم کو مار دیتا ہے۔ پانی کے پاس آتے ہی رحم کا جذبہ نفرت کا روپ  
 دھار لیتا ہے۔ رانجنا گھر سے نکالی جا کر پشو کھان میں چلی جاتی ہے۔ وہاں ایک سادھو  
 کے آشرم میں ہنومان کا جنم ہوتا ہے)۔

## راون کے دربار میں ہنومان

ہنومان راون کے

(نظم)

سینکڑوں عورتیں لاکھ گھر میں رکھیں  
 اُس سے بڑھ کر ہے صورت میں متددوری  
 اُن کی صورت کو تبتلاؤ کیا ہو گیا  
 پھر اُسی پرستہ دل کیوں ندا ہو گیا

کیوں بنے اپنی ذلت کا سامان ہو  
دل جہالت میں کیوں مبتلا ہو گیا  
آپ کی ایسے کاموں میں عزت نہیں  
جس کا ہے آپ کو عارضہ ہو گیا  
اُس کی بیکار یہ آہ و زاری نہیں  
اُس کی آہوں سے گر کچھ بُرا ہو گیا  
اُس کو اک خوبصورت بنا سمجھئے  
گر بستم اُس پہ کوئی روا ہو گیا  
جس نے گھر دُکھش کو بھی چھوڑا نہیں  
جس پہ ٹوٹا اُسی پر بنا ہو گیا  
جس کی آندھی نے اُس کا بھجایا دیا  
وہ ہی تم پر بھی ہے اب خفا ہو گیا  
پھر نہیں چھوڑنے کا وہ یہ خود سری  
جب وہ غصے میں کالی گھٹا ہو گیا  
وہ وہیں جل کے اپنی سزا پا گیا  
وہ اُسی کو ہے اب بقا ہو گیا  
اک دیا وان پر مانتا سمجھئے  
کیا ہوا تم سے گر کچھ بُرا ہو گیا

### جواب راون کا

ابھی تیرے مرنے کا سامان ہو گا  
نہیں تو کوئی پیدا طوفان ہو گا  
ابھی دزد کا تیرے درِ مان ہو گا  
بچا لینا جاں کو نہ آسان ہو گا  
تیرے ساتھ گھر تیرا دیران ہو گا  
تری جان ہو گی میرا بان ہو گا

کیوں بنے پاپ کے پیچھے نادان ہو  
تم تو فاضل ہو عالم ہو وِ دوان ہو  
یہ بڑی آپ کی کچھ لیاقت نہیں  
ایسی ونسی وہ دنیا میں عورت نہیں  
آج اُس جیسی دنیا میں نارنی نہیں  
جان کو زندگی مہتاری نہیں  
اُس کو اپنے لئے اک قضا سمجھئے  
اپنا بیڑا غرق پھر ہوا سمجھئے  
دیکھنا اُن کماروں کو تھوڑا نہیں  
وہ بھی ناچیز بھائیوں کا جوڑا نہیں  
جسنے نابود بالی کو ہے کر دیا  
جس نے مغلوب ہے سرکشوں کو کیا  
آپ نے گر نہ چھوڑی جفا پروری  
دُوب جائے گی یہ آپ کی برتری  
کرودھ کو آئے جو اُس کے دہکا گیا  
شُرں میں اُس رگھوور کے جو آگیا  
ابن لئے آپ اپنی خطا سمجھئے  
بخش دے گا وہ اس کو بجا سمجھئے

چلا جا نہیں تو پریشان ہو گا  
نظر سے تو ہو جا میری دور پاچی  
یہ ہمدردیاں جاں کی دشمن نہیں گی  
اگر میرا غصہ بھروں کہ اٹھا۔ تو  
زیادہ جو کہو اب تو کرے گا  
اگر تیری صورت نظر آئے گی پھر

جو نافذ کوئی میرا فرمان ہوگا  
ابھی کرتا پرواز اوسان ہوگا  
جو مجھ جیسا ناخلف انسان ہوگا  
ہنیں تو جہنم کو چالان ہوگا  
میری یاد رکھنا پشیمان ہوگا

نہ تو ہی لے گا نہ پھر خاک تیری  
اگر بد زبانی نہ چھوڑی یہ تو نے  
ڈبوئے گا ماں باپ کی وہ بھی عزت  
پہنچوئیں صورت تو اپنی چھپا لے  
طرفداری کر کے تو اُن سادھوؤں کی

### جواب ہنومان کا

تری وہ جان لینے کے لئے تیار بیٹھے ہیں  
سمجھنا تو نہ یہ دلیں کہ بہت مار بیٹھے ہیں  
ہنیں کچھ دور وہ بلکہ پس پوار بیٹھے ہیں  
مرے وہ لوٹ کر جانے ملک بیکار بیٹھے ہیں  
سمجھنا مت کہ وہ بے یار اور لاچار بیٹھے ہیں  
جو دولت اور عزت انکی ناحق مار بیٹھے ہیں  
وہ سب میران کے تو انکی صورت ڈھار بیٹھے ہیں  
وہ رکھو برساتھ سینا کے یہ کراہتے بیٹھے ہیں  
جنہیں تو جانتا ہے وہ سمندر پار بیٹھے ہیں  
کرینگے ناس تیرا جو یہ ترے یار بیٹھے ہیں

وہ سادھوان جھاؤں سے تیری بزار بیٹھے ہیں  
تری تو موت کا سامان وہ بھگوان کرتے ہیں  
بتا ہی کے ترے آثار اُٹھے ہیں تے گھر سے  
وہ بربادی کا تیری کام لب ہاتھوئیں لیتے ہیں  
انہیں مردوں سی بہت ہے مدد بھگوان کر دے  
سزا پائینگے کرموں کی جو طلب ہیں تے جیسے  
ترے خوں کے پیاسے بن ہے میں سب فرائی گئے  
کرینگے ناش لنگا کا چھڑائینگے اُسے مجھ سے  
وہ ہڈی دل سا چھاجائینگے راون تیری لنگا  
یہ سمجھاتے نہیں تجھ کو تو ہے ہی ساتھ دو ہیں گئے

ہنیں دنیا میں کوئی جو نہ ہو تیری بُرائی میں  
کہ مجھ جیسے ترے مُشفق بنے تو بخوار بیٹھے ہیں

## ہنتی اور ہندی شاعری

(۱۱)  
دُشٹ بھار جا بتر شٹھ اُتر دایک داس  
تاسو مرتیو سنسے نہیں سرب باس گرہ جاس

(مطلب) جسکے بدکار عورت بد معاش دوست۔ جواب دینے والا خدمت گار اور جس کی

بود و باش سانچ والے گھیر میں ہو۔ اُسکی موت میں شک نہیں +

( ۲ )

وہد بہیت رچھے دھنوں۔ دھن تے رچھے نار  
رچھے دارا دھنوتیں۔ آتم بت وچار

مطلب اُصیبت کے لئے دولت کی رکشا کرے۔ دولت سے بیوی کی حفاظت کرے  
اور اپنے آپ کی رکشا ہمیشہ دولت اور بیوی سے کرے یعنی اپنی رکشا کو دولت اور بستی  
دونوں سے افضل سمجھے +

( ۳ )

ہنیں وز تو ہنیں بندھو ہے۔ ہنیں مان جیہ دیں  
وہیا ہوں آگم ہنیں۔ تہاں باس ہنیں بیس  
مطلب جس دیش میں نہ کوئی روزگار ہو۔ نہ کوئی رشتہ دار ہو۔ نہ ہی عزت ہو  
اور نہ علم حاصل کرنیکا کوئی ذریعہ کار ہو۔ اُس دیش میں رہنا اچھا نہیں +

( ۴ )

مُجھو پ۔ ندی۔ ویدگیہ دھنی۔ پنچے وید گنائی  
یہ پانچوں جہاں ہوں نہیں۔ بسے نہ وہ جہوں جائی  
مطلب راجہ۔ ندی۔ ویدگیہ (وید پڑھا ہوا) دھنی اور پانچوں وید یعنی حکیم۔ چہاں  
یہ پانچ نہ ہوں۔ وہاں ایک دن بھی نہیں رہنا چاہئے +

( ۵ )

آترتا دکھ ہوں پرے۔ شُسترو سنکٹ پائی  
راج دوار شمشان میں۔ ساتھ کرے سو بھائی  
مطلب اگھبراہٹ (کلیف) میں۔ دکھ میں۔ دشمن کی کُٹھلت میں۔ کچھری میں اور مر  
میں جو ساتھ دے وہی سچا بھائی ہے +

( ۶ )

ناری اچھا گامنی۔ پتر ہوئی بس جائی  
وہجو پائی سنتوش جہیں۔ یہیں سورگ تائی

**مطلب** اچکے پاس فرائز دار عورت۔ بر خوردار بیٹا ہے۔ اور جس کو دولت پاکر سنتوش ہے  
اچکے لئے اسی رنیا میں بکلیٹھ ہے +

( ۷ )

تے ماما پتا شتر و سم۔ ست نہ پڑھاویں جون  
راج نہیں۔ بھ بک سرس۔ بھانہ شو بھت توں  
**مطلب** اوہ ماں باپ دشمن کے برابر ہیں جو اپنے پتر کو نہیں پڑھاتے کیونکہ بے علم بیٹا  
راج ہنسوں میں بکے کی طرح زیب نہیں دیتا +

( ۸ )

ندی تیر کو ورکش اور۔ راجہ منتری میں  
نشٹ ہویش پر گھر تریا۔ اوش شیکھر ہی تین  
**مطلب** اندھے کے بندے کا درخت۔ وزیر کے بغیر راجہ۔ اور پرانے گھر میں رہنے والی  
استری یہ تینوں بہت جلدی نشٹ ہو جاتے ہیں +

( ۹ )

کھن اور سرپ ان دوہن میں بھلو سرپ کھن ناہیں  
سرپ دست ہے کال میں کھن جن پد پد ماہیں  
**مطلب** بڑا آدمی اور سانپ۔ ان دونوں میں سانپ اچھا ہے نہ کہ بڑا آدمی۔ کیونکہ سانپ  
تو اپنے وقت پر کاٹتا ہے لیکن بڑا آدمی قدم قدم پر ڈنک مارتا ہے +

( ۱۰ )

ہنیں دزور اڈیوگ پر۔ چپ تیں پاتک ناہیں  
کلا رہے نہیں مون میں۔ ہنیں بھے جاگت ماہیں  
**مطلب** اکوشش کرنے پر افلاس۔ تپ کرنے پر پاپ۔ چپ رہنے پر کل کل۔ اور جاگنے  
پر چور وغیرہ کا کوئی خطرہ نہیں ہوتا +

( ۱۱ )

اتی چھبی سیتا ہرن بھو۔ نسی راون اتی گرو  
اتی دان تے ملی بندھے۔ اتی تجھے تھل سرو

(مطلب) بہت خوبصورت ہونیسے پیتا ہری گئی۔ بہت مغرور ہونے سے راون کا ناش ہوا۔ بہت دان کرنے سے راجہ جلی باندھا گیا۔ اس لئے بہت برعکس چھوڑ دینی چاہئے +

(۱۲)

اوتھم و دیا لیجئے۔ یدنی تیج پہ ہوئے  
پڑوا پاؤں ٹھور میں۔ پنچن تجت نہ کوئے  
(مطلب) اعلیٰ و ذیاعلم اگر تیج آدمی کے پاس بھی ہو تو حاصل کر لینی چاہئے۔ کیونکہ غلیظ اور پوتر (نا پاک) جگہ میں بھی پڑا ہوا سونا کون چھوڑتا ہے +

(۱۳)

دشت نہ چھوڑے دشتا۔ کیتو ہی سکھ دیت  
دھوسے ہوں سویر کے۔ کاجل ہوئے نہ سیت  
(مطلب) دشت آدمی کو چاہئے کہ کتنا ہی آرام پہنچایا جائے وہ بُرائی کو نہیں چھوڑے گا  
جیسے سومرتہ دھونے پر بھی سرسید نہیں ہوتا +

(۱۴)

روپ بھیسو یون بھیسو۔ کل ہوں میں نوکل  
بن و دیا کے جانئے۔ گندھ بن جیوں پھولی  
(مطلب) روپ بھی ہو۔ جوانی بھی ہو۔ خاندان بھی اچھا ہو۔ لیکن علم نہ ہو۔ تو وہ آدمی اُس پھول کے مانند ہے جس میں خوشبو نہیں +

(۱۵)

کرت کرت ابھیاں کے۔ جڑ متی ہوت سجان  
رتی آوت جات تیں۔ سل پہ پڑت نشان  
(مطلب) لگاتار خوشش کرنے سے مورکھ آدمی بھی وڈوان بن جاتا ہے۔ جیسے لڑکی لگاتار پتھر پھینکنے سے پتھر بھی نشان پڑ جاتا ہے +

(۱۶)

ہوئے بھلو کے ست بُرو۔ بھلو بُرے کو ہوئے  
دیک میں کاجل پرگٹ۔ کمن کیچ تیں ہوئے

مطلب ادنیٰ میں بھلے آدمی کی اولاد بُری۔ اور بُرے آدمی کی بھلی ہوتی ہے۔ جیسے روشن چراغ میں کالا دھواں۔ اور کچڑ میں خوبصورت مکمل +

(۱۷)

جاہیں بڑائی چاہئے۔ تجھے نہ ادم ساتھ  
چوں پلاس سنگ پان کے۔ پٹنچے راجہ ماتھ  
مطلب اگر تم کو اپنی بڑائی درکار ہے۔ تو بھلے آدمیوں کا ساتھ نہ چھوڑو۔ جیسے پلاس  
کا پتا پان کی صحبت میں راجہ کے ہاتھوں میں پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح تم بھی بھلے آدمیوں کی  
سنگت میں بھلے اور دانشینہ بن جاؤ گے +

(۱۸)

گھر کو گام ست موڑھ تیا۔ کھل پنچن سیو کاٹی  
کو بھجھو ستا و دھوا چھیوں۔ تن بن اگنی جرائی  
مطلب خراب گھاؤں میں گھر کا ہونا۔ بے وقوف لڑکا۔ دُشٹ انٹری۔ رنج  
آدمی کی نوکری۔ خراب بھوجن اور بدھوا لڑکی یہ چھ آدمی کو غیبہ آگ کے ہی جلاتے  
ہیں +

(۱۹)

کہا ہوئے یہ دھینو جو۔ دودھ نہ گیا بھن ہوئے  
کون ارنھ اوست بھئے۔ پنڈت بھگت نہ ہوئے  
مطلب اُدھ گائے کس کام کی چن کا نہ دودھ ہے۔ نہ ہی بچہ پیدا کرتی ہے۔ وہ بیٹا  
کس کام کا۔ جو نہ ہی علم پڑھا ہے۔ نہ والدین کا فرمانبردار ہے +

(۲۰)

تپ ایکو دو سو پٹھن۔ گان تین پتھ چار  
کرشی پانچ رن بہت ملی۔ اس کہیں شاسترو جا  
مطلب آپ ایک سے۔ پڑھنا دو سے۔ گانا تین سے۔ سفر چار سے۔ بھیکتی پانچ سے اور  
لڑائی بہت آدمیوں سے اچھی طرح ہوتی ہے۔ یہ شاستروں کا کہنا ہے +



## بیٹی کی بدا

بیٹی کی شادی پر جب باپ اُسے بد کرنے لگتے ہیں۔ تو اُن کے دل کی جو کیفیت ہوتی ہے۔  
 ناظرین کے مطالعہ کیلئے پیش کرتے ہیں

سنسار غفلت کی سر پر گھنگور گھاس میں پڑی تھیں اور دل میں تلکین بھانت بھانت کی ہر پہچان بی بی بھینس  
 سطلت کھلا تھا ہر کچھ اس بھونڈھن کی ریتی کا معلوم نہ تھا ہر کورن کچھات پتا کی پریتی کا!  
 پیاری پتری یہ بھید بلا تیرے بس گھر میں آنے سے سکھ سو رنگا ہم نے دیکھا ہے اُن بھلو کو دیکھانے  
 آنکھوں میں اب تک پھر تھے وہ اچھے دن اچھی باتیں جب ہسکرتے تھے تیری بھولی بھالی تہلی باتیں  
 جب کہیں میں اپنی آنکھوں کو چھن بھرا چھل مٹی مٹی کچھ پتا تیرا گھرا تھا کچھ ماما بیکل ہوتی مٹی  
 تو سدا ہی ہے آنکھوں میں۔ آنکھوں کا اوجیا ہو کر پریتی کیلئے مشکلی ہو کر۔ پوجن کے لئے دنگا ہو کر  
 مان بھائی کو پہلانے والی بھائی کو ہر شانے والی مانا تو جگ مراد اسے اس گھر سے بے جانے والی  
 ایسا ہی ہے گالے بیٹی اس گھر میں پھر نہان ترا پہلے آنکھوں میں بٹھا تھا اب دل میں بیگنا دھین ترا

ترے سکھ کو ہی ہم سکھ اپنا۔ ترے جس کو اپنا سمجھیں گے  
 اور تیرے آنے جانے سے اس گھر کی شوبھا سمجھیں گے

## مرد بے وجود

اے یا تری۔ بوسیدہ اور پڑا نے سال کی اندھیری رات ختم ہو گئی ہے۔ آفتاب عالم تاب کی  
 گرمی تیرے راستے میں موت کا پیغام لا رہی ہے۔ اور اُس کا آتش نازانہ گزرتے ہوئے زمانہ کی اُود گئی  
 کی خاطر ہے وہ وقت کا ہلکا ہلکا اور باریک لمبا سا خط جو رلب سروک کچھا اٹھا ہے ایسا دکھائی دیتا  
 ہے جیسا کہ دستہ بھونے پچھے کسی مستانہ جوگی کی ایک نائنت والی سار کی پٹھی الاپ ہو۔ اور  
 وہ دستہ ٹھونڈا رہا ہو۔

دیکھ اے اُد اور دل دیکھ اُس راستے کی دھول دیکھ وہ تیری مشاطہ ناز ہے کیا ہی اچھا ہو۔



جو تو اپنی آغوش کو اُسکے صبر و قرار کا گہوارہ بنائے اور وہ سمجھے اس نالغائی اور ناصحانہ کی  
کی سنگین قید سے نکال کر دوسرے بھاگے۔ اور اُس وقت بند بند سے یہ گونج پیدا ہو کہ  
ہے برا ضبط جوں جوں سے بڑھ کر ننگ ہے میرے لئے چاک گریباں ہونا  
اے دل کیا تو سمجھتا ہے کہ

گھر کا نعمت جاں نواز تیری خاطر ہے فیمع شام کا نور تیری خاطر ہے  
عاشق ناز کی پُر شوق ویدہ بازی تیری خاطر ہے

نہیں ہرگز نہیں۔ ایسا سمجھتا ہے تو غلط سمجھتا ہے۔ تو نے ہر وقت زندگی کے لئے پرتھنا  
کی ہے۔ کون سی زندگی؟ جو دراصل نہ خوشی میں ہے نہ آرام میں۔ نہ بیخ میں ہے نہ آرام میں  
ہیئت سودا را مجھ کو نمودار ہری کا ہی مزہ کچھ سوزِ باطل کا نہ تو نے بھیر جانا  
اور اس لئے ہر دو دیوار سے تیرے لئے تردید کا حکم نافذ ہو گیا ہے

اُدھر دیکھ وہ جنگجو حملہ آور اپنی ہے۔ تیرے گھر کے تمام منصوبہ دروازے اور جھگے جو تو  
نے بڑی محنتوں اور جانفشانیوں سے پناہ کے لئے تیار کئے تھے۔ تو ڈیٹے گئے ہیں۔ تیری  
آرزوؤں اور خسروں کا بادۂ ناب جو پھر ہو گیا ہے

پھر اب کھتا کیا ہے۔ سوچا کیا ہے۔ اٹھ بڑھ کر اُسکے ساتھ اٹھ بلا جس کو نہ ہی تو جانتا  
ہے اور نہ جان سکتا ہے۔ اے میرے اُدھر دل مت ڈر۔ رہتی کے خوف سے مت بھاگ۔  
اُس کے بھوت اور نمود بے وجود سے خوف نہ کھا۔ بلکہ اس سے اپنی دلی مراد کو پورا کر۔ جو ہر  
ایک چیز کو لیجانے والا ہے

فنا کا ہوش آتا زندگی کا در و سر جانا اُجل کیا ہے؟ خارِ بادۂ ہستی اُتر جانا

### ہزاروں بہ گئے ان بوتلوں کے بند پانی میں

ہزاروں بہ گئے ان بوتلوں کے بند پانی میں گلاسوں میں جو ڈوبے پھر ابھرنے لگے ہیں  
وہ کانے کا بڑھاپے میں جو بوتلے جانی میں نہ کر برباد اپنی زندگی بوتل کے دیوانے  
ہلا ہے زہرِ شربت میں چھپی ہے آگ پانی میں یہ دار و کا پیلہ موت کا کر واپیالہ ہے  
چلے گی کیا گھڑی دم ہی نہ ہوگا جب کبھی کی یہ دسک اور باندھی جسم کو بیکار کر دے گی

## قطرہ شبیم

باغِ نو بہار بھی عروسِ نرسے کم نہ تھا۔ فرش کا مٹلی سنگار۔ اشجارِ ثمر دار پھولوں کی ہر ہر بذاتِ خود گلزار۔ کہیں برس کہیں گلاب کہیں لالہ زار۔ پھر اُن پیارے پیارے پھولوں پر گوہر لائے آبِ دار۔ علی الصبح باغ کی سیر۔ نوجوانانِ چین کی شکستہ گیتوں سے دل باغ باغ ہوتا لیکن یہ خوشی بہت جلد ہی غم میں تبدیل ہو گئی۔ گلاب کے ایک بوٹے کے پاس بیٹھا۔ کانوں میں ایک ہنایت ہی لطیف سی رونے کی آواز آئی۔ غور سے سنا۔ تو پھول کی نازک کھلی پر بیٹھے ہوئے شبیم کا تھا موتی ہنایت ہی بخت خیز لہجہ میں رورور کر پھول کو اپنی دہستان سنا رہا ہے۔

لے گلِ نو بہار۔ ہمدردیہ قرار دی۔ کیا سناؤں۔ بند بند قید باؤں میں اسیر ہے۔ میری حالت کیا ہے۔ میرا اخترت کی تصویر ہے قطرہ بے رنگ سمجھو! قلزمِ نرنگ۔ کچھ بھی کہہ لو۔ گردشِ افلاک جن کا نام ہے وہ میرے ہی سینے میں ہوا ہے۔ مجھ سا آوارہ کون؟ کہاں تھا۔ کہاں پہنچا۔ کبھی میرا وطن بھی محیطِ ذخار تھا۔ اسکی دہلیز پر بود و باش کا اُفتخار تھا۔ بنیلم اور کچھ راج۔ عقیق اور الماس میرے گھر کے نگینے تھے۔ دینا بھر کے قیمتی جواہرات میرے دھنسنے لگے۔ بحرِ میکاں کی آواز

ہر میں میرا گواہِ رحمت۔ سلج سمندِ میری خوابِ سترِ رحمت

اب آئی یادیں آ رہے ہرے سینے پہ چلتے ہیں منہ آگے وہ آنسو بکے ان آنکھوں نے دھتے ہیں وہ وطن تھا وہ زندگی۔ ایک دن جی میں سائی۔ سلج آب پر پھلنے لگا۔ آفتِ ہونہار آفتابِ عالمیت سے نظر لڑ گئی

جوبہی اُس بے ہرے آنکھیں لڑیں اور بگلیا۔ خاک میں سب خستہ توں کو ملے ساں مل گیا  
عالمِ تاب روشنی کا پروانہ۔ مینابِ عشق کا دیوانہ۔ وفورِ شوق سے ہوا میں اڑنے لگا۔ اُس نے جسکی خاطر غریبِ وطن ہوا۔ اُس نے بھی ساتھ نہ لیا مہفت میں تیر نظر کا گھائی آوارہ ہوا۔ اُس میں مَن کی پھلوں سے مقصود کا دامن بھرنے بھی نہ پایا تھا۔ کہ لیلائے شبِ عنبرِ امیرِ بیبیوں کو کھجور کی جوشی دینا نے بہت میں پہنچی۔ لاہنہا جوشی کی خوشبو سے نیم جوشی۔ نیم دیوانہ اور بھی بدست ہو گیا۔ دندِ شے آشام کی مانند آندوٹے وصال کا حال جامِ اُتھ میں سے گر کر پڑا اٹھٹھا تھا۔ کہ آج بھی آوازِ بارانوں کی بیبیوں میں جا اُٹھا۔ فحسِ تصور نے جن کو اُس بے ہرے شہنا کا دامن سمجھ کر کھڑا۔ وہ اپنی ہی پسین

نکلنا۔ ابرنگ اسکی مانند دل کا سیاہ نہ تھا۔ میری بے بسی کو دیکھ کر خُج بویا۔ دونوں یار بنے  
دونوں کر تو میں سرگردان پھرے۔ ساتوں آسمان چھان بسے جس کی دل میں تو لگا ہی تھی وہ  
نہ ملتا تھا۔ نہ ملا جسکی خاطر غریب الوطن کی مصیبت اٹھائی جس کی خاطر آوارہ گردی کی دھن ساٹی  
ہائے وہ نہ ملا۔ روشن ستاروں میں۔ نہ آسمان میں اڑنے والے شاذ رعبادوں میں ۵

جس کو دھونڈا تھا نہ وہ بھریں بریں نکلا بھیس بدلا تو وہ خورشیدِ قمر میں نکلا  
چاند کی وہ فوٹنی صورت دیکھ کر اپنے پیارے دل کا دھوکا کھٹا۔ دیکھتے ہی دل اٹھ سے نکل  
گیا۔ زار و قطار رونے لگا۔ آنسوؤں کا وہ تار بندھا۔ کہ ابر کا بھی ساتھ چھوٹ گیا۔ بے یار و مددگار  
گوشہ نگزار میں ٹپک پڑا۔ غریبِ وطن کوئی ٹھکانہ نہ پا کر تیرے دہن ناز میں چھپ بیٹھا۔ اور رات  
نزار لی۔ شب بھر تمام ہوئی۔ اب پھر تماشیا میں آوارگی اختیار کرونگا۔ میں پانی کا چھوٹا سا قطرہ  
ہیں۔ پیارے میری شب بھراں میں تو ساتوں آسمانوں کی آوارہ گردی کا راز پنہان ہے کیا کہوں  
میں کیا ہوں ؟

ایک دل ماؤں کی نکلی ہوئی آواز ہوں دار فانی میں فنا کا ایک خفیہ راز ہوں  
دستانِ پُرالم پہ سستی خاموش ہے اک ذرا سی بوند ہوں پر بھر در آغوش ہے  
بھی ٹھیک مقام پر شعر ختم ہونے پایا تھا۔ کہ دہن کوہ سے نکلے موتی کا پیارا معشوق جلوہ نما ہوا۔ اے  
روشن اور وسیع بازو پھیلا کر غریبِ وطن عاشق زار کو آغوش میں لے اُڑا۔ پھول نکلے صحبت کی  
صفت سے محروم ہو گیا۔ بے اختیار بول اٹھا  
زہ میں پر تھی ابھی تو ہو گئی کیا آسماں شبنم وہ باتیں نہ ہی تھی پاس تھی میرے یہاں شبنم  
بتا باو صبا لا کر بتاتی ہے تو بچھڑوں کا بتایہ بھی گئی بے بال و پر اڑ کر کہاں شبنم

### گل پژمرده

اے گل پژمرده کیا تیرا یہی انجام تھا تو نے ولے کو تجھ سے کیا ہیں ہم کام تھا  
کیا کمال زندگی کی تھی نہ تجھ سمجھو کو خبر چند لمحوں کے بستم پہ نہ کی تو نے نظر  
عالمی غم کی سے نہ مطلق کام تجھ تو نے کیا انقلاب دہر پہ ہاں غور کب تو نے کیا  
پتیاں تیری پریشاں ہی پڑی ہیں خاک پر رنج آتا ہے تری اس حالت غم ناک پر  
وہ شبنم جانفزا وہ خوشنماں کیا ہوئی ہاں لے پامال بستم وہ دگر بائی کیا ہوئی  
روشنی طبع تیری ہے بلا تیرے نے زندگی گویا ہے پیغامِ قضائے تیرے نے

## پسچی رحمت کا اصلی سامان

کسی جہان مانے کہا ہے کہ جانا اچھا۔ لیکن بڑی صحبت کے نزدیک بھٹکنا بڑا جیسا بڑگ وینا  
ہی رنگ۔ ہری ہل کا کیرا میل کی مانند ہرا ہوا جاتا ہے۔ دھواں اپنی تاریک صحبت سے روش اور سفید  
مکان کو بھی کالا کر دیتا ہے۔ بجنہ سے

بنادیتی ہے نیکوں کو بڑ صحبت بڑی کی  
بروں میں رہے انسان کو ٹی اچھا نہیں سکنا  
جس آدمی کے چہار پوترا ور شدہ ہیں وہ اپنے اس پاس کے دوسرے آدمیوں کو بھی پوترا ور شدہ  
بنادیتا ہے۔ اسی طرح بڑا بھی اپنی رُوح کی اپوترا کا اثر دوسروں پر ڈالے بغیر نہیں رہ سکتا چند دن  
صحبت میں کہ کر بول کا پیر بھی سنگندھی دینے لگ جاتا ہے۔ قصہ ہمیں ہاتھ ڈالنے سے کانٹوں کے  
سوا کچھ نہیں دھرا۔ یہ ست سنگ ہی ہے جسکی شیش روکشی سے دلوں کے اندر گمان رُوپی و پیک  
جلتا اور ایمان رُوپی اندھیرا نشٹ ہوتا ہے

یہی وہ کھان ہے جس سے کہ رتن اہل فیتے ہیں  
ہے مکتی جس کا پھل وہ پیر ہے ست پرش کی سنگت  
اسی پودے میں ودیا کے سنگدھت پھول کھلتے ہیں  
سہاتی ہے جو کہ ہے اسی وہ پُشپ کی رنگت  
ست سنگ ہی شانتی کا سرود ہے قیمتی ہوئی دھرتی برشاک بوجھاڑ سے ٹھنڈی اور شیش  
ہو جاتی ہے۔ لیکن دکھی ہر راست سنگ کی گسٹیں سمیر سے ہی شانت ہوتا ہے سنتوش سے بڑا  
لاجر نہیں اور ست سنگ سے بڑا دھن نہیں۔

جو کچھ ست سنگ میں ہے وہ سونگ میں کہاں۔ جب ہی تو کبیر جی نے بھی کہا ہے کہ  
رام لاوا بھجیا دیا کبیرا روئے جو کچھ سادھو سنگ میں بکیندہ نہ ہوئے  
اس پدارتھ کی قیمت تو ہی جان سکتا ہے۔ جسے اس کا سوا دکھتا ہو۔ ست سنگ وہ اُمرت ہے جو  
پان کرنے سے اُمر کرتا ہے۔ پرش ہوتا ہے کہ کتابوں میں سب کچھ موجود ہے۔ پھر سادھ سنگت کہنے سے  
غایہ؟ لیکن جلتے ہوئے انگائے جب اکٹھے پڑے ہوں تو سب کے سب کچھ لاہور روشن ہوتے ہیں  
اُن میں سے ایک کو علیحدہ نکال کر رکھ دو۔ جو ایک ساتھ پڑے ہیں۔ اُن کی آب و تاب میں ذرا فرق  
نہیں محرق ہے تو اُس علیحدہ کئے ہوئے انگائے میں جسکی چمک پراوترا رُوپی راگھ چڑھتی ہے

پرنتو۔ نیک کی بات نہیں۔ اُس کو پھر اُسی چکدار ڈھیری میں ڈال دو۔ پھر وہ یا کی جوتی سے بھجھک اٹھے گا۔ اس لئے ست سنگ کی اس آتم پودی سے ہمت لوگو۔ آؤ پھر اس گمان کے بہتے ہوئے حشرے کی طرف آؤ۔

یہی ہے تجی رحمت اور یہی سامان ہے اُس کا یہی ہے آتم سادھن اور یہی زبان ہے اُس کا اسی دنیا میں گر سکیں گے گا۔ آئندہ لینا ہے طریقہ پراپت کرنے کا یہی آسان ہے اُس کا

## نیک کاموں میں دیر مت کرو

باغ میں چل دیکھ پھولوں کا شباب کھل رہا ہے صحن گلشن میں گلاب جمع کر سنے میں ان کے دیر کر آج کر بیکل کی نہیں سمجھ کو خبر نیک کاموں میں جنہوں نے دیر کی ان کو پھر حاصل پشیمانی ہوئی

### آج کا دن

اُٹھ کھڑا ہو سو نیولے دن چڑھا تو ابھی ہے خواب غفلت میں پڑا دوسرے ہتھیار اپنے باندھ کر جنگ میں مصروف ہیں لے بجبر اک جگہ پیادوں میں ہے ترے لئے جا چکا جو دن نہ کر اس کا خیال آج کے دن کو غنیمت جان تو آئو ملے کا نہیں معلوم حال کام کرے اپنا اسے انسان تو

## مقدس کیا ریتھ

گینا ہندوؤں کا ایک مقدس تیرتھ ہے جہاں پتروں کا پنڈا اذایا جاتا ہے۔ چاروں طرف سلی پہاڑی والا قدرتی شو بھا پر چار چاند لگا رہی ہے۔ رام بٹلا۔ پریت بٹلا۔ برہم پوئی وغیرہ پہاڑی والاؤں سے گینا بٹلا رہی ہے پہاڑ کے سین نیچے سے اوپر کے مندر تک سو پاناہلی گئی ہے۔ پریت بٹلا کے اوپر جبارا اہلیا بائی کا جانا پتھر امنند ہے۔ برہم پوئی پہاڑ بھوں کی ذوالیج میں شہور ہے کہا جاتا ہے کہ گوتم بدھ کے استھان کی سورتی محافل بنائے گئے راجہ اشوک نے اس گری ودر کی چوٹی پر ایک ستون

بزمست کیا۔ لیکن آج اُس کا نشان تک نہیں رہتا۔

پھلو اندی گیتا کے بچے بہتی ہے۔ یہ پہاڑی ندی ہے۔ صرف ریت کا پھیلاؤ ہی دیکھنے میں آتا ہے۔ پانی ریت کے نیچے ہے۔ پھلو اندی کے کنارے لاتعداد مندیں ہیں۔ بے گڑھا "وشخو پد" کا مند ہے۔ اس جگہ ہنڈوان کرنے پر جو کا آدھا رہتا یا گیا ہے۔ "وشخو پاد" مند بھی اہلیا کا بنوایا ہوا ہے۔ بکائن صاحب کا قول ہے کہ اہلیا بائی نے اس علاقے میں مند تعمیر کرانے پر نولہ لاکھ روپے صرف کئے جن میں سے ۹ لاکھ صرف اسی مند پر لاکت آئی ہے۔ باقی دھن برہمنوں کو دان کر دیا گیا تھا۔

گیتا میں بہت سے کتبے ملے ہیں جن سے انکی قدامت کا پتہ چلتا ہے۔ اور یہ بھی مشہور ہے کہ گیتا میں ہی ہندو دھرم کی بدھ دھرم سے تکر ہوئی۔ گیتا کا آپ نگر بدھ گیتا کے نام سے مشہور ہے۔ مجھ لوگ چار استھانوں کو بدھ کی سہتی سے لکھا ہوا پوتر ملتے ہیں۔

۱۔ کپیل وستو جو بدھ کا جنم استھان ہے۔

۲۔ ارو و نو جہاں بدھ نے سنیاس لیا۔

۳۔ وارنسی۔ جہاں سے بدھ نے دھرم پرچار کا آغاز کیا۔

۴۔ کشی جو بدھ کے زبان حاصل کرنے کی جھوٹی ہے۔

جہاں تا بدھ نے راج باٹ چھوڑ کر بہت بھر میں کیا۔ کبھی کی تلاش میں بے شمار سادھو سنیاسیوں کی سیوا کی۔ لیکن تسلی نہ ہوئی۔ آخر گیتا میں پہنچے۔ اور جہاں ارو و نو کا دل ہے وہاں پر انہوں نے بدھ دھرم کو کیا۔ لیکن شانتی نہ ملی۔ آگے بڑھنا کے بدل میں استھان کیا۔ اور سو جہاں نام کی لو کی کے دینے ہوئے جہاں سے پری تریت ہو کر ایک وکاش کے نیچے پران تک تیا گئے کے شکپ سے سادھی میں صرف رہ گئے۔ یہی ارو و نو بدھ گیا ہے۔ اس مقام کی شہرت اور ستوری کے لئے بدھ نرندرو اور دوسرے بدھ بھگتوں نے اسکو جاوٹوں سے بجا یا ہے۔ بدھ کے کچھ مند کو لاثانی کہتے ہیں جنہیں لاجاتا۔ اسکی کاریگری اور صنعت بنیظ ہے۔ شوک راج کا نشان ملتا ہے۔ لیکن یہ کہنا مشکل ہے۔ کہ بدھ گیتا تب ہندوؤں کے ماتھے آئی؟

۳۴۔ گیتا میں جب جینی سیاح ناہن آیا۔ تو وہ لکھ گیا ہے کہ شہر اچھا اور شو جہاں پر ہے۔ بعد میں بٹشس گورنمنٹ نے اس کا امداد کیا۔ اور آب اشیا کے مختلف ملکوں سے پانی لوگ اس مند کے ورتن کرتے ہیں۔

## کیا نہیں بھی تیری جانب مائل پرواز ہے

جان کھو بیٹھو، ہجوم غمِ نوا پرواز ہے  
دل کے پردوں کے ترنم کا عجب انداز ہے  
پھول گلشن کے نظر آتے ہیں تیرے نقشِ پا  
عشق کی دُنیا میں کہلاتا ہے زغمِ آرزو  
کچھ نہیں کہتے تو کہہ دیتے ہیں دل کا حالِ ناز  
آرزوئے صبر بھی دیدی دل بیتاب کو  
جو غبار اُڑتا ہے وہ جاتا ہے سونے آسمان  
منزلِ ہستی بھی ملے کر کے نہیں پہنچا کوئی  
عشق کیا دستِ اہل میں زندگی کا سار ہے  
خاموشی کی خاموشی آواز کی آواز ہے  
یہ بہار آئی کہ تو مستِ خرامِ ناز ہے  
دل کا وہ حصہ جو تیرا آشنا ہے راز ہے  
خاموشی کیا درد مندوں کی ترے آواز ہے  
کون یہ لطفِ محبت میں خلل انداز ہے  
کیا نہیں بھی تیری جانب مائل پرواز ہے  
اللہ اللہ دورِ کتنا وہ حیرم ناز ہے

ہے اگر ذوقِ تماشا چشمِ حق میں کھولے  
خاک کا ہر ذرہ صادقِ اک جہانِ راز ہے

## آرتی

فلکِ تھال ہے چاند سونج دیئے ہیں  
جو ہے دھوپِ خوشبوئے کسار دیا  
بنائات میں پھول بے غم سماں ہے  
بجا کرتے ہیں شبدِ اسد کے بابے  
ہزاروں ہیں نظیریں نہیں آنکھ بھر بھی  
ہزاروں ہی شکلوں میں ہے ایک توہی  
قدم میں ہزاروں خداوند تیرے  
نہ ہے پاؤں تیرے نہ ہے ناک تیرے  
مگر پھر بھی ہے ناک تیرے ہزاروں  
ہوا شیفہ دیکھ تیرے عجوبے  
ترے نور کا نور سب میں بسا ہے  
ہدایاتِ مرشد سے یہ نور پایا  
ترے چرنِ کنوؤں کا بھورا ہے ناک  
یہ پیاسا پیپا گرم چاہتا ہے  
تو احسن کو بھی نامِ حق میں بسائے

## واہ

صبح کی گاڑی سے ہم اس چھوٹے سے سٹیشن پر پہنچے۔ سٹیشن سادہ قسم کی چوبلی چھتوں اور دیواروں کی مختصر سی عمارت ہے۔ جو راولپنڈی سے ۲۵ میل پر جن ابدال کے پاس واقع ہے۔ ریلوے لائن کے اس پار سینٹ کا عظیم الشان کاغذ ہے۔ ہم سیر کے لئے گھر سے چلتے تھے۔ نہ کہ کچھ سبق سیکھنے کے لئے۔ اسلئے پہلے گاؤں میں جانا پسند کیا۔ نہ سواری کا انتظام تھا۔ نہ بلنا ممکن۔ پیدل ہی چل پڑے۔ کوئی باقاعدہ سڑک نہ تھی۔ کھلے کھیتوں میں ایک یا دو آدمیوں کے نقش قدم اپنے لئے تیار رہتا۔ لیتے تھے۔ ہم بھی انہیں میں سے ایک پگ ڈنڈی پر چل کھڑے ہوئے۔ اور ٹانگوں کے ٹوکھو ٹوکھو سے کام لیا۔

کوئی دو گھنٹے میں ہم ایک پل کے پاس پہنچے۔ یہ پل اس شاہی سڑک میں ایک چھوٹا سا جوڑ تھا جو کھجکے سے پشاور کو جاتی ہے اور اس ندی پر محراب بنانا ہے جو اسکے نیچے بڑی شاندار اداؤں سے گزرتی ہوئی نواحی باغات اور ہرے ہرے کھیتوں کو سیراب کرتی ہے۔ یہ روپہلی دولہن یہاں سے مغربی اطراف میں آہستہ آہستہ اپنے بازو پھیلاتی ہے۔ اس کا منظر کیا ہی دل فریب ہے۔ روپہلی ندی پر سنہری پل۔ گویا کسی مافیہ میں نے ادھر ادھر بھیلی ہوئی زرد و سبز ساڑھی کو لٹینی نیت سے بازو مایا ہے۔ سامنے کے کنارے پر ایک چھوٹا سا پاؤں (power house) اسکے ہرے دروازے اور سرخ دیواریں اس پودے کی مانند دکھائی دیتے ہیں جس میں پتوں کے زیادہ پھول لگے ہوئے ہوں۔ پاس ہی لگنے والے کے پھول جوش و خروش میں اپنے سنہری تاجوں کو حرکت دے رہے ہیں۔ نیچے ندی بہتی ہے۔

عجب اندازِ مستانہ وہ چلتے ہیں دکھائی ہے بڑی نازک فراہمی سے قدم اپنا اٹھاتی ہے کبھی اُد پر کبھی نیچے کبھی تیز اور کبھی دھیمی کہ جیسے اک نئی دولہن کی ساڑھی چھلکتی ہے ہم اس کے کنارے کنارے ہوئے۔ جو بٹی کر آگے بڑھتے گئے۔ یہ پیاری دولہن اپنے چہرے پر سایہ دار درختوں کا برقعہ سا اوڑھتی گئی۔ یکا یک ایک سبز منظر میں سے ایک تالاب سا نظر آیا درختوں کے بیچ میں سیال چاندی کا چشمہ۔ گویا کہ بیشمار بانڈیاں کسی حکمِ حسن کے گرد حلقہ باندھے کھڑی ہیں۔ کچھ چوری جھلکتی ہیں تو کچھ سر پر مٹی کی تاج شاہی بنا رہی ہیں۔ کچھ عظیم کی خاطر جھکتی ہیں۔ تو کچھ فنِ موسیقی کا کمال دکھا کر اپنی معجز بیگم کا جی بہلا رہی ہیں۔ ایک طرف



پتہ بڑی میڑھیاں ایک ہری گھاس کے اُونچے چوڑے پر پھینکتی ہیں۔ اور پہنچتے ہی ایک شاندار  
تعمیر کے منظر میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ یہ تعمیر بارہ دری کے نام سے مشہور ہے۔ چند ایک جگہوں پر  
جدید طرز کی مورت کے ہوا ساخت کا متر چمپاں ہے۔ ان کے ارد گرد ایک چھوٹا سا باغچہ ہے ۵

رنگ افزائے خواب محل ہے	نزدہت سبزہ گلستانی
ہے ہر اک گل نمونہ قدرت	ہر ورق میں ہے شان یزدانی
برگ برگ گل مشغفتہ سے	حرف حرف کتاب عرفانی
فرق گل پر ہے تاج شامانہ	زیب تن ہے قبائے سلطانی
ہے عروسان گل کی مشاطہ	موج باو نسیم نیسانی
فرق گل پر نسیم کرتی ہے	پنجرہ موج سے نگہ رانی
دیکھ کر خندہ لب گلبرگ	صدقے ہوتے ہیں لال رمانی
چھائی ایسی چمن پہ گل رنگی	اڑ گیا رخ سے رنگ تیرانی

اس چوڑے کے پیچھے سے دو نہریں نکل کر بہ رہی ہیں۔ اور اس خوبصورت جھیل کو پانی کا خلیج ادا  
کر رہی ہیں۔ تالاب میں سے پانی خود بخود نکل رہا ہے اور بلا آواز قطرہ قطرہ ہو کر ٹپکتا ہے۔ قدرت  
نے ٹپکنے والا ایک ایسا ٹھنڈا اور خوشنما گلاس بنا کر رکھ دیا ہے جس کا ثانی پیدا کرنے میں بہتر نام  
آب دار سطح کے پیچھے درے اور کنگرہ موتیوں کی مانند چمکتے ہیں۔ ان میں کچھ محل نما رخ  
بھی ضرور ہونگے۔ لیکن سورج کی کڑوں نے ان کو جس کر سفید کر دیا ہے۔ جا بجا جھیلیاں اپنے  
رو پہلی محل میں لج رہی ہیں۔ نفرتی دوہن کے آبی چہرے پر ہری گھاس کی زلفیں کھیل رہی ہیں  
بعض پھول تالاب کے شفاف آئینے میں اپنے پیارے پیارے چہرے دیکھنے کے اشتیاق میں فرش  
کرتے اور جھومتے ہیں۔ گھاس کے چھوٹے تنکے شبنم کے قطروں سے سورج کے چھوٹے مورتوں  
رکڑوں کی طرح جھلکارہے ہیں۔ ۵

یہاں قدرت صرف نظروں کے لئے ہی سامان خوشنودی تمبا نہیں کرتی۔ بلکہ دوسری  
حیات بھی مد نظر ہے۔ زردار خوشبو ہوا میں عطر کی شیشیاں لٹکا رہی ہے۔ شاخوں پر خوبصورت  
طیور سنہری راگ گاتے ہیں ۵

بن رہا ہے ترانہ عشرت	نغمہ بلب گلستانی
گا رہا ہے ہر اک خوشی کے راگ	دے رہی ہے مزہ غرغوانی

لمحہ حسن سے نجل الماس  
کھینچنی چاہے اسکی گرفتدیر  
آب سے آب آئینہ پانی  
دنگ رہ جائے خامہ مانی

خیالات اس تمام خوبصورتی کو باندھنے میں قاصر ہیں۔ تالاب پر اوداعی نظر ایک خواب سا نقشہ ہے۔ نہ جانے قدرت کے کس ہاتھ نے اسے پانی پر مٹھری رنگ پھیر دیا۔ محبت کے کس مجنوں نے اسکی آوازیں اپنی آہ ملا دی۔ اور موت کے کس فرشتے نے ان کو رچھڑوں کو ڈرایا۔ کہ وہ خون کی مابند لال ہو جائیں۔ اس آبی آئینے میں کیا کیا صورتیں دکھائی دیں۔ لیکن کسی نے توئی راز نہ بتلایا۔

ہم بارہ دہری میں دلہن گئے۔ سامنے کی دیوار گلابی بیلوں سے اٹ رہی تھی۔ صرف دو پھول گال سے گال لٹائے اس نام شان دار منظر کا نظارہ کر رہے تھے۔ دل نے پوچھا۔ یہ کون؟ نسیم سحری نے کہا۔ یہ دو پھول۔ نور جہاں اور جہانگیر بی بی یقین آگیا۔ لو کہیں میں سنا تھا۔ کہ بادشاہ۔ ورنہ بیات مر کر پھول بن جاتے ہیں۔ عزت اور خوف کے ساتھ ہم نے اندر پاؤں رکھا۔ اور اس ہوا میں سانس لینے لگے جس میں کسی وقت نور جہاں کے معطر سانس کی شیرینی آمیز تھی۔ ہم تھوڑی دیر کے لئے ٹک گئے۔ کمرہ آراستہ تھا۔ مغلیہ شان و شکوہ کی عجیب غریب چیزیں رکھی ہوئی تھیں۔ خیال ایک قسم کے قوس قزح کی بہر میں جا لپکا۔ ایک عورت کی تصویر نظر آئی۔ خوشنویس پر سواری پانی میں تیر رہی ہے۔ گلے کا ماروٹ رہا ہے۔ موت ندی میں گر رہے ہیں۔ ایک کو پکڑنے لگتی ہے تو دوسرا گر جاتا ہے۔ اُن تصویر کا مضمون کتنا سبق آمیز ہے۔۔۔

”وقت کے اریں سے گھنٹوں اور منٹوں کے موتی یکے بعد دیگرے  
ٹوٹے ہوئے چلے جا رہے ہیں۔ اور ہمیشہ کے لئے ہماری پہنچ  
سے باہر ہو جاتے ہیں“

واہ۔ کیا ہی سیر ہے۔ جہانگیر بادشاہ نے بھی اسی تالاب کو دیکھا کہ کہا۔ کہ واہ۔ اس جگہ کا ہی نام پڑ گیا۔ اور اب تک وہی نام چلا آتا ہے۔

زالا سا بے کچھ طرز عبادت شیخ صاحب  
عذو کو گالیاں دینا بھی دخل ہے و طیفوں میں  
رحیم و رام ہے وجہ نفاقِ بہند و سبلم  
تلفظ پر فقط فکر ارہے ان دو حرفِ نفوق میں

# عملی ہیناٹرم

نوٹ :- اس میں ہیناٹرم کے اُن طریقوں کو بتایا گیا ہے جن کی یورپ اور ہندوستان میں سینکڑوں روپیہ فیس لیجاتی ہے

ہیناٹرم پر بہت سے مضامین آپ کی نظر سے گزرے ہونگے جن میں معمول پر نیند طاری کرنے اور اُسے ہوش میں لانیسکے طریقے۔ اس سے مختلف کریں کروانے کے اصول بیان کئے گئے ہیں انہیں کاغذ پر لکھ کر ہیناٹرم کے صفحے نہ لٹ دیں۔ یہ ایک خاص مضمون ہے۔ اور یہ ان سوالوں کے جواب میں لکھا گیا ہے جو کہ ہیناٹرم کی غیر معمولی طاقتوں کو دیکھ کر ہر شخص کے دلیس پیدا ہوتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کس طرح معمولوں پر ہیناٹرم اور ہیناٹرم کا اثر پیدا کرنے کی طاقت اپنے اندر پیدا کر ہے؟

ہر خاص عام دوسرے شخص کو معمول بنا کر اس پر عمل کرنا شروع کر دے تو وہ کامیاب نہیں ہو سکتا عمل میں کامیاب ہونیکے لئے مشق اور ابھياس کيفر ضرورت ہے۔ ہی ابھياس کا اس مضمون میں مفصل تذکرہ کیا جائیگا۔

اصولاً یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہیناٹرم اور ہیناٹرم یوگ کی طاقتوں کا غلط استعمال ہے یعنی معمول ابھياس سے جو طاقتیں شائق کے اندر پیدا ہو جاتی ہیں۔ انہیں روحانی ترقی میں استعمال نہ کرتے ہوئے کرشمے دکھانے میں غریب کیا جاتا ہے یہ فضول غریبی ہے۔ اُن اگر یہ کرشمے اس مطلب کے لئے دکھائے جائیں کہ مبتدیوں کو یوگ ابھياس میں یقین ہو جائے اور وہ سستہدی سے یوگ کی مشقوں کو جاری رکھ سکیں اور اپنا اور اپنی خدا کا بھلا کر سکیں تو کوئی مضابطہ نہیں بلکہ موجودہ زمانے میں یہ مفید ثابت ہوتا ہے۔ اس کا دیگر استعمال یا اس کے ذریعے لوگوں کو دھوکا دینے کی کوشش کرنا ایک اخلاقی مجرم ہے۔

احمد پرسر مطلب ہیناٹرم اور ہیناٹرم دو علیحدہ علیحدہ سائنس ہیں۔ ان کے ابتدائی اصولوں میں اختلاف ہے۔ گواہی دہائی حاتمواں یہ یکساں معلوم ہوں معمول پر ہیناٹرم کی پیشکش

مقتناطیس کے ذریعہ اور پاسوں کی مدد سے طاری کیجاتی ہے۔ سمیشن رابیا کا زیادہ استعمال نہیں کیا جاتا۔ مینائٹرم میں قوت ارادی اور سمیشن کے زور سے معمول کے دماغ پر قابو پایا جاتا ہے۔ ایسا ہی جب مشق کو شروع کرے۔ تو پہلے اسے سمیزم کے تجربات کرنے چاہئیں۔ اور جب قوت ارادی بہت مضبوط ہو جائے اور رابیا میں خاص انداز پیدا ہو جائے۔ تو پھر مینائٹرم کے تجربات کرنے چاہئیں۔ ایک ہفتے کی مشق سے بھی مینائٹرم کی طاقتیں پیدا ہو سکتی ہیں لیکن وہ عارضی ہوتی ہیں۔ اگر اسی حالت میں تجربات شروع کر دیے جائیں تو آئندہ ترقی رک جاتی ہے۔

### عامل کے لئے مشقیں اور ہدایات

عامل کے خواص :- سب سے بہتر اور جلدی کامیاب ہو نوالا عامل وہ ہے جو برہمچاری ہو۔ اٹھارہ سے بیس برس عمر والا۔ شریف مزاج۔ گوشت سے اجتناب کرنے والا۔ نیک چلن گورے رنگ والا۔ صفراوی مزاج والا اور عمدہ صحت والا ہو۔ اینشور پر پھروسہ کھنے والا ہو۔ دوسروں کا بھلا کر کے خوش ہوتا ہو۔ لیکن شادی شدہ اعتدال پسند۔ عدل مشق میں گوشت کے برہمیز کر نوالا عامل بھی کامیاب ہو سکتا ہے۔ بدلتا رال۔ جھوٹا بُری صحت والا۔ اور بُرے چال چلن والا اور پس پیش کرنے والا انسان کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ ایسے شخص کو چاہئے۔ کیا تو وہ مشقیں شروع ہی نہ کرے لیکن اگر کرنا چاہے۔ تو اپنے اندر کم از کم درجہ دوم کے عامل کے ضرور خواص پیدا کرے۔

اپنے آپ پر قابو پانا :- دوسروں پر قابو پانے کی کوشش کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ اپنے آپ پر قابو پایا جائے۔ ابتدائیں اپنے جسم پر قابو پانے کے لئے ہر روز صبح آدھ گھنٹہ پانی مار کر پیجئے کی مشق کریں جتنی دیر تک پانی مل کر پیجئے ہیں نہ کہ کسی سے بولیں۔ آدھ گھنٹہ کت کریں۔ کچھ دنوں کے بعد آپ بغیر تھکاوٹ محسوس کئے اور بلا اضطراب آدھ سے پون گھنٹہ پھر پیجئے سکیں گے۔ یہ مشق سکھو دنوں میں ہر روز شام کو جسم کو ڈھیلا چھوڑنے کی مشق بھی کیا کریں اس سے سارے دن کی تھکاوٹ رفع ہو جایا کرے گی اور آپ کو حقیقی آرام محسوس ہوگا۔

جسم کو ڈھیلا کرنا :- کسی کمرے میں جہاں بالکل شور وغل نہ ہو۔ چار پائی پر لیٹ جاؤ۔ ناگیں پھیلا دو۔ اوپاٹل ایک دوسرے سے کچھ فاصلے پر رکھو۔ پھر اپنے جسم اور سارے اعضاء کو ڈھیلا کر دو۔ ہاتھوں کو بھی ڈھیلا کر دو۔ حتیٰ کہ کسی عضو میں کچھاوٹ نہ رہے۔ اور جسم میں نہ بھی حرکت نہ ہونے پائے۔ سانس باقاعدہ لیتے رہو۔ اور دماغ کو جالات سے پاک کرنے کی کوشش

کمر۔ پانچ منٹ کے بعد آپ محسوس کریں گے کہ پاؤں نہایت بھاری ہو گئے ہیں۔ اور وہ پہل نہیں  
سکتے۔ بلکہ جسم سے علیحدہ ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد انھوں کا بھی یہی حال ہوگا۔ بالآخر آپ کی آنکھیں  
خود بخود بند ہونے لگیں گی۔ اور آپ سانس خود بخود جاری ہے گا۔ تمام اعضا پہلے سے نہایت  
ڈھیلے ہو جائیں گے۔ آپ سکون کا دل محسوس کریں گے۔ جب ایسی حالت میں ہوں۔ تو خیال کریں۔ کہ  
آپ سکون کا دل ہیں۔ اور نہایت آرام حاصل کر رہے ہیں۔ اس مشق سے آپ کو کبھی دماغ حاصل  
کرنے میں نہایت آسانی ہوگی۔ اٹھنے پر آپ کو از حد شافی محسوس ہوگی۔  
آنکھوں میں کشش پیدا کرنا اور قابو پانا۔ جب آپ کو آرام سے بیٹھنے کی  
مشق ہو جائے۔ تو اپنی آنکھوں میں بمقام کسی کشش پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ یعنی آنکھوں پر  
قابو پانے کا ابھیاں کریں۔

اس مشق کے لئے ربیع بہر صبح کا وقت ہے۔ پشترے سے اٹھنے کے بعد ابھیاں کو  
چاہئے۔ کہ اپنی پیشانی پر ابروؤں کے درمیان ایک چھوٹا سا نقطہ لگائے۔ پھر نہایت آرام سے  
کبھی کبھی پر ابھیاں جگہ کو مناسب سمجھے بیٹھ جائے۔ اپنے سے تقریباً دو فٹ کے فاصلے پر ایک  
بیشہ رکھئے۔ اور پیشانی پر جو نقطہ نظر آئے۔ اس پر نہایت جدت دل سے ٹھکڑی لگا کر دیکھنا شروع  
کریں۔ بلا آنکھ چپکے جتنی دیر دیکھ سکے دیکھیں۔ اسے وقت نوٹ کر لینا چاہئے۔ کہ کتنی دیر تک وہ دیکھ  
سکا ہے۔ پھر آنکھیں صاف کر کے دیکھنا شروع کریں۔ اسی طرح کوشش کرتا رہے جتنی کہ پندرہ  
منٹ غریح ہو جائیں۔ مثلاً اگر ایک منٹ دیکھ سکتے ہیں۔ بعد اسے آنکھیں جھپکنی پڑتی ہیں تو چاہئے  
کہ پندرہ بار دیکھیں۔ بہت دنوں تک ہر روز مقررہ وقت پر اسکی مشق کرے۔ دو تین ہفتے کی مشق  
کے بعد وہ لگاتار پندرہ یا اس سے زیادہ منٹ تک دیکھ سکیگا۔

جب تک نقطے پر نظر جانے رکھیں۔ یہ بھی خیال رکھیں کہ دماغ خیالات سے خالی ہے۔  
اس مشق کے بعد ابھیاں بہت سے تجربے کر کے اپنے آپ کو یقین دلا سکتا ہے۔ اگر پیشانی پر  
آپ گوارا نہ کریں۔ تو آپ پھول پر یا پیل کے باریک مرے پر یا کسی اور مناسب شے پر مشق کر سکتے  
ہیں۔ مشق کے وقت آپ باقی راکھیں اور منہ شمال کی جانب رکھیں۔ سر کو اور جسم کو سیدھا  
رکھیں۔ یعنی سیدھا سن لگا کر ٹھیں تو بہت اچھا ہوگا۔ دوران مشق میں برصغاری رہتے  
ہوئے عمدہ اور لطیف غذا اور گرمی و دودھ کا کثرت سے استعمال کریں۔ کیونکہ اس مشق سے دماغ  
پر بہت بوجھ پڑتا ہے۔

## تجربات

**ممبر ۱۔** دو مٹی کے پیالے لیکر انہیں مٹی بھر کر ایک ہی وقت میں گندم یا جو کے دانے بویں جب پودے ایک ایک سچ کے قریب ہو جائیں۔ تو ایک پیالے پر الف (۱) اور دوسرے پر بے (۲) کا نشان لگادیں۔ پھر صبح کو دونوں پیالوں کو پاس پاس سامنے رکھ کر ان پر نظر جائیں اور دیکھیں یہ زبردست خیال رکھیں کہ پودا ۱ اچھوتا ہو جائے اور پودا ۲ بڑھ جائے۔ چند روز تک اسی طرح بلاناغہ مشق کریں۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ دیکھیں گے۔ کہ ایک پودا بڑھ جائیگا اور دوسرا پودا یعنی ۱ اچھوتا ہی رہیگا +

**ممبر ۲۔** جب آپ کسی آدمی سے بات چیت کر رہے ہوں۔ اور اس کو کوئی بات منوانا چاہتے ہوں۔ یا کوئی کام کروانا چاہتے ہوں۔ تو اس کے بروں کے درمیان والی جگہ پر ٹکیلی لگا کر دیکھتے رہیں۔ اور دیکھیں زبردست ارادہ رکھیں کہ یہ شخص ضرور آپ کی بات مانے گا۔ اس طرح آپ کے کافی حد تک کامیابی ہوگی +

**ممبر ۳۔** کسی جلسے میں اپنے آگے بیٹھے ہوئے آدمی کی گردن کی طرف ٹکیلی لگا کر دیکھیں اور داغ میں یہ خیال جائے رکھیں کہ وہ آپ کی طرف مڑ کر دیکھے۔ وہ آدمی تھوڑی سی جھپٹی محسوس کریگا۔ اور پیچھے کی طرف گھوم کر آپ کو اس طرح دیکھے گا جیسے آپ نے اسے بلایا ہے۔ تو اسے فیصلہ حالات میں آپ ضرور کامیاب ہونگے۔ بشرطیکہ وہ کسی ایسی چیز کو نہ دیکھتا ہو۔ جس کا اثر آپ سے زیادہ ہو۔ لیکن ناکامیاب ہونے پر آپ ہمت نہ ہاریں بلکہ کوشش کرتے رہیں۔ آپ ضرور کامیاب ہو سکیں گے +

**ممبر ۴۔** کسی چوہے یا بلی یا کتے کے چھوٹے سے بچے کو بڑا کر رتی سے باندھ دیں اور ہر روز گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ تک اس کے سامنے بیٹھ کر ٹکیلی باندھ کر کسوٹی قلاب اس کی طرف دیکھتے رہیں اور یہ خیال رکھیں کہ اس سے ساکن کرنا ہوں۔ یہ بالکل بل جل نہیں سکے گا۔ کچھ عرصے کے بعد آپ میں یہ طاقت پیدا ہو جائے گی۔ کہ آپ جب اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھیں گے۔ وہ بلا حرکت اور ساکن ہو جائے گا۔ اور آپ کے حکم کے بغیر بالکل حرکت نہیں کر سکے گا۔ اگر اس مشق کو بڑھایا جائے تو دوڑتے ہوئے گھوڑوں۔ بندروں۔ میٹروں اور چیتوں پر قابو حاصل کر لیا جاتا ہے بشرط اور اچھیوں کو سیدھانے والے استاد لوگ ایسی ہی طاقتوں کے مالک ہوتے ہیں +

منکوہہ بالا تجربات سے آپ کو اپنی طاقت پر کافی یقین ہو جائیگا۔ اور مشقوں میں آپ کا

دل لگے لگچکا۔ اس درجے پر آپ چاہیں تو تین چار دن کی مشق سے ہینا لٹسٹ بن سکتے ہیں لیکن اس حالت میں آپ کی آئندہ ترقی مسدود ہو جائیگی۔ اسلئے وجہ ہے کہ آپ چند اگلی مشقوں میں بھی کامیابی حاصل کریں۔ تاکہ آپ ایک کامیاب سمرسٹ اور ہینا لٹسٹ بننے کے علاوہ آپ یوگ میں بھی ترقی کر سکیں جو کہ اصل مقصد ہے۔

**یکسوئی** یعنی دھارنا اور دھیان۔ یوگ میں یکسوئی کی کس قدر اہمیت ہے جتنا کہ کی بالکل ضرورت نہیں۔ ہر شخص یوگ کی الف بے سے واقف ہے وہ اسے سمجھتا ہے اسی طرح ہینا ٹرم اور سمرسٹ میں اعلیٰ درجہ حاصل کر نیچے لے اس مشق کا کرنا نہایت ضروری ہے۔ یکسوئی کی مشق سے آپ صرف ہینا ٹرم میں ہی کامیاب نہ ہونگے۔ بلکہ ہر کام میں آپ کو فائدہ ہوگا جس لاٹن میں آپ چاہینگے۔ کامیاب ہو جائینگے۔ یکسوئی سے ٹراؤن پر قابو پانے سے ہے۔ یعنی انتشار خیالات کو روک کر دل کو ایک نقطہ پر قائم کرنا۔

جب کثیف ذریعوں سے گزرتے ہوئے آپ اپنے من پر قابو پا لینگے۔ تو آپ خیال کریں کہ آپ نے ایک بڑی بھاری کامیابی حاصل کر لی ہے۔ من ہی دنیا میں تمام تکالیف، مشکھوں کا باعث ہے۔ لیکن اس سے آپ یہ خیال نہ کرنے لگیں۔ کہ یہ ایک ناممکن بات ہے۔ کیونکہ بڑے بڑے واعظ یہی بات کہتے مر گئے ہیں آپ کو ایک ریشمی کا تجویر کردہ ہنایت آسان طریقہ بتانا ہوں۔ آپ مستعدی سے مشق کریں تو بالضرور کامیاب ہو جائینگے۔

**مشق اول:** من کو یکسو کر نیچے لے ضروری ہے۔ کہ سانس کو باقاعدہ بنا کر اسپر قابو حاصل کیا جائے۔ سانس کی مشقوں کو پرانا نام کہتے ہیں جس کا جوگی میں کئی بار تذکرہ ہو چکا ہے۔ مفصل طریقے نذیح ہو چکے ہیں۔ اگر شروع میں ہی یعنی جب آپ بیٹھنے کی مشق شروع کریں اسی وقت پرانا نام کی مشق شروع کریں۔ تو اس درجہ پر پہنچ کر آپ کافی ترقی کر چکے ہونگے۔

**مشق دوم:** صبح طلوع آفتاب سے پہلے کسی کھلے میدان میں جا کر کبھی ہوا دار کرتے ہیں۔ سناہ آسن لگا کر بیٹھ جائیں۔ اور ایفور سے پر رخصتا کریں کہ وہ آپ کے من کو یکسو کرنے میں آپ کی مدد کرے۔ اسکے بعد دو تین پرانا نام کریں۔ پھر آنکھیں بند کر کے اپنی آنکھوں کے سامنے کسی چیز کا جس سے آپ کی واقف ہوں خیال نقشہ قائم کرنے کی کوشش کریں۔ ہر روز صبح کو بلا ناغہ نصف گھنٹہ بھر بیٹھ کر کریں۔ اسے یوگ کی اصلاح میں دھارنا کہتے ہیں۔

پہلے پہلے تو یہ نقشہ جسے گا ہی نہیں۔ چند سکنڈ ٹھہرا اور پھر غائب۔ یعنی مجھ ہی آپ کا خیال

اردھ اردھ جوائے گا۔ نقشہ غائب ہو جا یا کریگا۔ لیکن مشق سے سب مشکلیں حل ہو جائیں گی۔ جب نقشہ بچھی طرح مجھے لگے۔ تو پھر اس نقشے کو دیر تک اسی حالت میں خیالی آنکھوں کے سامنے رکھنے کی کوشش کریں۔ مشق کرینکے بعد آپ میں منٹ یا نصف گھنٹہ تک سپروہیان چاہیں گے۔ یوگ کی اصطلاح میں اسے دھیان کہتے ہیں۔ ہر روز شام کو جاناغہ پرانا یا م کی مشق کیا کریں۔ جب آپ اس مشق میں کامیاب ہو جائیں گے تو آپ ایک کامل مسمرٹ بن جائیں گے لیکن خیال ہے کہ پریشن آسان نہیں ہے۔ اس میں شتدی اور استقلال کی ضرورت ہے۔

**مشق سوم یعنی پاس کرنا:** معمول پر عمل کرتے وقت آنکھوں کے ذریعہ بھی بجلی داخل کی جاتی ہے۔ اور ہاتھوں کے ذریعہ بھی۔ ہاتھوں کے ذریعہ بجلی داخل کرنے کو پاس کرنا کہتے ہیں مشق دوم کے دوران میں ہر روز دوپہر کو تھوڑی سی پاسوں کی بھی مشق کر لیا کریں۔ تو سب کام سہل ہو جائیں گے۔

**پاس کئی قسم کے ہوتے ہیں۔** لمبے پاس جو کہ سر سے پاؤں تک اور پاؤں سے سر تک کئے جاتے ہیں۔ سر سے پاؤں تک کو سیدھے پاس اور پاؤں سے سر تک کو اٹے پاس کہتے ہیں۔  
اس کے علاوہ مقامی پاس اور چھوٹے پاس اور گول پاس بھی ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی صرف بینا نامک طریقہ علاج امراض میں ضرورت پڑتی ہے۔

عامل کو چاہئے کہ کسی ایکلے کمرے میں چلا جائے۔ جہاں ایک گھنٹہ تک ٹی ٹیبل نہ ہو سکے۔ اور کمرے پر بیٹھے ہوئے خیالی معمول پر پاسوں کی مشق کرے۔ پاس کرتے وقت ہاتھوں کی انگلیاں کھل ہونی چاہئیں۔ انگلیوں کے سرے ذرا نیچے جھکے ہوئے ہوں تو زیادہ مناسب ہے۔ ہاتھ اکڑا ہوا نہ ہو۔ جھیمبیاں معمول کے جسم کی طرف ہونی چاہئیں۔ سر سے پاؤں کی طرف کئے ہوئے پاس نیند پیدا کرتے ہیں۔ اور پاؤں سے سر کی طرف کئے ہوئے پاس جگاتے ہیں۔

اس لئے جب سر سے پاؤں تک پاس کریں۔ تو پاؤں پر جا کر ادھی ٹھنڈیاں بند کر لیں۔ اور ہاتھ معمول کے پہلوؤں کی طرف سے سر تک لے جائیں۔ کیونکہ اگر ہاتھ اس کے جسم پر سے لیجائے گئے تو اٹھا اٹھ پڑا کریں گے۔ سر پر جا کر پھر ٹھنڈیاں کھول لیں۔ اور ٹھنڈیاں نیچے کی طرف کر کے پاس کرنے شروع کریں۔ جب جگنا ہو۔ تو پاؤں سے سر کی طرف پاس کریں۔

پاس ہمیشہ دونوں ہاتھوں سے کرنے چاہئیں۔ پاسوں کے ساتھ دلیں زبردست ارادہ ہونا چاہئے۔ کہ ”میں نیند پیدا کرنا ہوں“ یا ”جگنا ہوں“ ورنہ پاسوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔



پاسوں کی اس قدر مشق ہونی چاہئے۔ کہ ایک گھنٹہ بغیر تھکاوٹ کے پاس کر سکے۔ کیونکہ اگر دوران عمل میں تھکاوٹ ظاہر ہوگی۔ تو معمول پر بڑا اثر پڑیگا۔

**امتحان :-** کیسوٹی میں کافی مشق ہوگئی ہے یا نہیں؟ اس کا امتحان اس طرح کریں۔ کہ کسی

بڑے قد آدم شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر اور ایک سوتلب ہو کر خیال کریں۔ کہ بہت زیادہ خون آپ کے چہرے کی طرف آ رہا ہے۔ آپ کا چہرہ سرخ ہو رہا ہے چند منٹ اسی خیال میں گزاریں۔ آپ دیکھیں

گے کہ آپ کا چہرہ غیر معمولی طور پر سرخ ہوگا۔ پھر آپ یہ خیال کریں۔ کہ آپ کے چہرے سے سارا خون وہیں چلا گیا ہے۔ اور چہرہ بالکل نمد ہے۔ چند منٹ کے بعد چہرہ نمد ہو جائیگا۔

**عمل :-** اب آپ معمولوں پر عمل سمہریم کر سکتے ہیں۔ یعنی ان پینڈطاری کر کے انہیں روشن ضمیری میں لے جاسکتے ہیں۔ اور ان سے دور و دراز کی باتیں۔ چوری گئی ہوئی اشیاء کا حال۔ دوسرے

کے دل کی بات۔ صندوق میں بند چیزوں کا پتہ وغیرہ پوچھ سکتے ہیں۔ ان سے ایجادوں میں مدد

سکتے ہیں۔ ان عملوں کے طریقے اور کس طرح معمول پر سمہریم کی پینڈطاری کر کے اسے روشن ضمیری میں لے جایا جاتا ہے۔ یہ آپ کے کئی جگہ رسالہ میں پڑھا ہوگا۔ وہاں سے دیکھ کر عمل کریں۔

جب آپ معمولوں پر آسانی سے سمہریم کی پینڈ یعنی اپنی آنکھوں کی کشش اور پاسوں کی مدد سے پینڈطاری کر سکیں اور انہیں روشن ضمیری میں بھی لے جاسکیں۔ تو تھوڑی سی مشق سے

آپ ہینڈلزم میں بھی کامیاب ہو سکتے ہیں۔ بڑی عادتیں پھڑا سکتے ہیں اور امراض کا دفعہ کر سکتے ہیں معمولوں سے قرب کر سکتے ہیں۔ انہیں اپنے حکم کے بموجب سجا سکتے ہیں اور دیکھنے والوں کو

آئینہ حیرت بنا کر ہندو بریشیوں کے روحانی اسباق یعنی یوگ میں فہمیں دلا سکتے ہیں

### ہینڈلزم کے لئے ابھیاس

**دور قوت ارادی کو مضبوط کرنا :-** اس بات پر زور دینے کی ضرورت نہیں۔ کہ قوت ارادی کی مضبوطی کچھل تمام مشقوں کی پر کام کرتی ہے ہینڈلزم کے لئے اسکی خاص ضرورت ہے۔

اس لئے چند باتیں زور کی جاتی ہیں۔  
۱۔ اپنی طاقت پر ہمیشہ بھروسہ رکھیں اور خیال رکھیں۔ کہ آپ ضرور کامیاب ہونگے۔ کبھی

فضول ارادے واپس نہ بناتے رہیں لیکن جب کسی کام کرنے کا ارادہ کریں۔ تو خواہ دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے آپ اس کام کو کر کے چھوڑیں۔

(۲) اپنے کاروبار کے لئے ایک ٹائم ٹیبل بنا چھوڑیں اور اس پر ہمیشہ چلتے رہیں۔  
 (۳) اپنے بیٹھنے کے کمرے میں ایک ٹل ٹیکپ کا فڈ پڑ میں کبھی پست بہت نہ ہوں گا۔  
 میں کامیاب ہوں، میرے ارادے میں مجھے کوئی لوگ نہیں سکتا، وغیرہ فقرے لکھ کر لٹکا دیں  
 اور ہر صبح و شام انہیں پڑھتے رہا کریں۔ اور اپنے آپ کو ایسا خیال کرنے رہا کریں۔

(۴) جب کبھی کام کرنے کا فیصلہ کرنا ہو تو اس پر ایک پہلو سے غور کر لیں۔ مکمل طور پر سوچ  
 لینے کے بعد اسکے کرنے کا ارادہ کر لیں۔ جب ارادہ کر چکیں تو اسی دھن میں نغمن ہو جائیں۔ من کو  
 ادھر ادھر نہ بھٹکنے دیں۔ نہ ہی دوسروں کی باتوں سے اپنے ارادے کو تبدیل کریں۔

ایما یونی سمیشن کی مشق :- ایک اکیلے کمرے میں جا کر کرسی کے سامنے کھڑے ہو جائیں  
 خیال کریں کہ کرسی پر معمول بیٹھا ہوا ہے۔ اور آپ اس پر ٹل کر رہے ہیں۔ خیالی طور پر اس کو ہمیش  
 Suggection دیں۔ مثلاً "آپ کو بند آ رہی ہے۔ ہاں۔ گہری بند آ رہی ہے  
 آپ سو گئے ہیں۔ گہری بند میں چلے گئے ہیں۔ اب میرے حکم کے بغیر آپ نہیں اٹھ سکیں گے۔" وغیرہ  
 وغیرہ۔ طرز گفتگو با عجب اور بڑا انداز ہونا چاہئے جس سے ظاہر ہو کہ آپ کو اپنے پر اعتبار ہے۔ اور  
 آپ اپنی طاقت پر یقین رکھتے ہوئے حکم دے رہے ہیں۔ با عجب ہمیش کامیابی کی کبھی ہے ہمیش  
 دینے وقت ہمیشہ اپنے حکم سے نتیجے کی زبردست امید رکھیں۔ اگر آپ بے امید ہو جائیں گے یا خیال  
 کرینگے کہ شاید میرے حکم کا درست نتیجہ نکلے یا نہ نکلے۔ تو کامیابی کی امید نہ رکھیں۔

اگر عامل اپنی طاقت پر شک کرینگا تو ضرور فیل ہو جائیگا۔ اس لئے اسے یقین رکھنا چاہئے  
 کہ وہ نہایت زبردست طاقت کا مالک ہے۔ اور وہ بند پیدا کر کے معمول کو ہر طرح کے کھیل کھلا  
 سکتا ہے۔ ایسا کی ایک ہفتہ یا دو ہفتہ کی مشق کے بعد عامل کا لہر با عجب بن جائیگا۔

ان تمام مشقوں کے بعد آپ معمول پر مہینا ٹوم کی فینڈ طاری کریں۔ اور ان سے کرب میں  
 آپ کو یقین ہو جائیگا کہ آپ کے اندر ایسی طاقت چھپا ہوا ہے جس سے آپ ہر شخص پر غالب آ سکتے  
 ہیں۔ اور اگر چاہیں تو دنیا کا تختہ مٹ سکتے ہیں۔

جب آپ کو یقین ہو جائے تو آپ اپنی طاقتوں کو فضول کھیل کرب میں ضائع نہ کریں۔ بلکہ  
 کھیل کی طرف سے دل ہٹا کر اپنی روحانی طاقتوں کو ترقی دینے کی کوشش کریں اور یوگ ساوہن  
 میں مشغول ہو کر اپنی کمزوری کی کوشش کریں۔ ہاں جب کبھی ضرورت محسوس کریں کہ لوگوں کو یوگ  
 کی طاقتوں میں یقین دلانا چاہئے۔ اس وقت یہ مناسب بھی دکھا دیا کریں۔

## مالا اُسی کے نام کی

سندر چھپی گھنشیام کی      بیتاب دل کے کام کی  
دافع غم و آلام کی      صورت وہی آرام کی  
مالا اُسی کے نام کی

کیونکر نہ چیتے ہم رہیں      کا فوڑ جس سے غم رہیں  
اک بار پھر جھانکی دکھا      یہ آتش فرقت مٹا  
دل کی لگی کو آ بجھا      بے حال ہوں نہ آزما

جب اسرا تیرا لیا

برج راج تیرا بانگین      وہ شان و شوکت وہ بھین  
قربان جس پر مرد و زن      تھیں بلبلیں بھی نغمہ زن  
گوئی گوالے تھے مگن

اس ساٹولی صورت پہ سب      اس پریم کی صورت پہ سب  
سائے ترے دُریار کا      خادم تیری سرکار کا  
پیا سا ترے دیدار کا      اُن حالِ جدیگارا کا  
ہو یہ ترے بیمار کا

ہے سوم لب پہ جان آب      آجا کرشن لے مان آب

## توہی تو

میں وعدت میں کثرت میں ترے ہی جلوے      بنناں توہی توہے عیاں توہی توہے  
نہ پایا کسی نے بھی اندازِ تیرا      گناں توہی توہے بے گناں توہی توہے  
سما ہے جلوہ تیرا ہر سرا میں      چہرہ دیکھتا ہوں ادھر توہی توہے  
منو ہے قدرت کا یہ جسم خاکی      ہے قلب بھی تو اور جاں توہی توہے  
ہوا حکمِ ترے سے پیدا جہاں سب      نشانِ رہ کن نکاں توہی توہے  
مگلوں میں ہلک تیری گلشن میں رونق      ہر اک شے میں جلوہ کن توہی توہے

## قدیم ہندوستان میں تجارتی اور کمپنیوں کی پرانے کی کمپنیاں

گو دیکھنا ہے میں ذات پات کا بسٹم ابھی رائج نہیں ہوا تھا۔ لیکن سوسائٹی میں مختلف کام کرنے والے علیحدہ علیحدہ گروہ ضرور مقرر تھے۔ اور تہذیب کی وجہ سے لوگوں میں بل جمل کر کام کرینے کی جالات ضرور پیدا ہو گئے تھے۔ اور لوگ کمپنیوں میں یا گروہوں میں مل کر کام کیا کرتے تھے۔ یہ گروہ مذہبی اور تجارتی مقاصد کو پورا کرینے کے بنائے گئے تھے۔ ویک یا دیگر شکریت گروہوں کے حوالے سے معلوم ہوتا ہے کہ تجارتی اور پیشہ کار بنانے والی کمپنیوں کی سوسائٹی میں خاص پوزیشن اور عزت تھی۔

پہلی جن کا کنہوں میں کئی جگہ ذکر آتا ہے۔ پہل میں آریہ تھے۔ اور گروہوں میں تجارت کیا کرتے تھے۔ نہ صرف خشکی پر بلکہ سمندر میں بھی یہ لوگ تجارت کرتے تھے۔ بنگ صاحب لکھتے ہیں کہ "ہندو تہذیب نے ابتدا میں ہی ایسے حوالے ملتے ہیں جن سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ لوگ اپنے سرے کا درست استعمال کرینے لے اور دیگر بہت سی وجوہات کے باعث کمپنیاں بنا کر تجارت اور صنعت کیا کرتے تھے۔"

ہندوؤں کی پرانی کتابوں میں تاجروں اور کام کرنے والوں کی کمپنیوں کے بہت سے حوالے پائے جاتے ہیں مثلاً متوجی اور دیگر کئی مصنفوں نے لفظ "شرینی" استعمال کیا ہے جس کا مطلب سودا گروں۔ کارندوں یا سرمایہ داروں کا گروہ ہے۔ رائاٹن اور ہما بھارت میں کارندوں اور مزدوروں کی سوسائٹیوں کے حوالے پائے جاتے ہیں۔

بودھ پستکوں میں کمپنیوں کے مفہوم کو سوسائٹی میں سب سے پہلے درجے کا لگنا جانا تھا اور انہیں کئی قسم کے سوشل اور پولیٹیکل اختیارات دیئے جاتے تھے۔ جو بدھ اور جین مت حاصل مطلب ہی یہ تھا کہ کشتریوں اور ویشیوں کو برہمنوں کے مقابلے میں بہت اختیار حاصل ہوں ذکر آتا ہے کہ تاجروں یا مزدوروں کی کمپنی کا پریذیڈنٹ بادشاہ کا خاص مصاحب ہوا تھا۔

### امید داری

کمپنیوں یا سوسائٹیوں کے ساتھ امیدواروں کا بھی ذکر آتا ہے۔ جو کہ کمپنی کے تجربہ کار گروہ

کے دعبہ تک پہنچنے کے لئے پہلے کام سیکھا کرتے تھے۔ ناردی کی کھڑکیوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر کوئی نوجوان اپنے والدین کی مرضی سے کوئی ہنر سیکھنا چاہے۔ تو اسے لازم ہے کہ وہ کسی ماسٹر کے پاس جاکر اس کے ساتھ اپنی اُمیدواری کا زمانہ مقرر کرے۔ ماسٹر کو چاہئے۔ کہ نوجوان کو اپنے گھر رکھے اور اپنے بچوں کی طرح اسے ہنر سکھلائے۔ دورانِ تعلیم میں شاگرد کے کام کرنے سے جو نفع ہو وہ ماسٹر کی ملکیت ہونا چاہئے۔

اپنا زمانہ اُمیدواری ختم کر لینے بعد شاگرد دینس ادا کر کے اور ماسٹر سے رحصت لے کر جاسکتا ہے۔ یا اگر ماسٹر چاہے۔ تو اسے تنخواہ پر اپنے پاس مُلازم رکھ سکتا ہے۔

اسی طرح گلیہ و لک جی نے بھی لکھا ہے کہ اگر کوئی اُمیدوار پوشیدہ طور سے کام چھوڑ کر چلا جائے تو ماسٹر کو جی حاصل ہے کہ اسے پکڑوا کر چہانی سزا دے سکے۔

اسی طرح پالی کتابوں میں بھی بطریق اُمیدواری ہنر سیکھنے کا ذکر آتا ہے۔ وہاں ماسٹر اور اُمیدوار کے رشتے کو باپ اور بیٹے کے رشتے کے برابر بتایا ہے۔

**اُمیدواری کی ذات۔** دراصل اُمیدوار کی ذات اس کے کسی ہنر سیکھنے میں تہذیب نہیں ہو سکتی تھی۔ کیونکہ حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کشتری و بعد بھی برتن بنانے والوں۔ ٹوکریاں بنانے والوں۔ بالوں اور بادبچوں کے شاگرد بنا کرتے تھے۔ والدین اپنے کام کا خیال کئے بغیر ہی اپنے لڑکوں کے حسبِ حال پیشہ چُن دیا کرتے تھے بعض اوقات بہترین بھی تاجروں کا کام سیکھ لیتے تھے جس سے ظاہر ہے کہ پیشوں کے چُسنے میں ذات پات بالکل حائل نہیں تھی لیکن اگر یہ محقق زیادہ تر یہی کہتے ہیں کہ میٹا باپ کے پیشے کی ہی پیروی کرنا تھا۔

**حصّہ داری یعنی پارٹنرشپ (Partnership)**  
بُددھ کے زمانے میں طریقِ حصّہ داری بہت ترقی کر گیا تھا۔ برہمنوں کے زمانے میں بھی اس کے معمولی حوالے ملتے ہیں۔ ناردی نے لکھا ہے کہ دانا آدمیوں کو چاہئے۔ کہ وہ سُست۔ بیمار۔ اور بے عقل آدمیوں کو اپنا حصّہ دار نہ بنائیں۔ بلکہ ہمیشہ پھرتیلے جُست۔ زور فہم۔ مختلف ملکوں کے ملکوں سے واقفیت رکھنے والے۔ ٹیک۔ دلیر اور دین میں پکے آدمیوں کے ساتھ تجارت یا دیگر کاموں میں حصّہ رکھیں۔ نیز تجارت میں نفع یا نقصان اسی حساب سے تقسیم ہونا چاہئے۔ جس حساب سے کہ ہر ایک حصّہ دار نے مراد دیا ہو۔

تہذیبی و تمدنی اور مذہبی و فاضل اصولِ حصّہ داری کے دیئے گئے

میں کہ موجودہ کمپنیوں اور اس زمانے کی کمپنیوں میں کوئی فرق معلوم نہیں ہوتا۔ بدھ کے زمانے میں پسٹیم اس قدر مکمل ہو گیا تھا کہ اسکی باقاعدگی موجودہ زمانے کے طریق حصہ داری سے لگاتھا سکتی ہے۔ ایک حصہ دار کے مرنے کے بعد اس کے بچے نفع یا نقصان میں حصہ لے سکتے تھے۔ اور اگر کوئی حصہ دار کمپنی کو نفع پہنچانے میں خاص مدد دیتا تھا۔ تو اس کو اس کے اصلی نفع کے حصے کے علاوہ انعام بھی دیا جاتا تھا۔ شکر نیتی میں مذکور ہے کہ نہ صرف تاجر بلکہ کسان بساں بھی حصہ داری سے کام کر سکتے ہیں۔

### بڑے پیمانہ پر اشیاء تیار کرنا

دل کر کام کر نوالی کمپنیوں۔ سوسائٹیوں اور گروہوں کے علاوہ بڑے پیمانے پر چیزیں تیار کرنے کا ذکر بھی بودھ گرنٹھوں میں آتا ہے مثلاً ایک دفعہ ایک سوسودا گروں نے ایک جہاز کے مالک سے وعدہ کیا کہ ہم جہاز کو مکمل کرینگے۔ کام کر نوالوں کے ایک ہزار خاندانوں نے ایک دفعہ بہت کثرت سے سامان بنا دیکے لئے اکٹھا ہو کر کام کرنا شروع کر دیا۔ یورپین محققوں نے پرائی میروں سے اندازہ لگایا ہے کہ کسی زمانے میں شمالی ہندوستان میں موجودہ زمانے کی طرح تجارت کے مرکز قائم تھے۔ کوئلیہ کے اتر شاہ ستر کے حوالوں سے بلاشبہ ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت کیلئے بڑے بھاری پیمانے پر بھی اشیاء تیار کی جاتی تھیں۔ اور وہاں ہی اکٹھا ہے کہ اشیاء کی صنعت کو کم و بیش کرنا تاجروں کے ہاتھ میں تھا۔

### صنعت و حرفت کے مرکز

میگیستھنز کی تصانیف اور کوئلیہ شاہ ستر سے معلوم ہوتا ہے کہ گاؤں کے خاص خاص حصوں میں خاص خاص پیشے والے لوگ آباد ہوا کرتے تھے۔ ایک پیشے والے تمام لوگ گاؤں میں اکٹھے رہتے تھے۔ ہاں ایک پیشے والے اپنی ذمہ داری پر دوسرے لوگوں کو اپنے درمیان رہنے کی اجازت دے سکتے ہیں۔ بودھ گرنٹھوں میں گاؤں کے نام ہی ایسے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ صنعت و حرفت کے مرکز قائم ہو گئے تھے۔ مثلاً بڑھٹیوں کا گاؤں۔ کھاروں کا گاؤں۔ چھول بیچنے والوں کا بازار۔ ہاتھی ذہت کا کام کرنے والوں کی گلی وغیرہ۔

### کمپنیوں کے قوانین اور معاہدے

جس طرح موجودہ زمانے میں تاجروں اور پیشہوروں کے اصول قانون اور عہد نامہ کے رواجوں پر مبنی ہیں۔ اور کمپنیوں کو اپنی کو مدنظر رکھ کر فیصلہ دینے پڑتے ہیں۔ اسی طرح پُرانے

زنانے میں بھی پیشہ ورسو اگر اور مزدور اپنے قوانین خود بنالیتے تھے۔ اور بادشاہ کو منہ جی  
مستغفوں کی ہدایت تھی۔ کہ تمام فیصلے ان قوانین کی رو سے ہی کیا کرے۔ گوتم جی نے بکھا ہے  
کہ پیشہ وروں کو اختیار ہے کہ وہ خود اپنے لئے اصول قائم کریں۔ تمام کتابیں مزدوروں  
پیشہ وروں اور تاجروں کے اس حقوق کو قائم رکھنے کے لئے بادشاہ کو ہدایت کرتی ہیں۔  
ان امور سے ظاہر ہوتا ہے کہ کمپنیاں اور سوسائٹیاں بہت حد تک ترقی کر گئی تھیں  
انہیں خود قانون بنانے اور بعض اوقات فیصلہ دینے کا حق بھی حاصل تھا۔

### بنک۔ ان کا انتظام اور آسائشیں

بدھ کے زمانے میں تو بینک وغیرہ کی آسائشیں بلاشبہ لوگوں کو حاصل تھیں لیکن اس  
زمانے سے پہلے صرف مہا بھارت میں ہی اس کا ذکر آتا ہے۔ اس ذکر سے یہ ہرگز مطلب نہیں  
نکالا جاسکتا کہ موجودہ زمانے کی طرح اس وقت بھی بینک قائم تھے۔ بلکہ صرف یہ مطلب ہے کہ  
تاجروں کے معتبر گروہوں کے پاس لوگ اس مطلب کے لئے روپیہ جمع کروا دیا کرتے تھے۔ کہ یہ  
روپیہ تختیاں کندہ کرانے یا یادگاریں..... بنوانے میں خرچ کیا جاتے۔ یا کسی پیشہ وروں  
کے پاس لوگ اس لئے روپیہ جمع کروا دیتے تھے۔ کہ اس روپے کے عوض مستحق غریبوں کو کپڑے  
اور غذا دیجائے۔

مثلاً اسک کی تختیوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک بادشاہ نے جلاہوں کے ایک گروہ کو روپیہ  
دیا تھا۔ کہ اسکے عوض بدھ بھکشوؤں کو کپڑے بیٹے جائیں یہ گروہ روپیہ جمع کر لیتا تھا۔ اور اس پر  
سو دھبی دیتا تھا۔ اسی طرح ایک اور تختی سے ظاہر ہوتا ہے کہ تاجروں کے ایک گروہ کے پاس اسلئے  
جائیداد جمع کروائی گئی کہ وہ بھکشوؤں کو دوائیاں دیا کریں۔ ان رواجوں کے نشان موجودہ زمانے  
میں بھی کہیں کہیں پائے جاتے ہیں مثلاً جگن ناتھ جی کے مندیریں لوگ آجکل بھی ایسا ہی کرتے ہیں  
پجاریوں کے پاس روپیہ جمع کروا دیتے ہیں کہ محنتی اشخاص کو اس سے مدد دی جائے۔

ذکورہ بالا حوالے ظاہر کرتے ہیں کہ رُوحانی ترقی کے ساتھ ساتھ ہی جب آریوں کو تجارت و  
صنعت کی ضرورت محسوس ہوئی تو تھوڑے عرصہ میں انہوں نے اس لاٹن میں بھی کمال دکھا  
اور اپنے طریقوں کو اس قدر باقاعدہ اور مکمل بنا دیا۔ کہ موجودہ زمانے کو روچنے آپ کو نہایت  
ترقی یافتہ خیال کرتا ہے (وہی اصول برتنے پڑے جو پراچین ہندو قائم کر چکے تھے)۔







میں تبدیل کر دیتا ہے۔ پت کا مڑا کر دیتا ہے۔ ریس میں تمام غذائی اجزاء تبدیل شدہ شکل میں موجود ہوتے ہیں +

ریس کا لطیف حصہ یعنی حل ہونے والے اجزاء چھوٹی انٹریوں سے سان وایو کے ذریعہ ایک نالی راستے دلیں جاتے ہیں۔ پھر جگہ اور تلی میں پہنچتے ہیں۔ جگر میں پت کا رنگین حصہ جس اجزاء پر اثر کرتا ہے۔ اور ان اجزاء کا مڑخ رنگ بنا دیتا ہے۔ یعنی انہیں خون میں تبدیل کر دیتا ہے۔ لیکن غذا کا باقی حصہ ویان وایو کے ذریعہ تمام جسم میں دورہ کرتا رہتا ہے +

خون میں حل شدہ غذا سے اندرونی اعضا اور گوشت بنتا ہے۔ کئی اجزاء حرارت کے اثر سے چربی میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ بہنیں سے ہڈیاں بنتی ہیں۔ ہنایت ہی لطیف اجزاء سے ہڈیوں کا اندرونی نرم گودہ بنتا ہے۔ یہ نرم گودہ حرارت کے اثر سے ویرج میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ جو کہ جسم کے پچھلے حصوں میں دو بالوں کے ذریعہ پہنچتا ہے۔ یہ ویرج پھر خون میں حل ہو کر دلیں پہنچتا ہے اور خون کے ساتھ دورہ کرتا ہوا سارے جسم کی حفاظت کرتا ہے +

موجودہ ڈاکٹر ویرج کے دوبارہ خون میں حل ہونے یا نہ ہونے پر مختلف رائے ہیں۔ غذا کی تبدیلیاں موجودہ تحقیقات کے مطابق ہیں +

اندرونی حرکات جو ہماری قوت ارادی کے زیر اثر نہیں ہیں۔ یعنی ”بایو موٹر موومنٹس“

(Bio Motor movements)

انجاس وایو

چرک میں نکھاتے ”وایو وہ ہے جو جنمائی مشین کو چلاتی ہے۔ یہی حرکت پیدا کرتی ہے تمام اعضا۔ جو اس اور مشین اسی کے ذریعہ حرکت کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ“ یعنی وایو سے مراد بایو موٹر فورس (Bio Motor force) ہے +

کئی مصنفوں نے انجاس وایو کو کچھ ہیں۔ لیکن مشہور دس ہیں۔ ۱۔

(۱) پران وایو۔ جس سے ارادتی۔ سانس لینے والے اعضا اور کھانسی وغیرہ میں کام آنے والے عضلہ حرکت میں لائے جاتے ہیں +

(۲) اپان وایو۔ اس کی مدد سے جسم سے فضلہ باہر نکلتا ہے۔ پاخانہ پیشاب پسینہ وغیرہ +

(۳) ویان وایو۔ اس کی مدد سے عضلہ۔ رباط اور وتر پھیلتے اور سکڑتے ہیں +

(۴) سامان وایو۔ یہ وہ حرکت ہے جو حرارت غریزی کے ساتھ بل کر غذا میں تبدیلیاں پیدا

کرتی ہے۔ اور حیوانی زندگی کو قائم رکھتی ہے۔ یہ دس۔ خون اور جسم میں حرکت کرنے والے دیگر سیالوں کی حرکت کا باعث بنتی ہے۔

- (۵) اُردان وایو۔ یہ جسم کو سیدھا رکھنے میں مدد دیتی ہے۔
  - (۶) ناگ وایو۔ یہ وہ حرکت ہے جس سے خود بخود دفن آنے لگتی ہے۔ یا دست لگاتے ہیں۔
  - (۷) اکرم وایو۔ اس کی مدد سے آنکھوں کا جھپکنا وغیرہ ہوتی ہے۔
  - (۸) اکر کر وایو۔ اسکی مدد سے بھوک اور پیاس پیدا ہوتی ہے۔
  - (۹) دیورت وایو۔ اس سے انگریزیاں آتی ہیں۔ اور انسان اُونگھنے لگتا ہے۔
  - (۱۰) دھنیجہ وایو۔ اس سے بیہوشی میں حرکات وغیرہ ہوتی ہیں۔
- واپو کا ذکر اور حال کچھ لینا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ یوگ کے کئی مسائل میں اپنی کا ذکر آتا ہے۔ اور پرانی طبی کتابوں میں بھی اپنی کے حوالے دیئے گئے ہیں۔ مثلاً بعض حکماء لکھتا ہوتا ہے کہ فلاں عادات سے پان واپو کمزور ہو جاتی ہے۔ اس کو درست کر لینے کے لئے پیٹ کو تھوکرنا چاہئے وغیرہ۔

ہمارے جسم میں دو قسم کی حرکات پائی جاتی ہیں (۱) وہ حرکات جو ہماری قوت ارادی کے زیر اثر ہوتی ہیں مثلاً چلنا۔ پھرنا۔ ہاتھ پاؤں ہلانا (۲) وہ جن پر بالکل حالات میں ہماری قوت ارادی کا کوئی اثر نہیں ہوتا مثلاً غذا کا معدے میں حرکت کرنا۔ اس کا انحرابوں میں خود بخود چلے جانا۔ خون کا شریانوں اور ویدوں میں دورہ کرنا۔ جب خون دورہ کرتا ہے تو شریانیں پھیلتی اور سکڑتی ہیں۔ چھوٹی انتریاں غذا کو آگے دھکیلتے وقت پھیلتی اور سکڑتی ہیں۔ ان حرکات کو غلوہ میں لانیوالی لطیف طاقتوں کو واپو کہا گیا ہے بعض لوگ ان حرکات کو ہی واپو کا نام دیتے ہیں۔ وہ بھی زیادہ غلط نہیں ہے صرف ایک کثیف نام ہے۔

اب اگر کسی جگہ لکھا ہو کہ فلاں شخص کی اُپان واپو کمزور ہے۔ تو ہم جھٹ سمجھ جائیں گے کہ اس کی انتریاں درست طور پر پھیلتی اور سکڑتی نہیں ہیں۔ اس لئے اسے چاہئے کہ پیٹ کو اندر کھینچے اور باہر پھلائے تاکہ ہسکی انتریوں کی پھیلنے اور سکڑنے کی مشق ہو جائے۔ اشارے کے طور پر یہ بھی بتا دیا جاتا ہے کہ کچھ یوگ کی مشقوں سے ان حرکات پر ہم قابو پا سکتے ہیں۔ اور انہیں اپنی حسب مرضی استعمال میں لاسکتے ہیں روکھو مستانہ جوگی کا یوگ درشن +



## پودوں کی زندگی کے حالات

پودوں کی جماعت بندی

۱) ایکش۔ ان کو پھل لگتے ہیں۔ اور ان کے تنے بڑے قد اور ہوتے ہیں۔

۲) ایکسٹنڈ۔ یعنی وہ پودے جن کو پھول اور پھل لگتے ہیں۔

۳) انٹا۔ یعنی بلبس جو زمین پر پھلتی ہیں یا دوسرے درختوں پر چڑھ جاتی ہیں۔

۴) اوڈھی۔ ایسے پودے جو پھل لگنے کے بعد ٹوٹ جاتے ہیں۔ ان میں پیاز، لہسن اور دیگر جملہ اقسام کے اسی قسم کے پودے شامل ہیں۔

(۵) ٹرن۔ گھاس وغیرہ۔ ان کی خاص خوبی یہ ہے کہ ان کے تنوں پر گانٹھیں جڑتی ہیں۔ اس جماعت میں گھاس اور بانس اور گیہوں وغیرہ شامل ہیں۔ کاہی اور پھن وغیرہ بھی اسی جماعت میں شامل ہیں۔

(۶) ٹرن درم یعنی کھجور کی قسم کے درخت۔ ناریل۔ کھجور وغیرہ۔

اکاس ہیل اور دیگر ایسے پودے جن کی جڑیں نہیں ہوتیں۔ وہ لٹا کی جماعت میں آجاتے ہیں۔

بروک دالھی کی قسم کی جڑوں کا نام اور دھا، رکھا گیا ہے۔ بعض مصنفین نے ایک علیحدہ جماعت بنس ہی بنا رکھی ہے جبیں وہ ایسے درختوں یا پودوں کو شامل کرتے ہیں۔ جنہیں بغیر پھول لگنے کے ہی پھل لگ جاتے ہیں۔ مثلاً پلکش اور اوم دروغیرہ۔

پڑلنے سائنسدان ان درختوں کو جنہیں غیر مکمل پھول لگتے تھے۔ بلا پھول ہی خیال کرتے تھے

یہی وجہ ہے کہ بنسپتی کے زیر عنوان انہوں نے ایسے درختوں کا ہی ذکر کیا ہے۔ اوڈھیوں میں ایک

ایسی جماعت بھی مذکور ہے۔ جسے پاک ٹھٹھ اوڈھی کا نام دیا گیا ہے۔ یہ وہ اوڈھیاں ہیں

جو جوان جوشیکے بعد خشک ہو جاتی ہیں۔ مثلاً کاہی۔ پھن۔ اور پلو یعنی پانی کی سطح پر ترے پڑنے پودے

نباتاتی زندگی کی خصوصیات ۱۔ ایک پودہ عالم نے ذکر کیا ہے کہ رات کو

کئی پودوں اور درختوں کے پتے بند ہو جاتے ہیں اور وہ سو جاتے ہیں۔ اسکے علاوہ ایک اور کتاب

میں پودوں کی زندگی۔ موت۔ پیند۔ جاگنے۔ رہنے کی بیماری کی بہت مذکور ہے۔ نیز درج ہے کہ

پودوں پر جسم انسانی کی طرح دوائیوں کا اثر ہوتا ہے۔ اور پودے جس چیز کو اپنے نوافق حیاں کرتے ہیں۔ اس کی طرف حرکت کرتے ہیں۔ جسے اپنے مخالف جانتے ہیں۔ اس سے دور چلے جاتے ہیں۔

”شدرش شچیہ“ میں درج ہے کہ (۱) پودوں پر سبب۔ جوانی اور بڑھاپا آتا ہے (۲) ان میں باقاعده نشوونما ہوتی ہے (۳) ان میں مختلف اقسام کی حرکتیں ظاہر ہوتی ہیں مثلاً سونا جاکنا۔ چھوٹے سے کھٹنا یا بند ہونا۔ کسی سہارا دینے والی چیز کی طرف حرکت کرنا وغیرہ (۴) جب زخم ہو جائے۔ یا اندرونی نالکے اعضا کاٹ دیے جائیں۔ توان کا سوکھ جانا۔ یعنی مرجانا۔ (۵) انہیں کی ماہیت کے مطابق خداک جذب کرنا (۶) حسب حال غذا سے بڑھنا اور نشوونما پانا اور غیر موافق غذا سے ترقی میں رک جانا (۷) پیاریوں کا پیدا ہو جانا (۸) دوائیوں کے استعمال سے پیاریوں اور زخموں کا درست ہو جانا (۹) جس طرح بخوانی جسم میں ریس یعنی چایل (۱۰) پالیا جاتا ہے۔ اسی طرح پودوں میں رُوح زندگی یعنی سیب (۱۱) پالیا جاتا ہے۔ اسکی عدم موجودگی میں پودوں کا خشک ہو جانا (۱۲) خاص خاص قسم کی غذا میں پودوں کی ترقی کو اور پھول پھل پیدا کرنے کی طاقت کو بڑھا دیتی ہیں۔ ایسے درخت جنہیں پھول نہ لگتے ہوں۔ مناسب غذاؤں سے انہیں بھی پھول لگنے شروع ہو جانا۔ وغیرہ وغیرہ +

کئی شاستروں میں یہ بھی درج ہے کہ پودوں کو اگر زخمی کر دیا جائے۔ تو قدرتی طور پر مقام ماؤف پر نئے حصے پیدا ہونے لگتے ہیں اور زخم یا کاٹا ہوا حصہ خود بخود درست ہو جاتا ہے۔ کئی شاستروں میں سونے اور چاکنے والے پودوں اور ماٹھ لگانے سے سکرٹنے یا پھیلنے والے پودوں کی فہرستیں بھی دی گئی ہیں +

### تذکیر و تانیث

پُرانی کتابوں میں پودوں کے مذکر اور مؤنث ہونے پر بہت کم بحث کی گئی ہے لیکن تحقیقا سے انکے کچھ نہ کچھ حوالے ضرور ملتے ہیں۔ جگہ گو درست نہیں ہیں۔ لیکن یہ ظاہر کرتے ہیں کہ۔ پودوں میں مذکر و مؤنث کی موجودگی کو پرانے لوگ جانتے تھے۔ چونکہ میں پھولوں کے رنگوں پھلوں سے مذکر یا مؤنث ہونے کا پتہ لگانے کے طریقے درج ہیں۔ یعنی وہ پودے جنہیں سُرخ یا زرد پھول لگیں اور پھل نہایت چھوٹے چھوٹے ہوں۔ وہ مؤنث ہوتے ہیں۔ جن کے پھل بڑے بڑے ہوں اور پھول سفید ہوں وہ مذکر ہوتے ہیں۔ چونکہ زمانے کے بعد کی تصنیف شدہ

کتا بوں میں درج ہے۔ کہ تنے اور پھولوں کی تختی اور نکات پر تذکیر و تانیث کا انحصار ہے۔  
 بہند و شاستروں میں درج ہے کہ پودوں میں محسوس کرنیکی طاقت موجود ہے۔ وہ  
 خوشی اور غمی کا احساس رکھتے ہیں لیکن ان کی یہ طاقت بہت ہی کمزور ہوتی ہے۔ کئی پورنے  
 مصنفوں نے پودوں میں بھی انسان اور حیوان کی طرح روح کا موجود ہونا مانا ہے۔ جب  
 یہ مان لیا گیا کہ پودوں میں روح موجود ہے خواہ وہ دوائی طور پر موجود ہو یا عارضی طور پر۔ تو  
 بلاشبہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ حیوانی اور نباتاتی زندگی کے بہت سے صفات یکساں ہیں  
 صفات کی ترقی کے درجے میں ضرور فرق ہونا چاہئے۔ یہ ضروری امر ہے۔ کیونکہ انسان مدت  
 مدید سے ترقی کرتا ہوا اس درجہ پر پہنچا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ انسان کے احساس اور قوتیں تمام مخلوق خدائے بڑھ چڑھ کر ہیں۔ حیوانوں  
 کی محسوس کرنیکی طاقت اور سوچنے کی قوت انسان سے کم ہے۔ جھل جوں ہم پچھلے دہے کے  
 حیوانوں کا ملاحظہ کرتے ہیں۔ تو ان کے دماغ اور سوچنے کی طاقت کو نہایت کم پاتے ہیں۔  
 حیوانوں سے پچھلا درجہ درختوں۔ پودوں اور نباتات کا ہے۔ موجودہ زمانے کی تحقیقات  
 یہ ثابت کر دیا ہے کہ پودے سوچتے ہیں۔ ان کا بھی دماغ ہے۔ ان کے جسم میں دل حرکت کرتا ہے  
 اور خون دودھ کرتا ہے۔ جسے انگریزی میں سیپ (Sap) اور سنسکرت میں رھسیا کہتے ہیں۔  
 بیان کیا گیا ہے ”رس“ کہتے ہیں۔

موجودہ تحقیقات کا ج رھسیا کہ مذکورہ بالا اقتباسات سے ظاہر ہو گیا ہوگا) بہندوں کے پرانے  
 گرنھوں میں موجود ہے لیکن وہ انکاروں اور قہصے کہانیوں کی شکل میں اس طرح پنہاں ہے  
 کہ عام آدمی تو انہیں قہصے ہی سمجھتے ہیں۔ سمجھ دارانہیں پھر انسانے خیال کرتے ہیں۔ جب لائق اور  
 نکتہ سنج اُن سے ایسا حال کر کے تحقیقات میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ تو آخر کار ضرور کچھ نہ کچھ نئی بات  
 نکال کر دینا کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ اور لوگوں کو حیران کر دیتے ہیں۔ بہند و گرنھوں سے محبت  
 کرنیوالوں کو لازم ہے کہ اپنے دماغ کے اندر کسی خاص بات یا نکتے یا سائنس کی لڑیاں پیدا کریں۔  
 اور جب پُرانے گرنھوں کو پڑھتے پڑھتے انہیں کہیں کوئی اُن کے مضمون کے متعلق اشارہ ملے  
 تو محض باوہ کوئی سمجھ کر ترک نہ کر دیں۔ بلکہ اسے تحقیقات کریں۔

اگر ایسا ہوتا۔ تو آج سے کئی صدیاں پہلے دُنیا کے سامنے پودوں کے متعلق وہ حالات موجود  
 ہوتے جنہیں آج پیش کیا جا رہا ہے۔



زور اسی بات پر دیا گیا ہے۔ کہ جرم پلازم میں جسم انسانی کے نقص کا موجود ہونا یا نہ ہونا چاکھ بات ہے۔ اس ایک کئی ہیں دی گئی ہے۔ کہ ہم لوگ کے طریقوں سے اور قوت ارادی کے زور سے اپنے جرم پلازم پر قابو حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ ایک ایسا نقطہ ہے جس پر ابھی بہت سی تحقیقات کی ضرورت ہے اور اس پر کوئی حقیقت دینا قبل از وقت ہے۔

بیرج میں لڑکا بالوں کی پیدا کرنے کی خاصیت کی موجودہ زمانے میں بہت سی تحقیقات ہو رہی ہے پُرانی کتابوں میں دن مقرر کئے گئے ہیں کہ فلاں دن بیرج میں مذکر اور فلاں دن مؤنث بچہ پیدا کرنے کی خاصیت موجود ہوتی ہے۔ آج تک سائینس نے اس امر کا کوئی حل پیش نہیں کیا۔ کہ یہ کیسا بات ہے؟

تحقیقوں کو لازم ہے اسے بھی تحقیقات میں لائیں۔ اور ہر گز کے نتائج سے آگاہ کریں۔

## ہندوؤں میں بے تار برقی

( داغ اور آنکھ کی لہروں کے ذریعہ پیغام پہنچاتے تھے )  
ایک اٹالین کی تحقیقات کی ثبوت

حال میں اٹلی کی میلان یونیورسٹی کے ایک پروفیسر نے لیپور میٹری میں تجربات کئے ہیں۔ ان کے مطابق وہ ایک نتیجہ پر پہنچا ہے۔ اس بارہ میں اسکے الفاظ یہ ہیں کہ ہم ایک ایجاد سے دوچار ہونے والے ہیں۔ جس کی بدولت ہم ایک ذریعہ ہاتھ لگ جائیگا۔ اور اس ذریعہ کی مدد سے ہم کسی ایسے شخص کے ساتھ "وائر لیس" یعنی بے تار برقی کے طریق میں بات چیت کر سکیں گے جس تک ہم اپنے داغ کی برقی لہر پہنچا رہے گے۔

### ہندو طریقہ سے مشابہت

اہم نتیجہ قابل غور ہے۔ اس نے ہمیں یہ معلوم کرنا چاہئے۔ کہ وہ ہندوؤں کے اس طریقہ سے کہاں کہاں ملتا جلتا ہے جو انسانی داغ کے امکانات اور نیز انسان کے نظام حسی کے ہر عضو کے امکان سے تعلق رکھتا ہے۔ میرا مقصد دراصل ان کاموں سے ہے۔ جو انسان کا داغ اور دیگر اعضا انجام دے سکتے ہیں۔ مجھ سے بہتر داغ والے شاید بہتر جواب دیں۔ لیکن اس بارہ میں میرے داغ سے جو خیال تو

دو چار ہوتے ہیں۔ وہ میں ذیل میں درج کرتا ہوں۔

### آنکھوں سے خارج ہونے والی شعاعیں

پروفیسر مذکور کو اس امر واقعہ سے باعث تحقیقات میں مشغول ہونا پڑا۔ کہ کچھ عرصہ ہوا۔ کہ شمس کے ذریعہ ایک بات کا مظاہرہ کیا گیا تھا۔ وہ یہ کہ انسان کی آنکھوں سے ایسی شعاعیں خارج ہوتی ہیں جن کی واقعی پیمائش ہو سکتی ہے۔ یہی حقیقت پروفیسر نے اپنی تحقیقات کی بنیاد ڈالی۔ اگر انسان کی آنکھ اس قسم کی شعاعیں خارج کر سکتی ہے۔ تو کیا انسان شعاعوں کی لمبائی اور طاقت میں نہیں کر سکتا بشرطیکہ ان کو مناسب طور سے ایک طریقہ میں لایا جائے۔ اور کیا اس طاقت کو لمبائی کے ساتھ ایسے طاقتور ذریعہ کے طور پر کام میں نہیں لایا جاسکتا جس سے نیک برداشت دلوںے جائیں۔ اور ان اثرات سے حیرت انگیز باقوں کا ظہور ہو۔

### یوگی کی آنکھ کے کرشمے

پروفیسر مذکور کی تحقیقات کے مطابق کیا ہم ان ہتھکڑیوں کو یقینی اور درست نہیں مان سکتے۔ جو ہندو شاستروں اور پراووں میں اور عام ہندوؤں کی روایات میں پائی جاتی ہیں۔ ان میں کسی یوگی یا جادوگر کی آنکھ کے کرشمے بیان کئے گئے ہیں۔ بالکل اس کے ہم مجبوراً اس نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں۔ کہ اگرچہ ان کرشموں میں بعدوائے زمانہ میں بہت کچھ دہم و تعصب کو دخل حاصل ہو گیا تھا۔ لیکن ابتدائی زمانہ کی بنیاد و سائنس پر ڈالی گئی تھی۔ اسلئے اب ان سے دہم و تعصب کے خارج کر کے شاستروں پر عمل کرنا چاہئے۔

### سادھن کا طریقہ

قدیم زمانہ میں ہندوؤں میں دستور تھا۔ کہ یوگی اپنی طاقتوں کو قابو میں لانے کے لئے سنان مقامات پر گمان و حیاں کا سادھن کرتے تھے۔ اور اس طور سے ان کے جسم کے مختلف اعضا خصوصاً دماغ اور ہڈیاں میں ایک شکتی پیدا ہو جاتی تھی۔ جو برقی لہروں کی شکل میں خارج ہو کر لوگوں پر اثر کرتی تھی۔ اور اس طور سے حیرت انگیز نتائج ظہور میں آتے تھے۔ وہ ایک مقام میں بیٹھے ہوئے دوسرے مقام کے حالات معلوم کر لیتے تھے جس طرح کہ آنکھوں سے دیکھا جاتا ہے۔ یہ قدیم ہندوؤں میں وائٹلس کا ایک طریقہ تھا۔ جسکی موجودہ سائنس کے اصولوں سے تصدیق ہو سکتی ہے۔

انالین پروفیسر کے تجربات اور ان کے نتائج سے یہ بات ثابت کر نہیں پڑی کہ ہندوؤں میں داعی وائٹلس کا طریقہ رائج تھا۔ مغرب میں وائٹلس کا جوادی طریقہ پایا جاتا ہے۔ اسی داعی وائٹلس کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے۔



## لوآن یعنی ہوائی جہاز

مہاراجہ رام چندر کا لنکا سے اُجدھیہ تک موٹی جہاں کا سفر ایک پڑاؤ میں  
ہندوستانی رشی ہائیڈروجن اور آکسیجن گیسوں کے واقف تھے

یورپ نے فن جہاز رانی میں حال ہی میں جو کمال پیدا کیا ہے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ راستے میں  
کہیں بھڑے بغیر نوپارک سے پیر تک طویل پروازیں اس فن کے بارگاہ میاب ہوئے ہیں۔ انہیں  
فخر ہے کہ اس قدر طویل پرواز انہوں نے ہی فن پرواز کی تاریخ میں پہلی بار کیا ہے۔ عرصہ جدید میں  
ان کا یہ دعویٰ بھلک ٹھیک ہے لیکن اس امر کے ثبوت موجود ہیں کہ اس سے لاکھوں سال پہلے جہاز  
رام چندر لنکا سے اُجدھیہ تک طویل و مسلسل سفر کرنے کا فخر حاصل کر چکے ہیں۔

چُنا چُر راتوں میں جو یونان کی تاریخ سے ہنایت پورانی تاریخ ہے آتا ہے کہ جہاز رام چندر نے  
لنکا سے اُجدھیہ تک سفر تاریخ دن کے متواتر پرواز میں طے کیا تھا۔ ان کے ہوائی جہاز کا نام ٹیپ  
بان تھا۔ راتوں میں صرف پرواز کا ہی ذکر نہیں۔ بلکہ پرواز کی تیار سی اور خود جان کا بھی مفصل حال  
موجود ہے۔

پھر اس پرواز کا مزید ثبوت اس امر سے ملتا ہے کہ اس شہور تاریخی کتاب میں ان شہروں اور  
علاقوں کے نظاروں کا ذکر ہے جو راستے میں آئے تھے۔

زانہ قدیم میں ہندوستان فن جہاز رانی سے واقف تھا۔ اس سے مزید روشنی دوین آرکو  
کے مضمون سے پڑتی ہے جو اپنے امریکن کیمیکل سوسائٹی کے جلسہ میں پڑھا۔

مغربی سائنس میں ہائیڈروجن اور آکسیجن کی دریافت کا کریڈٹ کیونڈش اور پشلی کو دیا جاتا  
لیکن مسٹر کوکسٹون نے بتایا کہ یہ دونوں گیس اس سے پہلے ہندوستان کے رشیوں کو معلوم تھیں اور  
علم کیمسٹری کی ایجاد آپوں نے ہی کی تھی۔

مسٹر کوکسٹون کو ان باتوں کا علم کیسے ہوا۔ اس کے متعلق ان کا بیان ہے کہ کیمسٹری کے  
متعلق کھوج کرتے ہوئے اسے چار صفحات کی ایک سنسکرت پستک ملی۔ جو ۵۵۰ء کی تصنیف تھی۔  
اس میں اگست مئی کے مضامین تھے۔ یہ صفحات مسرورے کو ایک ہندوستانی راجا کی تاثیر  
سے لکھنے میں ملے تھے۔

اگست مہنی کا ذکر ہندوستان کی ان پورانی تصانیف میں ملتا ہے۔ جو درہنہ قبل مسیح کی تصنیف ہیں۔ اس لئے یہ سودہ جو اگست سنگھتہ کے نام سے پرمدھ ہے۔ اگر مصدقہ ہے۔ تو بہت پرانا نسخہ ہے۔ مسٹر کوکٹنور کو اس سودہ کے لئے پر بڑی خوشی ہوئی۔ کیونکہ اس نے سن رکھا تھا۔ کہ قدیم تصانیف میں یہ ذکر پایا جاتا ہے۔ کہ اگست مہنی مائٹروجن اور آکسیجن کے دریافت کنندہ ہیں +

اس سودہ میں مائٹروجن اور آکسیجن کا ذکر صرف ہینونوں کی ساخت کے سلسلہ میں آتا ہے اس پر ٹھیک ہے کہ اگست مہنی ان گیسوں کے ان ناموں سے واقف نہ تھے۔ لیکن ان کے جو نام اگست مہنی نے رکھے وہ موجودہ ناموں سے زیادہ مشرح ہیں۔ اگست مہنی نے مائٹروجن کو اس کے ہلکا ہونے کی وجہ سے "اوپر کی طرف رُخ والی گیس" کا نام دیا ہے۔ اور آکسیجن کو پانی اور آواز کا۔ اس لئے کہ وہ زندگی کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اگست مہنی نے ان کے لئے گیس کا لفظ بھی استعمال نہیں کیا۔ بلکہ اس نے انہیں وایو کا نام دیا ہے۔ اگست مہنی کے اس سودہ میں برقی بریٹری کا وزن بھی ملتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ تابہ کی ایک صاف ٹیٹ ایک مٹی کے برتن میں رکھو۔ پھر اس کو پہلے کا پرفلیٹ سے ڈھانپو۔ اور پھر کھڑی کا گینا بڑا ڈالو۔ اور بڑا ڈالو۔ یا سیسہ ڈالو۔ اس سے برتن اور دان کے دو تہ نام سے روشنی یا بجلی پیدا ہوتی ہے۔ اس سے پانی کو مائٹروجن اور آکسیجن دونوں گیسوں میں منقسم کیا جا سکتا ہے +

پھر اگست مہنی لکھتا ہے۔ "جب مائٹروجن کسی محفوظ جھلی میں بھر دی جائے۔ اور جھلی کا سوراہی رستی کے ساتھ مضبوط کس کر بندھ دیا جائے۔ تو مائٹروجن ہلکا ہونے کی خاصیت کی وجہ سے اُسے اوپر کو اُٹھائی پھر اس میں ایر پورٹ جھلی بنانے کا بھی ذکر آتا ہے۔ وہ اس طرح کہ ایک جھلی میں کو ایک درخت کی چھال میں جس سے دودھ سا سفید رُس نکلتا ہے رغائباً رُبڑو کا ڈوبا جائے۔ اور اس کے خشک جانے پر پھر دوسرے درخت کی چھال کے رُس میں بھگوایا جائے۔ پھر خشک کر کے اس پر موم لگایا جائے اور بعد ازاں ایک قسم کا گڑ اور چونہ کا مرکب اس پر لگایا جائے +

پراچین سامیتہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ عیسوی زائے سے پہلے کے ہندوستانی پانی اور ہوا کو کھینچ کر پورا علم رکھتے تھے اور جانتے تھے کہ ہوا اور پانی اصل ایک ہی چیز ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ پانی میں اسکی سطح پر پتہ ہوتا ہے اور ہوا میں اسکی اندر اڑتا ہوتا ہے۔ ... ۸۰۰ سال قبل از مسیح کے ایک سودہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانہ کے ہندوستانی یہ بھی جانتے تھے کہ ہوا میں اور پانی پر کی ہروں سے کس طرح کام لینا چاہئے۔ غرضیکہ ہمان (ہوا) ساز (ساز) سے قدیم ہندوستانی پورے آگاہ تھے +

## زہر کا پیالہ لبالب حق پرستوں کیلئے

جامِ عشرت ہے جیتا چہرہ دستوں کے لئے  
حامیانِ رحم و ہمدردی کی خاطر کلفتیں  
جیسا بیباک شہدوں کیلئے دنیا کے تسکے  
فارغِ البالی تو ناظموں کے واسطے  
بند گاہِ صبر و طاعت کے لئے فاتہ کشی  
بدخصائیں اہل ثروت کیلئے قضر و محل  
اہلِ صدق و نیک کی خاطر دریدہ گدڑیاں  
بدخصاؤں غاصبوں کو واسطے چھوڑ کر مار  
جابرین کو واسطے ہے محفلِ قصصِ سرود  
خادمِ قوم و وطن کے بیٹھنے کو بوریا  
کا ذہن کے واسطے میدانِ عالم ہے فراخ  
حق پرستوں کیلئے ہے جیل اور پھانسی تلک

اور سختِ دامن ہے باطل پرستوں کے لئے  
لالہ ہندی تلک

## ہماری زندگی پر امید کے اثرات

جو شخص اپنی بساط سے بوجھ کر امیدیں باندھتا ہے۔ لوگوں کو بو توں سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں۔  
ہماری زندگی پر امید کے اثرات ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ امیدیں انسان کے لئے نہایت حیات بخش ہیں۔ اگر  
انسان ایسا نہ ہو تو اس کی عمر بہت مختصر ہو جائے۔ اور یہ جو ہم دنیا میں نشاۃِ کار کی چہل پہل دیکھتے ہو  
سب مر رہے۔ اور اس جگہ ایک عالمگیر راویسی اور اندیشہ کی طاری ہو جائے۔

انسان اپنی زندگی کی ہر صبح کا آغاز کسی عمل سے کرتا ہے۔ اس عمل میں اس کا جوش و نشاط مختلف اعتبارات سے بالکل مختلف درجوں کا ہوتا ہے۔ اگر وہ ایک سلوب پر اپنے کام میں رہا تو بہت کم رہے اور امید کو کبھی اس قدر ہماک میں مدخلت کی اجازت نہ دے تو یہ گایہ ہماک اس کے جی کا بھال بن جائیگا۔ وہ تھک جائیگا۔ اور جائیگا۔ بے ذوق ہو جائیگا۔ لیکن اگر کبھی کبھی امید مائل ہو یا ناممکن۔ اس کے ہماک میں غلج ہو جائے کرے۔ تو اس کے جوش کا رادرولولہ عمل کی توجہ پر کبھی اندر دلی غالب ہوگی۔ یہی امید ہے جس کو ہم خواب پریشان یا "ہوائی محل" کہتے ہیں۔ حالانکہ انسانی زندگی کا بیت عنکبوت "اسی کے سہارے پر قائم ہے۔"

امید کی بلند پروازی و حقیقت ایک عقلی ورزش ہے۔ انسان کے نفس پر اس کا وہ اثر پڑتا ہے جو جسم پر جتنا شک یا دوسری ورزشوں کی بلوں کا پڑتا ہے۔ امید اپنے سبز باغوں میں لہجہ کرے ہمارے ساتھ غم غلط کر دیتی ہے ہم تمام روحانی کٹھنوں سے منقطع ہو جاتے ہیں۔ سحرست اور بختی اپنا سیاہ چہرہ ہم سے چھپا لیتی ہے اور ہم خوش آئند خیالات کے بے پایان عالم میں مہشید و خسرو سے زیادہ باغیاں بن جاتے ہیں۔

فرض کرو۔ ایک غریب خانوں کسی گھر کی خادمہ یا کسی کہنی میں ملازمہ ہے وہ اپنی قبیل اور جنت پاتی ہے۔ کہ اس سے اسکی روزمرہ ضروریات کا ایک حصہ بھی پورا نہیں ہوتا۔ ایسی حالت میں نتیجہ کیا ہونا چاہئے؟ یقیناً اسکی گردن فکر اور غم کے ایک پہاڑ کے نیچے رہی رہتی چاہئے۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا اگر تم غم سے کر دو تم کو حیرت ہوگی کہ وہ ہنستی ہے اور اپنے پورے کنبہ کو اپنی مسرتوں میں شریک کر لیتی ہے۔ جانتے ہو کیوں؟ ایک خیال نے اس کے دلیس گھس کر گدما دیا ہے۔ وہ خیال کیا ہے؟ وہی "سبز باغ" یا ہوائی محل یعنی امید۔ یادو دیکھ وہ جانتی ہے یہ محض خیال ہے جو کبھی عمل کی زمین میں نہ آئیگا۔ تاہم وہ مسکراتی اور ہنستی ہے کیونکہ اس خیال میں بھی ایک عظیم ارشاد بشارت اور قابل اندازہ تسلی ہے۔

سادہ تر لفظوں میں اس کو فوج سمجھو کہ یہ امید کی بلند پروازیاں ایک ریاضت و ورزش ہے جس نے اس کو روز کے باؤں گن اور تھکا دینے والے کاموں کی تنگنائی سے نکال کر نکر و خیال کی ایک وسیع بہشت میں کھڑا کر دیا ہے۔ وہ اپنی بختی اور نصیبی بھول گئی ہے وہ خیال کر رہی ہے کہ اسکی خواہ پہلے کی نسبت سے سونے پر تھکتی ہے۔ بہت کم اس کا سراپہ بہت کافی جمع ہو چکا ہے اب وہ اس قابل ہے کہ اعلیٰ امور سائیکس کے ہدایت اعلیٰ سوٹ زیب تن کرے اور اپنی دولت مند سی کے

زندہ سے بڑی اودھنی گردنوں کو اپنے سامنے سرنگوں کر دے یا فرض کر دے تو جان ہے جو کچھ سزا  
فراہم کرنے کی حد وجہ میں سرگردان ہے۔ لیکن راہ کی دشواریوں نے اسکی کمزورتی توڑ دی ہے۔ اودھ  
وہ آئندہ خطرہ ہو کر بچھ گیا ہے۔ دفعۃً اسکے دلیں گدگدی پیدا ہوتی ہے۔ اب وہ افکار و ہوم کی  
تاریک گھٹاؤں کے اندر ایک روشنی دیکھنے لگتا ہے۔ وہ خیال کرتا ہے۔ کہ میں دولت مند ہوں۔ صاحب  
جاہ ہوں۔ بادشاہ ہوں۔ اس کو نظر آتا ہے کہ اسکے تمام حریف اس سے براصل دور ہو گئے۔ اور وہ  
ترقی کے میدان میں بہت آگے چل گیا۔ اس خیال میں وہ خوش ہوتا ہے اور اسکی مسرت کے اثر سے ہر  
پورا خاندان محو ہو جاتا ہے۔ ہر کسی یہ چھوٹی خوشی ہو یا سچی۔ لیکن تم اس سے انکار نہیں کر سکتے۔ کہ اس خوشی  
نے اسکے مرنے والے میں زندگی کی ایک بہرہ و راہ دی۔

اس سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ "امید کا سبز باغ" یا ہماری اصطلاح میں "عقلی ورزش" انسان  
کی زندگی کے لئے نہایت نافع ہے۔ بلکہ کہنا چاہئے۔ انسان کی عمر بڑھانے میں ایک نہایت مؤثر عامل ہے  
ہم کو چاہئے۔ کہ ہم اس ورزش کو اعتدال کے ساتھ قائم رکھیں ہم نے اعتدال کی قید اس لئے لگا دی ہے  
کہ جس طرح اس ورزش کی تقلید کرتے ہیں اسی طرح اسکی افراط بھی مفسد ہے۔ افراط سے یہ ہوتا ہے کہ  
انسان بالکل بھی جکڑ جاتا ہے اور بھڑچیاں پلاؤں پکانے کے اوپر کسی کام کا نہیں رہتا۔  
ہم نے اوپر جو خیال ظاہر کیا ہے علم النفس رسائیکالوجی اس کی تائید میں ایک نہایت عجیب  
واقعہ پیش کرتے ہیں۔

ایک نوجوان خاتون بیمار ہوئی۔ ڈاکٹروں نے اس کو سیاحت کا مشورہ دیا۔ وہ اپنے باپ کے  
ساتھ سیاحت کے لئے روانہ ہوئی کسی مقام پر ایک ہوٹل میں قیام ہوا۔ اس ہوٹل میں خاتون کی نظر  
ایک عورت نوجوان پر پڑ گئی جس کا مراء حسن و قدرت کے اعجاز کا ایک عجیب ظہر تھا۔ چند دن کے بعد  
خاتون نے اپنے باپ سے چپکے سے کہا کہ وہ نوجوان اس سے محبت کرتا ہے اور شادی کرنے پر آمادہ ہے  
لیکن ابھی اس راز کو کسی پر ظاہر کرنا نہیں چاہتا۔

باپ کو اس خبر سے نہایت مسرت ہوئی۔ اور اس نے اس راز کو مخفی رکھنے کا وعدہ کیا۔ اس دن  
سے خاتون کی محبت میں غیرت انگیز تبدیلی پیدا ہونے لگی۔ اب وہ ہر وقت مسرت اور نشاط سے مہموم  
رہتی۔ خوشی خوشی کھانا کھاتی۔ اودھ دیکھتے دیکھتے ہر کسی صحت میں اپنی تبدیلی ہو گئی۔ کہ بیٹوں کا ایک  
پرہیز دھا بچہ ایک سو قد نازین کا گداز اور پھر ہوا بدن چل گیا۔ وہ روز اپنے باپ کے پاس قہقی تھی  
لاتی اور کہتی کہ یہ اس کے منگیترنے پر یہ بھیجا ہے کچھ دن گزرنے کے بعد ایک دن اتفاق

اس کا باپ اور وہ فوجیں کہیں کبھی ہو گئے۔ اس کا باپ ہنارت بہاک اور محبت سے فوجان سے صاف  
کے لئے بڑھا۔ لیکن فوجان اس سے بالکل انجان آدمی کی طرح ملا۔ اس پر اس کو تعجب ہوا۔ اور اس نے  
اپنا تعارف کر لیا کہ ”جس لڑکی سے آپ عقد کرنا چاہتے ہیں۔ میں اس کا باپ ہوں۔“ ”خدا کی قسم  
میں نے آپ کی لڑکی کی صورت بھی نہیں دیکھی اور بات چیت تو ورکنار۔ یہ آپ کیا فرماتے ہیں“  
فوجان نے جواب دیا : ”فوجان کا یہ جواب سن کر وہ سخت شرمندہ اور اپنی لڑکی سے بدظن ہوا۔ فوراً  
ہوٹل میں واپس آیا۔ اور لڑکی سے اس واقعہ کی حقیقت پوچھی۔ لڑکی باپ کی زبان سے اس واقعہ کا  
ذکر سننے ہی زور سے چیخ مار کر زمین پر گر پڑی۔ اس پر غشی طاری ہو گئی۔ کچھ دیر کے بعد جب ہوش  
ہوا تو اس نے کہا : ”یہ منگنی کا قصہ بالکل خیالی ملاؤ تھا۔ اسکی کوئی اصل نہیں ہیں۔ یہ بشرین خواب  
محض اپنی طبیعت بہلانے کے لئے تصنیف کیا تھا۔ اس خواب کو سچ کر نیکے لئے میں اور بھتی تحفے اور ہر  
خریدتی تھی اور خیال کرتی تھی کہ یہ میرے چاہنے والے نے بھیجے ہیں۔“

یہ واقعہ ”خیالی ملاؤ“ کی عمل کا فرمایوں پر ایک نیا طبع محبت ہے ۔  
اسی قسم کا واقعہ ایک ڈراما کے ہیرو ”روڈلف والٹینو“ سے متعلق ہے۔ اسکی عجیب غریب سیرت  
رکیرکٹر جو دلہا میں دکھلائی گئی تھی۔ اس قدر جاذب قلوب ہوئی۔ کہ متعدد عورتیں اس پر عاشق ہو  
گئیں۔ حالانکہ اس شخصیت کا وجود محض ڈراما کے عالم خیال میں تھا۔ اسکی ایک شہانہ عاشق خاتون کے  
متعلق جب یہ راز کھل گیا کہ وہ ہر وقت اسکے عشق میں گرفتار رہتی ہے تو اسکے لئے یہ افسانے رن  
نا قابل تحمل ہو گیا اور اس نے خودکشی کر لی ۔

کیا ان واقعات کے بعد بھی تم اس ”خیالی ملاؤ“ کے عمل اثرات کی نگریب کر سکتے ہو ؟



## نجوم

مستقبل کے حالات جاننے کے لئے سب پر ناظر نفع نجوم کا ہے۔ مندرجہ ذیل قواعد سے  
ہر شخص کی قسمت جیت اور عادات کا پتہ لگا جاتا ہے۔ جو ان بارہ ستاروں میں سے جو مومن کے گرد  
گردش کرتے ہیں کسی کے زیر اثر پیدا ہو جسکی پیدائش کی تاریخ و ستاروں میں واقع ہو۔ وہ ان  
دونوں ستاروں کے زیر اثر ہوتا ہے ۔

۱۔ ۱۹ جنوری سے ۲۰ فروری تک - کسی وجہ تک علمی قابلیت مستقل ارادہ والا - صاف گو - خوش مزاج محبت والا - مگر دبی دل - خون کی کمی - ٹانگوں اور ٹخنوں کی تکلیف کا احتمال - بدن کے جوڑ ٹوٹ جانے کا ڈر - پھوٹی عمر میں ہی بہن یا بھائی کا مر جانا - یہ لوگ بطور حاکم کے اچھے رہتے ہیں - عموماً آزاد اور خود مختار ہوتے ہیں - عمر کے پہلے حصہ میں غریب لیکن بعد میں امیر

۲۔ ۱۹ فروری سے ۲۰ مارچ تک - یہ لوگ ترقی کر کے کسی اعلیٰ رتبہ پر پہنچنے کے اہل - لیکن بے صبر - آرام پسند - وہی اور تیز مزاج ہوتے ہیں - قوت ارادہ زبردست ہوتی ہے - لیکن جلد بدل جاتی ہے - جوڑوں میں درد اور زکام کی اکثر شکایت - چھوٹ کی بیماریوں کا شکار جلدی ہو جاتا ہے - عموماً ماں باپ کسی شخصیت کا باعث ہوتے ہیں - زندگی میں بہت تبدیلی واقع ہوتی رہتی ہے - جس قدر زیادہ سفر کریں - اسی قدر زیادہ فائدہ ہوتا ہے -

۳۔ ۲۰ مارچ سے ۲۱ اپریل تک - یہ لوگ عموماً اچھے تقار - سخی - دلیر رہتی اور مستقل مزاج لیکن کسی حد تک خود غرض - حاسد اور تند خد ہوتے ہیں - دوسروں کے کیر کیز کا اندازہ لگانے میں بھی بڑی غلطی کرتے ہیں - ایسی بیماریوں کا درجن کا اثر سر پر ہو مثلاً سردرد وغیرہ - اوائل عمر میں حیا وغیرہ تکلیف دیتے ہیں - ایسے لوگوں کو فوجی - بحری یا قانونی پیشہ سب سے زیادہ مفید ثابت ہوتا ہے -

۴۔ ۲۰ اپریل سے ۲۰ مئی تک - یہ لوگ عام طور پر بڑے ہنسی اور ہنر مند دھرمی ہوتے ہیں - خواہشات بڑی زبردست ہوتی ہیں - اپنے کام میں بڑے سخت ہوتے ہیں - خانگی معاملات میں بڑے تجربہ کار - زندگی میں بہت تبدیلی - ایسے لوگوں کو خرید و فروخت میں بڑا نفع ہوتا ہے - قانونی کارروائی سے نقصان -

۵۔ ۲۰ مئی سے ۲۱ جون تک - یہ لوگ منزول ارادہ والے - چالاک اور کسی حد تک بے ایمان ہوتے ہیں - دوسری صنف کے لوگ انہیں بہت پسند کرتے ہیں - دماغی خرابی بوجہ فکر اور تپش یا کسی اور بیماری کا اندیشہ جین کا اثر بھائی پر ہو - پوشیدہ محبت اور اسکی وجہ سے مصیبت پیشہ اکثر کوکری - شاوی سے قیمت میں تبدیلی آ جاتی ہے -

۶۔ ۲۱ جون سے ۲۲ جولائی تک - یہ لوگ کم گو - تنہائی پسند - تلخ مزاج - بے صبر اور مطلق العنان ہوتے ہیں - غیر لوگوں اور نیکوں میں گزارہ کر سکتے ہیں - آنکھوں کی بیماریوں اور اعضاء فاسل جڑ بھانے کا اندیشہ گھبراہٹوں کا شکار بڑی محبت - خرید و فروخت کا کام بہت فائدہ مند - یہ لوگ اکثر زور دہ زور دہانہ خاںک سمنند کا سفر بہت کرتے ہیں - سمنند دان کے لئے خطرناک بھی ہے -

۷۔ ۲۱ جولائی سے ۲۰۔ اگست تک۔ یہ لوگ اپنی قابلیت سے بڑے بڑے عہدوں پہنچے ہیں۔ صاف گو طاقت کے خولان۔ قدر سے تلخ مزاج۔ محبت میں مستقل۔ خواہشات زبردست۔ لیکن قابو میں۔ زندگی میں بڑے بڑے کام کرتے ہیں۔ اکثر ایک کسی مصیبت کا باعث ہوتا ہے۔ زندگی کا فریضہ دیکھ بھال کر بنائے۔ دل کی بیماری اور بطنی کا اندیشہ۔

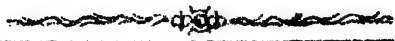
۸۔ ۲۱۔ اگست۔ ۲۰ ستمبر تک۔ یہ لوگ اچھے نقاد۔ اور عاقل ہوتے ہیں۔ انہیں انصاف کا بڑا خیال ہوتا ہے لیکن چھوٹی چھوٹی باتوں پر حد سے زیادہ توجہ دیتے ہیں مستقل مزاج لیکن دوسروں کے بہکانے میں آجاتے ہیں۔ یادداشت اچھی ہوتی ہے۔ بحث چھٹی طرح کر سکتے ہیں۔ ان لوگوں کے اکثر پرستہ دار غریب ہوتے ہیں۔ یہ لوگ بطور سیکرٹری۔ اکاؤنٹنٹ اور بینکر کے اچھے رہتے ہیں۔ دل کی کمزوری۔

۹۔ ۲۱۔ ستمبر سے ۲۲۔ اکتوبر تک۔ یہ لوگ ایمان دار۔ نرم دل۔ نازک خیال۔ موجد لائق لیکن حسد اور بھاد کے بڑے اچھے ہوتے ہیں۔ اولاد زبردست اور نیک محبت ہے۔ بڑھاپے میں اکثر خانگی مصائب۔ عموماً چھوٹی عمر میں ہی باپ مر جاتا ہے۔ عمر کے دینیان حصہ میں بڑی تبدیلیاں۔ یہ لوگ عام طور پر اکثر آرٹسٹ اور ڈاکٹر ہوتے ہیں جسم میں درد وغیرہ اکثر رہتا ہے۔

۱۰۔ ۲۱۔ اکتوبر سے ۲۰۔ نومبر تک۔ ان لوگوں کی طبیعت لڑائی جھگڑا اور تباہی کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہے۔ یہ لوگ ہر بات میں اعتدال سے تجاوز کرتے ہیں۔ جلدی۔ لالچی اور مغرور۔ اکثر زحمت لئے شادی کرتے ہیں۔ تجارت میں نفع۔

۱۱۔ ۲۱۔ نومبر سے ۲۲۔ دسمبر تک۔ یہ لوگ نیک خور صاف گو اور بڑے انصاف پسند ہوتے ہیں۔ علم کے شوقین اور اسی کے ذریعہ ترقی کرتے ہیں۔ اولاد کم ہی ہوتی ہے۔ اوائل عمر میں بہت سی مشکلات لیکن بعد میں آرام۔ اکثر ایک کسی مصیبت کا باعث ہوتا ہے۔ گتھیا اور چھاتی کی بیماریوں کا اندیشہ۔

۱۲۔ ۲۱۔ دسمبر سے ۲۰۔ جنوری تک۔ ہمتی۔ عقیل۔ محنتی اور طاقت کے خواہشمند۔ غیر لوگوں میں شہرت ہے لیکن دوستوں میں خوب بولتے ہیں۔ مردوں کو اس قسم کی عورتوں اور عورتوں کو اس قسم کے مردوں سے خبردار رہنا چاہئے۔ گورنمنٹ آفیسر بڑے اچھے رہتے ہیں لیکن قسمت زیادہ تر زندگی کے ساتھ مختصر ہوتی ہے۔ بڑھاپے میں بہت تبدیلیاں۔ جو وغیرہ ٹوٹ جانے کا اندیشہ پاؤں اور ٹخنوں کی تکلیف۔





## دلّٰل کی رُوح

بہت سے ناظرین شاید اس امر پر یقین نہ کریں کہ جو مظلوم بیگناہ مائے جلتے ہیں۔ ان کی رُوح جس حصولِ انتقام کے لئے مقامِ واردات کے قُرب جوار میں ہی بھگتی پھرتی ہے۔ اور وقتاً فوقتاً عوام لوگوں پر اپنی موجودگی کا اظہار کرتی ہے بعض اوقات لوگ ان پر گشتہ رُوح کو بھوت پریت کے نام سے یاد کرتے ہیں کبھی دغہ پر افسر رجرلیم کا اپنی کی بدولت انکشاف ہو چکا ہے۔ پاکستان کے مشہور رسالہ ”ورلڈ وائڈ میگزین“ میں ایک صاحب اپنا چشم دید واقعہ اس طرح پیش کرتے ہیں۔

سنہ ۱۹۶۲ء کا ذکر ہے۔ گرمیوں کے موسم میں ہمارا سردے کمپ ایک غیر آباد جنگل کے کنارے نصب تھا ہمارے کمپ کے پاس ایک خوشما جھیل تھی۔ موسم گرما اور تمازت آفتاب کی وجہ سے اس کا پانی خشک ہو گیا تھا۔ تاہم اس میں کچھ دلّٰل باقی تھی۔ ایک خوشگوار شام کو جبکہ آفتاب غروب ہو رہا تھا۔ ہوا میں قدرتی خشکی تھی۔ میں اپنی آرام گُرسی پر جھیل کے کنارے جا بیٹھا۔ میں چپ چاپ بیٹھا قدرت کے نظارے دیکھ رہا تھا۔ کہ آہستہ آہستہ رات کی تاریکی نے اپنا سکہ جانا شروع کیا۔ مجھے جھیل کے وسط سے ایک ٹھوں سا اُختار دکھائی دیا۔ یہاں تک میری نظر کے سامنے قد آدم بلند ہو گیا۔ اور سرک کی طرف چل دیا۔

میں نے اس عجیب غریب منظر کو دیکھتے ہی ایک جھجھکی ماری اور اپنی گُرسی میں سے کود پڑا۔ اور کودتے ہی بے تحاشا اس سائے کے پیچھے ہو گیا۔ تھوڑی دُور سرک پر جانے سے مجھے سوائے چند جھاڑیوں اور دُور دراز کے خوفناک جنگلی رستوں کے کچھ بھی نظر نہ آیا۔ بس نہایت پریشان تھا۔ کہ کیا معاملہ ہے آخر چپ چاپ جا کر اپنے خیمہ میں سو رہا۔

دوسرے دن حسبِ معمول سارا دن اپنا کام کر رہا۔ اور کسی سے اس واقعہ کا ذکر نہ کیا۔ تاکہ لوگ مجھے کمزور دِل اور وہمی خیال نہ کریں۔ تمام دن گزر گیا۔ پھر شام ہوئی میں دن بھر کا تھکا مَٹا اپنے کمپ میں بیٹھا۔ اپنے ایک شکاری دوست سے کہیں ہانک رہا تھا۔ اور میرا دوست مجھے اپنے شکار کے عجائبات سن رہا تھا۔ کہ یہیں دُور سے گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز سنائی دی اور چشمِ دن میں ایک بوڑھا گاڑی بان پنتا ہوا ہمارے پاس آگرا اور جھٹ سنبھل کر کہنے لگا۔

بھائی! میں نے ابھی بھی ایک بھوت دیکھا۔ لیکن جب اس نے ہمیں طنزاً اُسکراتے دیکھا تو کہنے

لگا کہ شاید تم محفل سمجھتے ہو۔ نہیں نہیں میں متنبہ ثبوت دیکھتا ہوں کہ وہ بھوت و دیول تک میری گاڑی پر چڑھا آیا ہے۔ ہم اس کی سبب زدہ شکل کو بغور دیکھ رہے تھے کہ اُس نے اپنا سلسلہ کلام شروع رکھتے ہوئے کہا۔ تم جانتے ہو کہ یہ راستہ جنگل میں سے چل کر تھانا ہوا پرے ایک میدان میں پہنچتا ہے اور وہاں ایک غیر آباد جھونپڑی بھی ہے جس کو تم نے دیکھا ہوگا۔ آج جب میں اپنی گاڑی لے کر اس سے آ رہا تھا۔ تو جب اس جھونپڑی کے قریب پہنچا۔ تو میرے گھوڑے نے بدکنا شروع کیا۔ آخر میں نے مشکل ان کو چلایا۔ جب میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ تو مجھے ایک لمبا سیاہ نظر پڑا جب میں زیادہ غور سے دیکھا۔ تو مجھے ایک عورت سیاہ کپڑوں میں لبوس اس ویرانہ میں جھونپڑی کے پس نظر پڑی۔ وہ میرے دیکھتے دیکھتے فوراً میری گاڑی پر آ کر بیٹھ گئی۔ پہلے تو میں نے خیال کیا کہ کسی لڑکی کے شرارت ہے مجھے ڈرانا چاہتا ہے۔ لیکن اس میں شک نہیں۔ کہ میں ڈر گیا۔ وہ میں نے ڈرتے ہوئے چلا کر پوچھا۔ تم کون ہو کیا چاہتے ہو؟

لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ آخر میں نے منہ موڑ کر اپنے اس عجیب غریب مسافر پر نگاہ ڈالی۔ تو میری خرابائی کی کوئی حد نہ رہی۔ لڑکوں میں قسمیت کہتا ہوں کہ عمر بھر میں کبھی ایسا نہیں دیکھا۔ وہ زمین نے کبھی ایسا عجیب منظر دکھا ہے میں خوف سے پھرتا اٹھا۔ حتیٰ کہ ہم اس خشک جھیل کے پاس پہنچ گئے۔ اور مجھے میرے پیچھے کچھ آہٹ معلوم ہوئی۔

میں نے ڈرتے ڈرتے مڑ کر دیکھا۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ یہ خوفناک مسافر چپ چاپ گاڑی پر سے اتر گیا۔ اس جھیل کی دلدل میں غائب ہو گیا۔ سب سننے والے اس کی پہچانی سن کر منہ پر پڑے۔ میں بھی دوسرے کے ساتھ ہنس پڑا۔ کیونکہ اگر میں بھی اپنی چشم بید کہانی سنا دیتا۔ تو یہ لوگ اور بھی محفل کرتے کہ دو بیوقوف مع ہو گئے ہیں۔

ایسی طرح دو ہفتے کے بعد پھر اسی دو اور مختلف وضع کے آدمی ہمارے کیمپ میں آئے۔ ان میں سے ایک امریکن پادری تھا۔ ایک انگریز مسٹر ریٹھا۔ ان دونوں نے بھی ہی تصدیق کیا۔ آخر باقی ساتھیوں کے دلیں بھی کچھ خیال پیدا ہو گیا۔ اور ہم نے ایک بان ہو کر فیصلہ کیا۔ کہ ہم اس عجیب غریب بھوت کا پتہ لگا بیٹھیں۔ کیونکہ ہم سب ایک ہی نتیجے کو پہنچے تھے۔ یعنی وہ ہر وعدہ اس جھیل کی دلدل میں غائب ہوتا تھا۔ اور وہ دلدل اب بالکل خشک ہو چکی تھی۔ اس لئے ہم نے جھیل کی دے کو کھودنا شروع کیا۔ باقی لوگ ہمیں کھودا دیکھ کر محفل اڑاتے اور ہنستے ہیں۔ لیکن ہم نے پرواہ نہ کی اور دستور اپنا کام جاری رکھا۔ کمال دو گھنٹہ تک ہم لگاتار کھودتے رہے کچھ سُرُخ نہ ملا جبکہ اچانک اس نے کھے کو چوڑا

زور سے چیخ ماری۔ ہم نے جو دیکھا۔ تو اسکے سیلے کے ساتھ ایک لمبی ہڈی بکلی۔ ہم سب اس طرف دوڑے اور چند منٹ میں وہاں سے سب مٹی مٹا دی۔ تو ایک عورت کا پورا دھا پورا نظر آیا۔ اس دھا پنے کا سر نڈر دھکا۔ اسکی ایک انگلی میں تین سونے کی موٹی گر بھدی انگلیاں تھیں۔ ہم نے وہ سارا دھا پنے نکال کر کچھ دفن بعد پولیس کے سپرد کر دیا۔

قصہ کو تاہ پولیس نے بہت کم کوشش کی۔ اور اس عجیب غریب پراسرار واقعہ کا سراغ نکال دیا۔ امر واقعہ یہ تھا۔ کہ اس واقعہ سے چار سال پہلے اس ویران جھونپڑی میں ایک گڈیا اپنی بیوی ساتھ رہتا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد اسکی بیوی اچانک گم ہو گئی۔ ہمسایوں اور دوستوں نے پوچھا کہ مہناری بیوی کہاں گئی؟

اُس نے کہا۔ کہ میں کچھ بیمار رہتا ہوں۔ اس لئے میں نے اپنی بیوی کو بلورن بھیج دیا ہے۔ اور میرا ارادہ ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد میں بھی بلورن چلا جاؤں۔ مگر کچھ دنوں کے بعد وہ بھی غائب ہو گیا اور بلورن نہ پہنچا۔ تسمایہ میں جا بسا۔

آخر پولیس نے ان تھک کوشش سے اُسے تسمایہ سے گرفتار کر دیا اور عدالت میں پیش کیا۔ اس عورت کا دھا پنے بغیر کے اُسے دکھلایا گیا۔ اُس نے اپنے جرم کا اقرار کرتے ہوئے بیان کیا۔ کہ یہ میری بیوی تھی۔ مجھے اسکے چال چلن پر شک گزرا تھا میں نے اس کو قتل کر کے اس پھیل میں دفن کر دیا تھا۔ آخر واقعات کی بنا پر جج نے اُسے پھانسی دیدیا۔

————— ❦ —————

## ایک رباب کا بیٹے سے خط

میرے لڑکے! میں تم سے لہجہ کرتا ہوں۔ کہ اگرچہ بعض اوقات تم مجھ کو مشتبہ نظروں سے دیکھتے ہو۔

میرے متعلق ہمیشہ یہ خیال بدل نہیں رکھو۔ کہ میں مہنار رباب ہونے کی حیثیت سے تم سے کوئی خود غرضانہ خواہش نہیں رکھتا۔ بلکہ مہناری ذات اور مہنارے مفاد میرے محبوب ترین خزانے ہیں۔ میں مہناری خواہشات کو ہلاک کرنے کے لئے مہنتیں نہیں روکتا میں جانتا ہوں۔ کہ بہتیں تباہ کرنے کے لئے اس قدر تیز ٹوٹوان آئیں گے۔

میں بہتیں محض غلام بنانے کے نہیں مصلے ہوئے ہوں۔ میں بہتیں دکھ پہنچاتا ہوں۔ تاکہ

ہتھیں اس سے زیادہ لگھ سے بچاؤں •

تم ایسے تجربہ کار اور ہوشیار آدمیوں کے قدم بقدم چلنے کے لئے زندہ رہو گے جو ایسے کام کر سکتے ہیں جن کو میں نہیں کر سکا •

لیکن اے میرے بیٹے! اگرچہ ہتھیں غیر لوگ مسخہ کر رہے ہیں۔ تم یہ جان لو کہ میں ہی وہ اکیلا دوست ہوں جو ہتھیں کبھی گزند نہیں پہنچاؤنگا •

میں ہتھیں نہ مضر پہنچاؤں گا نہ خراب کر دوں گا • اور نہ ہی دھوکا دوں گا • جو کچھ تم سے مل سکتا ہے۔ اس کو بیکر تم کو چھوڑ نہ دوں گا •

میں ہتھیں اند لوگوں سے زیادہ تر ہٹو دیکھائی دوں گا • لیکن پردہ دنیا میں کوئی ایسا انسان نہیں جو مجھ سے بڑھ کر تم سے اعلیٰ رکھتا ہو • میرے لئے جب کبھی تم مجھ پر شبہ کرو۔ تو میں تم سے بھی کہوں گا • میرے متعلق حقیقت ہمیشہ یاد رکھو • کہ جب تم نے میری عمدہ چیز خطاؤں اور توہم کو دیکھ بھال کیا ہو میں تمہارا بے لوث محبت دوست رہوں گا •



## برہماند سماچار

چینی آدمی بتی کی آنکھوں کو دیکھ کر وقت کا اندازہ کر لیتے ہیں اور اس میں اس قدر جہالت رکھتے ہیں کہ ان کا اندازہ بالکل بھینک ہوتا ہے • اس حیوانی گھڑی کو دیکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ چون سوچ سمجھ لڑیں پڑا جاتا ہے اور روشنی تیز ہوتی جاتی ہے • بتی کی پتلی سکوڑتی جاتی ہے • اور آخر وہ ایک عمودی خط کی شکل اختیار کر لیتی ہے • دوپہر کے بعد جب سورج افق مغرب کی رخ کرنا ہے اور روشنی کم ہونی شروع ہوتی ہے تو بتی کی پتلی پھر پھٹنے لگتی ہے اور قریب مغرب وہ بالکل مدور ہو جاتی ہے •



دریائے پتل کی وادی میں چالیس چالیس فٹ لمبے ساپ ہوتے ہیں •



ایک ہزار مرتبہ فٹ لیس (۱۰۰) آدمیوں کے کھانا پکانے کے لئے کافی ہو سکتی ہے • اگر کافی کی

پہا لیاں روزانہ تیار ہوں۔ تو ستر برس تک کافی ہوگی۔ اگر دو سنگار روز سٹکانے کا کام لیا جائے تو ۵۰۰ برس تک کام دیگی + ۴۴۰ گیلن پانی کو بٹلنے کے درجے تک پہنچانے کے لئے حرارت پیدا کر سکتی ہے + پون پون کاؤنڈ کی ۷۰۰ اڈل روٹیاں پکا سکتی ہے + اگر اندھے سینے کی مشین میں اس سے کام لیا جائے تو دو مرغیوں کا کام دے سکتی ہے +

رُوس کے شہر ماسکو کے اکثر حصص میں ایک قسم کی گھاس ہوتی ہے۔ اس کے کھانے سے حیوانات پر بہوشی کا سا اثر ہو جاتا ہے۔ گھوڑے اس کو کھانے کے بعد تقریباً ہر حالت میں بہوش ہو جاتے ہیں۔ یا ایک گہری نیند کی سی حالت اپنٹا رہی ہو جاتی ہے۔ دیگر مویشی اس کو کھانے کے آدھ گھنٹے بعد بالکل بخیر ہو جاتے ہیں۔ گھنٹہ بھر تک اس کا اثر قائم رہتا ہے۔ اس کے بعد جانور پھر ہوشیار ہو جاتا ہے +

تین سال کی عمر تک انسان کا بھیجہ (۱۸۰) دفعہ بدلا جا چکتا ہے۔ بھیجہ کا بھورا مادہ سال میں چھ دفعہ بدلتا ہے۔ یعنی پرنے ذرت ٹوٹ کر دو ملن خون کے ساتھ نکل جاتے ہیں۔ اور نئے ذرات ان کی جگہ لے لیتے ہیں۔ ہر مرتبہ دماغ کی ساخت میں تھوڑی بہت تبدیلی ہو جاتی ہے۔ یہ اس غذا کے مختلف اجزاء کی ترکیب کی وجہ ہوتا ہے۔ جو نشان اپنی زندگی کے مختلف اوقات میں کھانا رہتا ہے۔ مثلاً کسی شخص کو بچ زیادہ مرغوب ہوا دیکھ کھائے۔ تو اسکے بھیجہ میں اس فاسفورس اسڈ کے ذرات بڑھ جائیں گے۔ جو بچ میں پایا جاتا ہے۔ اور بھیجہ اچھی حالت میں ہوگا۔ کیونکہ فاسفورس اسڈ بھیجہ کے لئے ایک اچھی چیز ہے۔ اگر کوئی شخص تین ماہ تک سیب بڑی مقدار میں کھاتا ہے۔ تو اس کا دماغ اعلیٰ درجہ کی حالت میں ہوگا۔ مگر دوسری طرف کا جو دماغ کے لئے مضر ہے۔ سیکنڈ اسڈ جو کھانا ہر سال میں ہوتا ہے بھیجہ کے لئے ایک مفید چیز ہے۔ اس طرح آب ہوا اور بخیم کا اثر بھی بھیجہ کی بناوٹ پر بہت ہوتا ہے۔ دسمبر اور مارچ کے موسم کی بناوٹ بہترین ہے اور اگست و اکتوبر کی بدترین ہے۔ مگر فرض کیا جائے کہ بچہ پانچ سال کی عمر سے صبح سمجھ سکتا ہے تو تیس سال کی عمر تک اگر اس نے کافی وقت سوئے تو اس کے دماغ میں خرابی پیدا ہوگی۔ تو اسکے دماغ میں ہر وقت ۱۹۲۰۰۰۰۰ کے قریب نشان یا پرے موجود ہونگے۔ اور جس نے بالکل ہی اس عمر میں دماغی کام کیا ہے۔ اسکے بھیجہ میں اس سے دو گئے نشان موجود ہونگے + عورتوں کا بھیجہ وزن میں مردوں کے بھیجہ سے

۵۔ اس کے قریب کم ہوتا ہے۔ مگر بہ نسبت مردوں کے بہتر حالت میں ہوتا ہے۔ اور اس کا وزن متناسبہ زیادہ ہوتا ہے۔ زیادہ عرصہ تک درست رہتا ہے۔ ساٹھ سال کی عمر میں عورتوں کا بھیجہ مردوں کی بہ نسبت بیس فیصدی بہتر ہوتا ہے۔

**سیونگ بینک**۔ اس وقت سلطنت برطانیہ کے تمام سیونگ بینکوں میں جو رقم جمع ہوئی اس کی مجموعی تعداد ۱۳۳۲ اب (۷۸) لاکھ روپے (۱۳۳) لاکھ روپے (۲۳) لاکھ روپے کے کچھ زیادہ ہی ہے۔

۱۹۲۴-۲۵ء میں کل ایک ارب تین کروڑ ۱۰ لاکھ کمال ہندوستان سے باہر بھیجا گیا جس میں سے جرمنی نے ۲۸ کروڑ ۹ لاکھ کا۔ اٹلی نے ۲۳ کروڑ ۳۴ لاکھ کا۔ اور فرانس نے ۲۰ کروڑ ۹۱ لاکھ کمال

۱۹۲۰-۲۱-۲۲ء میں مکینوں کے دیش بھارت سے ۵۶ ہزار ۹ سو ۹۶ حیوان غیر مالک بھیجے گئے ان کی قیمت (۷۸) ۵۶۴۰۸ روپے تھی۔

بھارت میں ۶۶ کروڑ دس لاکھ ایکڑ زمین میں کھیتی کی جاتی ہے۔ لیکن یہاں سیلوں اور بھینسوں کی تعداد صرف دو کروڑ چالیس لاکھ ہے۔ گویا ہر ایک پشوک کو اوسطاً ۱۹ ایکڑ زمین چوتنی پڑتی ہے۔ اس قدر کڑی محنت کرنیکے باعث ہی ہمارے ملک کے پشوں کے جسم میں بڑیاں باہر نکلی دکھائی پڑتی ہیں۔

غیر مالک کے لوگوں کے حصے میں اوسطاً فی کس ۱ چھٹا تک دودھ پڑتا ہے۔ لیکن ہر ایک ہندوستانی کے حصے میں ۱/۲ چھٹا تک سے زیادہ نہیں پڑتا۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بھی کو دودھ نصیب ہوتا ہے۔ اکثر کو خواب میں بھی دودھ لگی کے دشن نہیں ہوتے۔ گزشتہ ۶۰ سال کے اندر ہندوستان میں جہاں دیگر اشیاء کی قیمت سات گنا بڑھ چکی ہے۔ وہاں دودھ کی قیمت بیس گنا سے بھی زیادہ بڑھ چکی ہے۔

جن ممالک میں سچوں کو کافی دودھ مل جاتا ہے۔ وہاں سچوں کی شرح اموات نسبتاً کم ہے مثلاً ناروے اور سویڈن میں ۹ فیصدی۔ امریکہ میں ۵ فیصدی۔ یورپی لینڈ میں ۳ فیصدی

پتے مرتے ہیں۔ لیکن ہندوستان میں ۲۵ فیصدی پتے بچن میں ہی موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔

**امریکہ کے اخبارات :-** امریکہ میں ۲۳۱۳ روزانہ - ۱۳۴۸۲ ہفتہ وار - اور ۲۲۴۶ پندرہ روزہ ماہوار اور سہ ماہی اخبار شائع ہوتے ہیں۔ اس طور سے امریکہ کے تمام اخبارات کی میزان ۲۰۰۹۱ ہوتی ہے ۔ صرف نیویارک میں ہی ۱۷۲ روزانہ - ۹۶۴ ہفتہ وار اور ۹۸۸ پندرہ روزہ ماہوار وغیرہ اخبار طاکریم ۲۱۴ اخبار شائع ہوتے ہیں۔ وہاں عام اخباروں کی اشاعت ۴۰ سے ۷۲ ہزار تک ہوتی ہے۔ لیکن بارشوخ اخباروں کی اشاعت ۴۰ لاکھ سے بھی زیادہ ہے۔ اگر امریکہ کے تمام اخبارات کی اشاعت شمار کی جائے۔ تو ایک سال کے اعداد پندرہ اب تک پہنچ جاتے ہیں ۔ امریکہ میں ہر سات افراد کے لئے دو اخبار اور ایک میوزک اور سٹیمپٹا ہے وہاں اخبارات کے لئے ہر روز ایک لاکھ ۷۲ ہزار ٹن کاغذ ہتھمال میں لایا جاتا ہے۔ طرہ ماہوار ہے کہ ان اخبارات کے پرنے کاغذوں کو گلا کر ان کے لئے سنا کاغذ تیار کیا جاتا ہے۔ اور یہ کام اتنی جلدی ہوتا ہے کہ جس اخبار کا ایک نمبر کاغذ شائع ہوتا ہے۔ اسی کا تیسرا نمبر بھی اُسی کاغذ پر نکلتا۔

## ہندوستان کے متعلق دلچسپ اعداد و شمار

ہندوستان کا رقبہ ایک ادب سولہ کروڑ ۱۹ لاکھ ۱۹ ہزار ایکڑ ہے۔ اور یہ سارا ٹکچہ صوبوں میں منقسم ہے اور اس میں (۶۷۷) دیسی ریاستیں ہیں۔ ہر صوبہ کے متعدد اضلاع ہیں۔ ہر ضلع میں تین تین چار چار اور پانچ پانچ تحصیلیں یا تعلقے ہیں اور ہر تحصیل یا تعلقہ میں کسی کسی ضلع میں ہیں۔ ہر ضلع کا رقبہ اوسط ساڑھے ۴ ہزار مربع میل ہے ۔

ہندوستان کی آبادی کا ۹/۱۰ دیہات میں آباد ہے۔ اور صرف ۱/۱۰ شہر میں رہتا ہے۔ دیہات کا تعداد کا تقریباً اندازہ ۷ لاکھ کیا ہے۔ اگر کوئی شخص ہر روز ایک سہ یا موضع دیکھے تو اُسے یہاں تمام دیہات یا موضع کے دیکھنے میں ۱۹۲۷ سال لگ جائیں ہندوستان میں ۳۱ بڑے شہر ہیں جن کی آبادی ایک لاکھ سے زائد ہے۔ اس سرزمین کا وسعت رقبہ کا صحیح اندازہ لگانا ہو۔ تو بعض بڑی بڑی سلطنتوں اور شہروں سے مقابلہ کر لیجئے ۔

رقبہ بحساب ایکڑ

نام ملک

۱۱۶۲۹۱۹۰۰۰

ہندوستان

رقبہ بحساب ایکڑ	نام ملک
۲۰۰۰۰۰۰۰۰۰	یورپ
۱۹۰۳۲۹۹۰۰۰	برائیت نامے متحدہ امریکہ
۹۰۳۹۶۲۰۰۰	آسٹریلیا
۲۳۹۷۰۸۲۰۰۰	کینیڈا
۱۳۳۵۹۲۰۰۰	جرمنی
۱۳۰۸۵۲۰۰۰	فرانس
۱۵۰۲۷۲۸۰۰۰	چین
۱۹۶۸۷۲۰۰۰۰	جاپان

گویا ہندوستان جرمنی سے سات گنا بڑا ہے

## ہندوستان کا دیگر ممالک کے مقابلہ

ہندوستان جرمن سلطنت سے ۷ گنا۔ جاپان سے ۱۱ گنا۔ جزائر برطانیہ سے ۵ گنا زیادہ بڑا اور راجشاہ روس (براعظم یورپ کے برابر ہے)۔

- ہندوستان میں ۷ لاکھ دیہات اور چھ سو ستتر ہزار رہائشی ہیں
- ہندوستان کی آبادی دنیا کی مجموعی آبادی کا پانچواں حصہ ہے
- ہندوستان کی آبادی ولایات متحدہ کی آبادی کے برابر ہے
- صرف احاطہ مداس اور میسور کی آبادی جاپان کی آبادی سے زیادہ ہے
- صرف احاطہ ممبئی کی آبادی۔ سپین اور پرتگال کی مجموعی آبادی سے زیادہ ہے
- ہندوستان میں ہر تین میل کی اوسط آبادی ۷۷ ہے۔ اگر ہینٹ میں ۲۵ آدمی پر نظر ڈالی جائے۔ تو پورے ہندوستان کی آبادی دیکھنے کے لئے ۳ برس کا زیادہ درکار ہوگا
- ہندوستان دس میں ۹ حصہ آبادی دیہاتوں میں رہتی ہے
- ہندوستان میں ایک لاکھ سے زیادہ آبادی رکھنے والے ۳۱ شہر ہیں
- ہندوستان کی کل آبادی ۲۱۹۳۶۱۰۰۰ ہے



## ایک س مین وستان میں کتنے جانور مارے گئے

گائے کشی کے متعلق دیل ہلائیے والے اعداد و ازیں یکم اپریل ۱۹۲۳ء تا ۳۱ مارچ ۱۹۲۳ء

نام شہر	گائے	بھینسے	بیل	بھڑکے	بھڑکے۔ بکری
کلکتہ	۸۳۶۲۱	۴۳۵۴	۰	۲۳۳۵	۲۶۲۰۷۴
ممبئی	۳۳۷۲۳	۱۱۳۹۶	۱۳۳۵	۰	۷۸۶۳۴۲
شاہجہانپور	۲۵۶۵۳	۰	۰	۰	۰
دہلی	۲۹۵۶۵	۰	۰	۰	۱۹۰۷۸۹
ہوڑہ	۱۳۱۵۴	۱۴۷	۰	۰	۱۰۲۹۱
لاہور	۶۳۲۲	۴۵۶۶	۵۴۶	۰	۱۹۸۹۴۹
سیالکوٹ	۶۲۵۶	۰	۰	۰	۲۶۴۹۲
شولاپور	۵۱۹۰	۳۵۱۰	۲۶۵۵	۰	۶۸۱۶۴
میرٹھ	۵۰۶۲	۲۴۳۸	۱۲۴۷	۷۰۶	۱۴۴۲۷
کانپور	۵۹۱۴	۱۱۷۱	۲۴۴۴	۳۴	۴۳۸۹۰
لکھنؤ	۲۴۸۵	۷۲۱۵	۱۴۵۷	۰	۸۰۲۲۳
رنگون	۶۷۵۳	۱۳۶۳	۱۷۵۸	۸۱۲	۱۵۲۵۵۴
کراچی	۲۳۸۲	۱۷۳	۲۲۱۶	۶۰۸	۱۵۹۷۶۸
بھڑانچ	۲۴۲۴	۱۶۸۱	۷۹۶	۰	۸۵۸۹
گود	۲۲۶۰	۲۸۵۰	۲۴۵۷	۳۰۲۹	۴۳۳۶۳
گورکھپور	۲۱۸۰	۱۹۶۶	۱۷۶	۰	۳۶۹۲۴
متھرا	۱۲۲۴	۱۲۲۷	۲۴۹۲	۵۰۸	۸۲۰۴
دھاکہ	۲۶۴۳	۰	۸۰۶	۵۶۴۲	۲۸۸۴۲
ترچنپالی	۲۹۹۴	۶۱	۱۲۴۳	۰	۹۲۹۷۷
میسور	۶۸۲	۵۷۰	۲۰۸۶	۰	۵۳۲۴۱
منٹھیر	۲۶۷	۵۸۸	۴۴	۰	۱۶۳۹۰
شکارپور	۴۱۸	۴۸۸	۲۸۹	۰	۳۴۴۶۰
وزیکاٹم	۱۰۸۰	۹۲۰	۳۷	۳	۱۸۷۹۳
جبل پور	۹۶۴۰	۰	۰	۰	-۱۹۹۷۹

## کتے کے قد کے برابر اونچے ٹوٹ

شمالی رجزیرہ ٹٹ لینڈ کے ٹوٹا گھوڑوں کی اقسام میں ایک خاص وضع کا ٹوٹ ہوتا ہے یہ ٹوٹ بہت ہی پست قد ہوتا ہے۔ سب بونا ٹوٹ سینٹ بزارڈ کتے سے زیادہ اونچا نہیں ہوتا۔ یہ ٹوٹ چونکہ شمالی اسکاٹ لینڈ کے بحر میداں میں پیدا ہوتے اور وہاں ہی پرورش پاتے ہیں۔ اس لئے اپنی زندگی کے پہلے دو سال میں یہ ٹوٹ بالکل نیم وحشی جانوروں کی طرح اپنی زندگی بسر کرتے ہیں اس لئے فطرتاً ان کے تمام جن بڑے تیز ہوتے ہیں جیسے کہ ہر ایک وحشی جانور کے ہوتے ہیں۔ ان ٹوٹوں کے دلیس طوفان بارش گھٹا اور برف کسی چیز کا بھی ڈر نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ قدرت نے ان کو ایسا کھرمہ کوٹ (بال یا کھال کی پوشش) عطا کر دیا ہے کہ جو ہر ایک موسم کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

جب یہ ٹوٹ خوب نشوونما پا کر اپنی جوانی کو پہنچ جاتے ہیں۔ اور موسم سرد میں ان کو فروخت کر کے لئے اکٹھا کیا جاتا ہے۔ تو وہ وحشی جانوروں کی طرح بڑول بن جاتے ہیں۔ اور بعض وقت اسے سرکش اور خوفناک بن جاتے ہیں کہ جس آدمی کی سپردگی میں ہوتے ہیں۔ اس کو ان پر قابو رکھنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ ٹوٹ جب شرارت پراتے ہیں۔ تو اپنی بلندی کے برابر اونچائی تک کود جاتے ہیں۔ اور اگر ضرورتی ہو۔ تو سیدھے کھڑے ہو کر اپنی دونوں انگلی ٹانگوں سے اپنے محافظ کو ضرب پہنچا دیتے ہیں۔

خبردار بہت چھوٹے قد کے ٹوٹوں کو بہت ہی زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ کان کی زبینوں میں کام کر سکتے ہیں۔ جرمنی کے جنگ عظیم سے پہلے اپنے بونے ٹوٹوں کی قیمت فی ٹوٹ تین سو روپے یا چار سو روپے تھی۔ ان ٹوٹوں کا قد تو چھوٹا ہے۔ مگر ان میں طاقت حیرت انگیز طور سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اور ان کی طاقت سے بھی ان کی ندی جھڑات اور شہقت پسندی زیادہ تر قابل قدر سمجھی جاتی ہے۔ اس لئے یہ کام اپنی عقل حیوانی سے اسی طرح کرتے ہیں۔ کہ جیسے کوئی قسم کا کتا بھیڑوں کے آگے لے جانے کے لئے کام کرتا ہے۔

معدن میں جانے کے بعد ان ٹوٹوں کو دھوپ کی شکل پھر سا ہوا سال تک دیکھنی نصیب نہیں ہوتی۔ مگر اس سے کسی طرح بھانسنے یا پریشان نہیں ہوتے۔ زمین سے نصف میل تک نیچے ایسے اصطلح اپنے جاتے ہیں۔ کہ جن میں ان کام کرنے والوں کی تعداد کئی درجن ہوتی ہے۔ یہ چھپ چاپ

طور سے دانہ چبائے جاتے ہیں۔ اور ایسے صاف تھومند اور چالاک نظر آتے ہیں۔ کہ پیشے وہ بڑے بڑے ٹوہوتے ہیں کہ جو بچوں کو اپنی نشست پر سوار کئے ہوئے باغ عامہ میں خراں خراں چلتے نظر آتے ہیں۔ یہ ٹوہ کام ایسے طور سے کرتے ہیں۔ کہ گویا خوب کھلائے ہوئے ہیں۔ ان کے سروں پر چرمی ڈپٹی چڑھا دی جاتی ہے۔ تاکہ جب وہ غمی چھت و لے راستوں کے اندر سے گزریں۔ تو ان کے سر چوٹ نکلنے سے بچے ہیں۔ ان کے پہلوؤں پر دو ٹلم ہڑے رہتے ہیں۔ کہ جن کو فوراً ان لوگی جالیوں میں لگا دیا جاتا ہے۔ کہ جن گاڑیوں کو آخر کار یہ ٹوہ کھینچیں گے۔ جب کچھ کام نہیں ہوتا۔ تو اپنے ڈرائیو کے بغیر بیٹھ جاتے ہیں۔ آپ دو دیکھ کر اس جگہ چلے جاتے ہیں کہ جہاں انکے کھانسیکے لئے دانہ رکھا رہتا ہے۔ کام کی سختی اور کان کی تیرکی سے ان کا دل اُداس نہیں ہوتا۔ یہ ٹوہ اپنے ڈرائیوروں سے بہت محبت کرتے ہیں۔ بلکہ ڈرائیور اور ٹوہ آپس میں بہت دوست معلوم دیتے ہیں۔

کان میں کام کرنے والے ٹوہوں کی عمر علی العموم طویل ہوتی ہے۔ کان میں دس سال تک کام کر کے بعد بھی اکثر ٹوہوں کو باہر سطح زمین پر مضبوط اور صحت مند اور سچوں کی گاڑیوں کو کھینچتے ہوئے دیکھا جاتا ہے۔ مثلاً ٹوہ ہے کہ معدن میں کام کرنے والے بعض ٹوہوں کی عمر تیس سال کی ہوئی۔ اور ایک مشہور ٹوہ کی عمر چالیس سال سے زیادہ ہوئی۔

## صنعت و حرفت

**ویسلیں پومیڈ**۔ چربی ۲۵۰ حصہ - سفید موم ۲۵ حصہ - دو تول کو نرم آگ پر گھلاؤ۔ اور پھر اس میں ۲۰۰ حصہ ویسلیں خوب اچھی طرح ملا دو۔ اور اس کے بعد حریف اشیا اس میں اور شامل کر دو۔ ”برگ ماٹ آئیل ۵ حصہ - میوٹڈ آئیل ۵ حصہ - جرنیم آئیل ۲ حصہ - لین آئیل دو حصہ“ آئیل تیار ہے۔ جو اپنی خوبی اور افادہ کے لحاظ سے بینظیر ہوگا۔

**بال عمر بھرنے آئیں** ربال اٹانیکا کریم ”انکوکل ۱۲ گرام - ایوڈین ۵۰ گرام کووڈیان Gold dione ۳۵ گرام - ٹرین ماژن آئیل ۵۰ گرام کیہ ٹر آئیل ۲ گرام ان سب کے ملا کر جس جگہ کے بال اڑنا منظور ہوں۔ وہاں متواتر تین یا چار دن تک روزانہ ایک دو مرتبہ لگاؤ۔ اور اس امر کا خیال رکھو۔ کہ روزانہ اسکی مقدار میں جو استعمال کی جائے۔ اضافہ نہ ہوتا

رہے۔ پھر کبھی ضرورت نہ ہوگی۔

**خوشبودار کارڈ بنانا۔** خوشبودار کارڈ بنانے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ ان کو تیز خوشبو کے "سچٹ پاؤڈر" *Sachet powder* میں چکاڑ لیکن اس طریقہ میں یہ عیب ہے کہ اگرچہ کارڈیں اس سے بہت تیز خوشبو پیدا ہو جاتی ہیں لیکن پاؤڈر بہت صرف ہوتا ہے اور پھر کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کہیں کہیں کارڈ پر چھوٹے چھوٹے دھبے پڑ جاتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ اس پاؤڈر کے اجزاء میں بعض تیل بھی شامل ہیں۔ خوشبودار کارڈ بنانے کا ایک دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ان کو نہایت تیز "اکسٹریکٹ ڈی آڈیو" میں کچھ دنوں تک بھگو دو۔ اسکے بعد کارڈ کو نکال کر فلٹرنگ پیپر کے بیچ میں کھکھریاؤ سے دباؤ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ ایک طرف تو کارڈ خشک ہو جائیگا۔ اور دوسری طرف ان میں کسی قسم کا سلوٹ وغیرہ بھی نہیں پڑے گا۔ دباؤ کسی ایسی چیز سے چاہئے جو اس کے لئے مناسب ہو بلکہ مناسب یہ ہے کہ ایک چھوٹے سے شکنجہ میں ان کو اس وقت تک بارہنے دو۔ جب تک کہ وہ سوکھ جائیں۔

**سوپ پاؤڈر :-** یلو سوپ ۶ حصہ سوڈا کرٹکس ۳ حصہ مونی کی خاک ۱۰ حصہ۔ سفلیٹ آف سوڈا ۱۰ حصہ پام آیل ایک حصہ جہانک نمک ہو۔ تو ان اجزاء کو پانی شامل کئے بغیر ملا چاہئے۔ اسکے بعد خشک ہونیکے لئے پھیلا دو۔ اور پھر موٹا موٹا پسک سفوف بنا لو۔

**انڈے خشک نیکی ترکیب :-** پہلے انڈوں کو اس طرح کوٹو۔ کہ سب پرکیماں صاف پڑے اور پھر تیلے تیلے ایکس کی شکل میں انڈے دودھ اور آٹا کی لسی پر پھیلا دو۔ اس ترکیب سے انڈے خشک خیرہ کی صورت اختیار کر لینگے۔ اب اس خیرہ کو مین کے مضبوط ڈبوں میں بند کر کے تھرنگر دو جب استعمال کی ضرورت ہو تو اس خیرہ کو پانی میں گھول لو۔ اور تازہ انڈوں کی طرح ان کا پھین نکال لو۔ اس صورت سے انڈے ساہا سال تک محفوظ رہ سکتے ہیں اور اس کے باوجود ان میں کسی طرح کی کوئی خرابی پیدا نہیں ہونے پاتی۔

**یو کلیٹس امبرویشن :-** اولک ایسڈ ۳۔ اونس - ٹین مارٹن آیل ۶۔ اونس

سالیوشن آف ایومینا ۱۲- اونس - یوکلپٹس آئیل ۳- اونس - سیلوشن آف پش ۶- اونس  
پانی ۸۰ اونس +

اکیڑنا آئمنٹ منٹ ۱- لائم اوکسائیڈ ۲- اونس - کلامین ۲- اونس  
لڈ پیرافین ایک اونس - بورک ایسڈ ۲- اونس - سافٹ پیرافین ۱۶- اونس  
کاربوئک ایسڈ ۱۲۰ گرام +

مختلف رنگ بنانے کی ترکیب - زرد - دھاک کے پھول پانی میں جھگو کر کچا  
مں چھانکر رنگ نیکر دھوپ میں خشک کریں + سبز - کائی جو پانی پر ہوتی ہے - ایک سیروق میں نیک  
نوشادر - پھنکری جو زن والا سفوف ڈیڑھ چھٹناک ملا کر ان کو خشک کریں + سیاہ - برادہ لٹا  
پانچ تولہ - پسی ہڑ ایک تولہ - نسیال ایک تولہ - پانی تین پاؤنڈ کرکھیں - سفید بعد پانی میں پیرا  
۶ تولہ پیل ۴ تولہ - کاجل ۳ تولہ - ملا کر خشک کر لیں + نیلا - پیل - ہرڈ - نسیال ملا کر سفوف کریں  
سرخ - لونگ دو تولہ موٹی موٹی کوٹ کر ڈیرھ پاؤ پانی میں پکا کر جب پاؤ بھر پانی رہ جائے - باریک  
جہندی پا پختہ ڈال کر پکاویں - پھر آدھ سیر اور پانی ڈال کر ہکا جوش دیکر مل چھان کر رکھیں - او  
صاف پانی دس سیر میں تیسو ایک سیر اتنا پکاویں کہ ایک تہائی پانی جل جائے - اصل چھان لیں -  
جہندی کے ایک حصہ میں تیسو کا تین حصہ پانی ملا کر آگ پر گاڑھا کر لیں اور برتن میں ڈال کر دھوپ کھائیں

مچھر کش تیل بنانا - گرمیوں کی راتوں کو مچھر نہایت تنگ کرتا ہے - اور ہر شخص اس کے  
آزار سے بچنا چاہتا ہے - اس لئے اگر یہ تیل بنا کر فروخت کیا جائے - تو مقبول فائدہ ہو سکتا ہے  
کیونکہ یہ مچھروں کو مارنے کے لئے اکسیر ہے - نسخہ حسب ذیل ہے :- ایو آئیل ۳ حصہ - گلیسرین  
ایک حصہ - آئیل آف پینی رائل ۲ حصہ - ایومینا ایک حصہ - اس کو استعمال سے پہلے خوب  
ملا لینا چاہئے - اور آنکھوں کو نہ لگنے دینا چاہئے +

چاندی کا ورخت :- نائٹریٹ آف سلور ایک ڈرام لیکر اس کو تین پاؤ پانی میں حل کر کے  
کسی کھلے برتن میں رکھ دو - اور اس عرصہ کے بعد اس برتن میں بارہ ایک ڈرام ڈال دو - تو

تھوڑی دیر بعد اس میں جوش آدھکا۔ اور اوپر کو اٹھ کر برتن کے جسم پر عمدہ سیل بوتلوں کی شکل میں نمودار ہو کر درخت کا سائین جاوینگا۔

کیسک بنانے میں بجائے انڈوں کے سرکہ استعمال کریں۔ آدھ پاؤد دودھ میں ایک بڑا چمچ بھر کر شامل کر کے کیسک بنائیں۔ یہ بالکل ایسا ہی کام دینگا۔ جو دوا انڈے دیتے ہیں۔

کم سرمائیہ سے روپیہ کمانے کی ترکیب :- بازار سے معمولی پٹری دھونے کا تیل توہ صابن لاکر باربیک ترائس کر پاؤ بھربانی میں ڈال دیجئے۔ اور ایک دو سکر برتن میں ایک پیرونہ تین توہ عمدہ تارپین کے تیل میں کوئلوں کی نرم آغ پر پکائے جب پیرونہ اور تیل خوب حل ہو جائے۔ تو اس میں چھ ماشہ زرد موم شامل کر لیجئے۔ جب موم بھی حل ہو جائے۔ تو صابن والا پانی ڈال کر جالیجئے۔ اب یہ نہایت عمدہ بوٹ پالش کا لوشن تیار ہو گیا۔ خوبصورت ڈبیوں میں بھر کر لیبیل لگا کر منفعت حاصل کیجئے۔

درختوں کو رنگنا :- حال میں جرمنی کے ایک شخص نے ایسی ترکیب نکالی ہے جس سے ہر درخت کو جیسا چاہو۔ رنگ دو۔ یہ ایک جادوین ہے کلڑی کے کاروبار میں انقلاب عظیم پیدا کر دی۔

ہر قسم کے اشجار پر پھال سے لیکر جگر تک اور جڑوں سے لیکر مٹھی تک اس عجیب و غریب ایجاد سے ایسا پختہ رنگ چڑھ جاتا ہے۔ کہ نہ پانی سے دھل سکتا ہے اور نہ کسی تیزاب سے اڑ سکتا ہے۔ مختلف اقسام کے درختوں پر تجربہ کر کے دیکھ لیا گیا ہے۔ اور اس طرح رنگی ہوئی کلڑی سے ہر قسم کی چیزیں بنیں۔ چھتری کے دستے میگکٹ کی ڈبیاں۔ اور دیاسلیاں جنکو بچنے لگی ہیں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس طرح رنگے ہوئے اشجار کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچتا۔ نہ وہ مرجھاتے ہیں نہ وہ سوکھ جاتے ہیں نہ ان کی نشوونما میں فرق آتا ہے نہ ان کے پھلنے پھولنے میں کوئی ہرج و مرج واقعہ ہوتا ہے۔ جگہ ان کی کلڑی پہلے سے زیادہ پائیدار اور سخت ہو جاتی ہے۔ رنگنے کا طریقہ بہت سیدھا سادہ ہے۔ شینے کی جڑ میں باغی چھ سولہ رخ کر دیے جاتے ہیں۔ تاکہ رنگے رنگے سے درخت کے اندر رنگ پہنچایا جائے۔ دو معمولی پیوں میں رنگ بھر کر درخت میں

لٹکا دیا جاتا ہے۔ ان میں سے رنگ بذریعہ نمکیوں کے سوراخوں میں پھنک کر دخت کے ہر رنگ و  
ریشہ تک جاتا ہے۔ چھوٹا دخت ہو تو دو روز میں اور بڑا ہو تو قریشا جا پانچ دن میں کام تکمیل کو پہنچ جاتا

لکڑی کی چیزوں پر لاکھ کا رنگ :- جو رنگ منظور ہو۔ اس رنگ لاکھ بازار  
سے لاکر ایک پیسا جاتے۔ اور اس میں مناسب مقدار سپرٹ (روح شراب) کی ڈال کر روٹی  
اور کپڑے کی پوٹی بنا کر اس مرکب کو کھڑی پر پھیریں۔ پہلے ہاتھ میں رنگ آجائیگا۔ اور دوسرے ہاتھ  
میں چمک پیدا ہو جائیگی۔ خشک ہونے پر سپرٹ آٹھ جائیگی اور لاکھ رہ جائیگی +

کتابوں سے داغ دور کرنا :- اگر سپرٹ آف سائٹ (جو ہر رنگ) ایک جڑ پانی  
چھ جو۔ ملا کر داغوں پر لکھائیں تو داغ دور ہو جائیگے۔ پھر داغ کی جگہ کو پانی سے دھو ڈالا جائے +

چکنائی کے داغ کاغذ سے دور کرنا :- داغ پر ایتھیر یا کبھی فائید آف واٹن و  
کی ہوئی (روح شراب) لگا کر داغ کے ہر دو جانب پسیدہ جاذب رکھیں۔ اور اس کو گرم لوہے سے  
دبا لیں۔ داغ دور ہو جائیگا +

ملمع کے لئے سفوف :- ایک اونس عمدہ چاندی کا باریک پتر بنا کر اس کو باریک  
کاٹ لیا جائے۔ دو اونس شورہ کا عمدہ تیزاب اور نصف اونس بارش کا صاف پانی باجم ملا کر اس  
میں پتر کے ریزے ڈال دیئے جائیں۔ اگر فوڈا عمل تحلیل شروع نہ ہو تو قدرے بارش کا پانی اور دیا  
جائے۔ اگر عمل تحلیل درمیان میں رک جائے۔ تو اور تھوڑا سا دھبی پانی شامل کیا جائے جب  
چاندی کے پتر بالکل حل ہو چکیں۔ تو پاؤ گین بارش کا محرم پانی اور ایک بڑا چمچ بھر سا بھر کا عمدہ  
نمک اسیں اور ملا کر خوب ہلایا جائے۔ اور پھر تیشین ہونیکے لئے چھوڑ دیا جائے جب کس چاندی  
یہ تیشین ہو چکے۔ تو سارا پانی تہی لگا کر نکھار دیا جائے۔ پھر کئی بار تازہ پانی ڈال کر ایسا ہی کیا  
جائے۔ یہاں تک کہ سفوف میں آئینہ کا مزا بالکل باقی نہ رہے۔ اب اس میں پاؤ گین بارش کا صاف  
اور خالص پانی اور ۱/۲ اونس "سیانورٹ پوٹاش"  $20 \text{ c.c.}$  اور  $5 \text{ c.c.}$   
(Cyanide) داخل کر کے اگر چوبیس گھنٹہ رہنے دیا جائے تو قابل استعمال ہوگا +

**راکھ کا سیمنٹ :-** عمدہ سریش جو مستری۔ برہمی وغیرہ اپنے کام میں لاتے ہیں پانی اور سریش ہا کر بطریق معروف نرم آبیج پر پکائیں۔ جب اس قدر گاڑھا ہو جائے کہ لکڑی کا سامان اس سے جوڑا جاسکے۔ تو اس میں چھنی ہوئی راکھ، مقدار شامل کریں کہ یہ پتل روغن کے گاڑھا ہو جائے۔

جس چیز کو جوڑنا ہو۔ اس پر سیمنٹ گرم گرم لگائیں۔ اور دونوں حصوں کو جو جوڑے گئے ہیں۔ اچھی طرح دبا لیں۔ تاکہ بالکل بھٹک جگہ پر بیٹھ جائے اور مضبوطی سے جگہ پکڑے۔  
سُکھنے اور خشک ہونے کے بعد وہ چیز اس سیمنٹ سے ایسی جوڑ جائیگی۔ کہ جوڑ کو علیحدہ کرنے کے لئے بہت طاقت کی ضرورت ہوگی۔

اس سیمنٹ کے ذریعہ لکڑی کی اشیاء، پیشہ جات، پتھر وغیرہ کی چیزیں۔ لکڑی دھات وغیرہ کی اشیاء اسکے ساتھ جوڑی جاسکتی ہے۔ اس کے علاوہ دیگر اشیاء کے جوڑنے میں بہت کام شے ہے۔

**بوٹ پالش :-** عمدہ سرکہ دوہنٹ۔ آب مقطر ایک ہنٹ۔ سریش ۱/۲ پونڈ۔ بڑا پتنگ نصف پونڈ۔ نیل ۱/۲ اونس۔ عمدہ نرم صابن ۱/۲ پونڈ۔ آشن گلاس سریش ماہی ۱/۲ اونس۔ سرکہ اور پانی کسی برتن میں ڈال کر اس میں سریش چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے ڈالیں۔ اور خوب امیر کریں۔ پھر بڑا پتنگ نیل سفوف شدہ و صابن و آشن گلاس شامل کریں۔ قریب دس بارہ منٹ کے اس کو جوش کریں۔ پھر چھان کر بوتل میں بھر لیں اور کارک لگا کر رکھیں۔ بعد ٹھنڈا ہو نیچے قابل استعمال ہے۔

پالش لگانے سے پہلے جو توں کو گرد وغیرہ سے پاک کریں اور پالش لگائیں۔ اگر پالش جم جائے یا زیادہ گاڑھا ہو جائے۔ تو اسے آگ کے قریب رکھیں۔ گرمی سے کھل جائیگا۔ اور قابل استعمال ہو جائیگا۔

oxoxo

اٹھا کر آنکھ کیا دیکھوں جن کے سبزہ زاروں کو	طبیعت ڈھونڈتی ہے لب سکون نظر رو کو
گلشن سے کوئی غریب۔ صحرے کوئی وحشت	کہوں میں کیا طبیعت ڈھونڈتی ہے کرن نظر رو کو
ہماری نیت کی ہے دیکھنا دنیا کی نیرنگی	ہماری موت کی ہے بھول جانا ان نظاموں کو



## علم جبری بوٹی

**پارس پیل** کی شناخت :- بعض لوگ اسے پلاس پیل بھی کہتے ہیں۔ پیل کی ایک بڑی قسم ہے۔ اسکے پتے بڑے بڑے ٹول اور نوکدار ہوتے ہیں۔ پھول رنگارنگ کے نکلتے ہیں۔ پھلوں میں چھ چھ خانے ہوتے ہیں۔ ہر خانے میں انار کے بیجوں کی طرح کے تین تین بیج ہوتے ہیں۔ اسکے بیجوں سے ایک گاٹھا سا تیل نکلتا ہے پھل کا مزہ میٹھا ہوتا ہے۔ اسے گوند لگتا ہے۔

**فوائد** :- اس کا پھل دست لاتبے پھل کا سفوف طافع جیان و سبلان ہے۔ اسکے پھل کرس بدن کی کبھی کو رفع کرتا ہے۔ اس کا جوشاندہ صفی خون ہے۔ بکڑی کے اندرونی گودے کو گھیس لب کریں۔ تو صفروی دادیں دودر ہو جاتی ہیں۔ اسکے پتے تیل سے تر کر کے باندھنے سے نارسے کو ہٹاتا ہے۔ پتوں کا سفوف گرم کر کے باندھنا جو ٹھن کی دند کو دور کرتا ہے۔ اسکے بیج عرق ہیوں میں پس کر مرگی کے مرض میں ناک میں ٹپکائیں۔ راجی دردوں کو رفع کرنے کے لئے اس کی بکڑی کے اندرونی گودے کا جوشاندہ پلانا چاہئے۔ پارس پیل کی چھال کا سفوف سوزاک کو فائدہ کرتا ہے۔

**شناخت** :- کئی لوگ اسے پلکھن اور کھڑا بھی کہتے ہیں۔ یہ ایک درخت تھا پاکھڑا ہے۔ عموماً کھار کے درخت کے برابر اونچا ہوتا ہے۔ لیکن ٹیرھا سا اور چھوٹے تنے والا ہوتا ہے۔ اسکے پتے چمکدار ہوتے ہیں۔ بیرونی چھال سفید رنگ کی ہوتی ہے۔ پھل چھوٹا سا ہوتا ہے۔ اس کا رنگ پکنے پر سفید ہو جاتا ہے۔ اسکی تاثیر سرد و خشک ہے ایک دو قسم بھی ہے۔ جسکے پھل سبب کے برابر ہوتے ہیں۔

**فوائد** :- اسکی چھال کے جوشاندے سے کلیاں کرماندے سے سبلان و رطوبت بند کرتا ہے۔ اور زخموں کے صاف کرتا ہے اور ہر جگہ سے رطوبات بہنے کو بند کرتا ہے۔ صفری حرارت کو کم کرتا ہے۔ اور سرخ مند والی فحشیوں کو آرام دیتا ہے۔ دوسری قسم کے پھلوں کا مربتہ اولام طحی و تخمیل کرتا ہے۔ پھل کا عصارة شہتی اور مقوی قلب و مفرج ہے۔ بعدے کو طاقت دیتا ہے اور اخلاط کے جوش کو کم کرتا ہے۔

**پالک جوہی** : شناخت :- ایک پودا ہے جس کا قد عموماً چھ فٹ ہوتا ہے پتے لمبے  
کے لئے یہ کبیر سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ اور ان سے بڑا آتی ہے۔ فوائدا :- جلدی امراض  
ہے۔ پوست بچ پالک جوہی - لونگ - کالی زیری ہر واحد ایک تولہ - مہسن ایک عدد - ان کو سرے  
میں میں کر دو اور افسیادہ افوں پر طیں - اس کے پتوں کو پانی بہت تیز ہوتا ہے - اسے چہرے پر طیں تو  
بعض اوقات زخم پڑ جاتے ہیں۔ عموماً چہرے کے دلخ اور بھائیاں دور کرتا ہے۔

پالک کی جڑ پاؤ بھر - بیلہ رنگی پاؤ بھر - پھنگری بڑیاں ۱۰ تولہ - کتھا اور بازو سات ستا  
تولہ - ان کا باریک سفوف کریں - اور لیوں کے تس میں دو دن تک کھل کریں پھر ٹیکہ بنا کر  
دھوپ میں سکھالیں - ضرورت کے وقت اس دوا کو کھائے پانی میں میں کر مقام دادر طیں -  
رد قافی لگائیے پہلے کسی کھردری چیر سے دو کو کر گز لینا چاہیئے۔

**پسیلا والا** : شناخت :- اسے سنسکرت میں اٹھک کہتے ہیں - اور یونانی میں اذخ  
کہتے ہیں - پنجاب میں عام پیدا ہوتا ہے - تاثیر اسکی سرد ہے۔  
فوائدا :- ہضم ہونے میں نہایت لطیف ہے - اس کا جوشاندہ مصفی خون ہے اور کھانسی کو بھی ہٹاتا  
ہے - درد مفاصل کو دفع کرتا ہے - سوزش وغیرہ دفع کرنے کے لئے صندل کے ساتھ گھس کر اس کا  
لیپ کرتے ہیں بخار کو دفع کرتا ہے اور بچوں کے لئے مقوی ہاضمہ ہے - رافع بخار جوشاندوں یا  
خساندوں میں ڈالا جاتا ہے۔

**مال مکھانہ** : یہ چھوٹے چھوٹے بیج سے ہیں جن کا رنگ خاکی یا سفید ہوتا ہے پودا  
تقریباً بن فٹ اونچا ہوتا ہے - جڑ سے شاخیں نکلتی ہیں - پتے بالکل  
کاسنی کی طرح کے ہوتے ہیں اور شاخوں میں گہرے بھی کاسنی کی طرح ہوتی ہیں - پھول کاسنی کے  
پھول سے کچھ چھوٹا اور سفید رنگ کا ہوتا ہے - گھنڈیوں پر کانٹے لگتے ہیں - پانی کے بنا سے عموماً  
پیدا ہوتا ہے - اسے پانی میں بھگوئیں تو لعاب پیدا ہوتا ہے طبیعت اس کی سرد و تر ہے۔

فوائدا :- اس کا سفوف منی کی صفراوی امراض کو دفع کرتا ہے - جربان اور سرعت انزال  
صفراوی کو دور کرتا ہے - منی کو گاڑھا بناتا ہے - قوت باہ کے تقریباً تمام نسخوں میں ڈالا جاتا ہے  
منی کو بڑھانے میں بھی موثر ہے۔

پتوں اور شاخوں کا جوشاندہ قبض دفع کرتا ہے - پیشاب اور پسینہ لاتا ہے - برقان میں

بھی استعمال کرتے ہیں۔ دردوں پر اسکی شاخیں اور پتے پیس کر لپ کریں۔ اسکے پچانگ کا جوشاندہ بنائیں جب نصف پانی رہ جائے تو بعد پتن تولد پلائیں۔ مٹی اور پیاب کے عام امراض دفع ہو جائینگے پچانگ کو جلا کر ان کی راکھ استغائے زنی میں استعمال کرتے ہیں۔ پچانگ جوشاندہ بول ہے۔

جوز کا جوشاندہ پتھری کے لئے از حد مفید ہے۔ اسکے جزا کا جوشاندہ جگر۔ معدہ اور تلی کے سند وک نکالتا ہے۔ مال مکھانے کے بیج پھیر کے دودھ میں پی لیں۔ اور اطفال پر طیں۔ سو داوی سے اگر ہاتھ سیاہ ہو گئے ہوں تو درشت ہو جاتے ہیں۔

”مال مکھانے کے دودے کا کھار بھی بنتے ہیں۔“ ترکیب بالکل مکھانے کی طرح ہے یعنی پوسے کو جلا کر راکھ کو پانی میں بھگو دیں۔ پانی کو مختار کر محفوظ رکھیں۔ اسی طرح اتنی دیر تک پانی نھاتے جائیں۔ جب تک راکھ میں ملانے سے پانی کا مزہ تبدیل ہوتا ہے۔ پھر رنگ پر اس پانی کو خشک کر لیں۔ جو سفید سی چیر حاصل ہوگی۔ وہی کھار ہے۔

یہ بڑی مفید چیز ہے۔ بلغم کو کاٹ کاٹ کر نکالتی ہے۔ باضے کو بہت قوت دیتی ہے۔ سحرک برحقاتی ہے۔ تمام جسم کے سندے دفع کر دیتی ہے۔ انتسفا میں بھی مفید ہے۔ مقدار خدا کی ورتی ہوا بہرہ بدرقہ مناسب۔



## پچانگ طبی نوٹ

انسان کے بدن میں لاکھ کھڑکیاں علی العموم تمام دنیا کا یہ خیال ہے کہ انسان کے سینہ میں صرف دو پھیپھڑے ہوتے ہیں۔ حالانکہ جدید ڈاکٹری تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ انسان کے سینہ میں تین پھیپھڑے ہیں۔ اسی طرح کونوں کا خیال ہے۔ کہ جسم انسانی کو صحت کرنے والے پھیپھڑے ہی ہیں۔ مگر اب معلوم ہوا ہے کہ انسان کے بدن کو صحت کرنے کی بہت ہی اہم کارکن خود جلد انسانی ہے۔ مثولی بالغ انسان کی جلد میں مشرقیہ مسلم ہیں۔ اگرچہ یہ تمام بہت ہی چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ لیکن اگر ان کو ایک قطار میں برابر رکھا جائے۔ تو ان سے، پہل طویل قطار بن جائے گی۔

ان میں سے ہر ایک تمام اصل میں ایک صحت کام کرنے والی کھڑکی ہے۔ ان کھڑکیوں میں خون

گروٹس گڑا ہوا آتا ہے۔ اور اپنا خراب مادہ خارج کر دیتا ہے۔ اور دوسرے کیمین کا حصہ بدن کے اندر لے لیتا ہے یہ امر واقعہ ہے کہ اگر ان ستر لاکھ میں سے ایک مسلم بھی بند ہو جائے۔ تو اس صحت جہانی خطرہ میں پڑ جاتی ہے۔

اگر تم اپنے جسم پر نہایت گہرا رنگ یا روغن پھیر لو۔ اور اس طرح سے اپنے بدن کے تمام مسام بند کر دو تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم نہایت جلد مر جاؤ گے۔ اس کی تازہ مثال یہ ہے کہ فرانس کے بادشاہ شہر میں کی ایک ناچنے والی ہم سے اس خیال سے کہ ناچ کے مہارین میں اس کو بڑی شہرت حاصل ہو جائے۔ ایک جلسہ نوح میں اس طرح سے ناچنے آئی۔ کہ اپنے تمام بدن کو سونے جیسے طلائی رنگ سے بڑا گہرا رنگ ڈالا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ نقاصہ اسی رات کو مر گئی۔ ممکن ہے کہ کسی ایک ہی پھیرے کے نتیجہ کوئی شخص ساہس سال زندہ رہے لیکن اگر مل جانے سے جسم انسانی کی یہ جلد خراب ہو جائے تو وہ پھر کسی صورت میں زندہ نہیں رہ سکتا۔ یہی لئے روزانہ انسان ہندوئل میں لازمی ہے۔

### پانی پیو اور خوش رہو

جب تم پانی پیتے ہو۔ تو پانی تمام جسم انسانی میں بہا بہا پھرتا ہے اور گردوں اور جلد کے راستے سے باہر نکل جاتا ہے۔ اور اپنے ساتھ جسم کی تمام غلاویں کو بھی باہر نکال کر لے جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہم کو بڑی کثرت کے ساتھ پانی پینا بڑا مفیدہ مند ہے۔ پانی اصل میں بدن کی تمام اندرونی کثافت کو صاف کر دیتا ہے۔

ہر ایک جا پانی ہر روز اوسطاً پانی کے تین کوارٹ پیتا ہے۔ اسلئے جا پانی قوم دنیا کی صحت مند ترین اقوام میں سے ایک قوم ہے لیکن اگر مسالمت کھلے ہوئے ذہنیں اولن کی راہ سے پسینہ اور خراب ہوا میں باہر نکلیں تو پھر پسینہ اور خراب ہوا میں وہیں جا کر خون میں شامل ہو جاتی ہیں۔ اور پھر پھر بہت زیادہ کام بدن کے صاف کرنے کا پڑ جاتا ہے۔ کچھ عرصہ تک تو پھر پھر اس زیادہ کام کو لشم بظہم انجام دیتا ہے اور آدمی کی صحت خاصی برقی ہے۔ مگر معاً و صہ فیئے والا قانون جس کی حکومت تمام بدن قوانین پر منحصر ہے ہمیشہ قائم نہیں رہ سکتا۔ اس لئے عادیان جو شخص سیلا اور شیف رہتا ہے۔ وہ بجلد یا دیر پیاروں کا شکار بن جاتا ہے۔

اسی طرح انسان کو ہونا بھی ضروری ہے۔ ایسی بات ایک پاشان تجربہ کار مہرجن کی رائے سب ذیل ہے۔

”جلد جسم کی سب بڑی بد رو ہے۔ ہر میل پچیس کی روزانہ مقدار نہایت بڑی ہوتی ہے۔ پانی

پانی کی کمی سے جسم کی صحت متاثر ہوتی ہے۔ اس کی کمی سے جسم کی صحت متاثر ہوتی ہے۔ اس کی کمی سے جسم کی صحت متاثر ہوتی ہے۔

مقدار ایک دن میں تین اونس ہوتی ہے۔ دوسرے انفاظیں اس کا مطلب یہ ہے کہ پھینچنے سے سانس کے ذریعہ سے جملہ رکشافت بدن انسانی سے باہر پھینکتے ہیں۔ جلد اس سے تشریبا دو گنی زیادہ مقدار رکشافت کی باہر پھینکتی ہے۔

ایک سال میں (۱۹۱۳۲۰) ہزار میل۔ ایک سائنسدان نے بھیک تجربے کے بعد خون کا وہ فاصلہ پورہ رگوں میں طے کرتا ہے معلوم کیا ہے کہ خون کی ایک گھنٹے میں ۱۰ میل۔ ایک دن میں ۶۰ میل اور ایک سال میں ۱۹۱۳۲۰ میل کی رفتار ہوتی ہے۔ اگر ایک نئی سالہ پیر مرد کے جسم میں خون ایک دفعہ ذرہ کرے۔ تو اس کا حیرت انگیز سفر تقریباً پانچ کروڑ میل ہو گا۔

پھول رات کو کیوں بند ہو جاتے ہیں؟ پھول رات کیوقت یا غراب موسم میں اپنی پنکھڑیوں کو کیوں بند کر لیتے ہیں۔ اسکی وجہ علم نباتات کے ماہر سائنسدانوں نے تجربات سے یہ بیان کیا ہے۔ کہ رات کیوقت روز کی اوس اور گرم و غبار سے وہ درودھول جیسے زرگل کہتے ہیں غراب ہو جاتی ہے۔ اور اس دھول میں دوسرے درختوں کو حائلہ کرنے کا وصف ہے۔ اسکے بچانے کے لئے پنکھڑیاں بند ہو جاتی ہیں۔ بارش میں پھول کی پنکھڑیاں بند ہونے کی وجہ یہ ہے کہ پانی کے اثر سے وہ سکڑ کر بند ہو جاتی ہیں۔ اور دھول کی حفاظت کرتی ہیں۔

۲۔ تو رہا اگر لیکر اس میں ایک قولہ کا قولہ ڈال کر غوب یا ایک کرو۔ جب ضرورت یہ مصالحوں کے کھولتے ہوئے پانی میں ملاؤ۔ جب ٹھنڈا ہو جائے۔ اس سے کئی بار بالوں کو جھکو کر صاف کرو۔ اس بال کا لے سلام اور پیکسل بھی ہو جاتے ہیں۔ پانی میں گرم کرنے سے کا قولہ اوپر آ جاتا ہے۔ اسکی کچھ پرواہ نہ کریں۔ کیونکہ خوشبو پانی میں رہ جاتی ہے۔

سبز ترکاریاں پکاتے وقت اگر ان میں ایک چمچ چینی ڈال دیا جائے تو زکاء یوں کی رنگت سبز ہی رہی۔ بیگی۔ بیڑان کا ذائقہ بھی عمدہ ہوگا۔  
سوئے کے زیور پر ناٹرک ایسڈ کی دو بوتلیں ڈالیں۔ اگر ڈالتے ہی معینہ رنگ داغ پڑ جائے تو سوئے میں وٹ یعنی گھناہ کی شربت کھجی چاہئے۔

## ایوروشیک مجربات

لیو کوکریا یعنی سیلان الرحمہ۔ اس بیماری میں عمقوں کے نیچے کی طرف سفید مادہ خارج ہوتا رہتا ہے جس سے عورتیں بے حد کمزور ہو جاتی ہیں۔ وہ پسیوں، امراض کا شکار بنتی ہیں اس مرض میں اندام نہانی کو ہر روز صبح و شام گرم پانی ایک سیر میں دو تولہ سہاگہ کھیل کیا ہوا یعنی پورک آئسڈ حل کر کے بذریعہ اینما یا پچکاری اندام نہانی کو دھوئے رہنا چاہئے۔ اور مندرجہ ذیل نسخوں میں سے کوئی نسخہ کھانا چاہئے۔ بہت جلد آرام آ جائیگا۔

دو موچرس۔ پیاری۔ طباشیر۔ نشاستہ۔ محل مخلوط۔ محل مرغ۔ مارو سبز۔ بیلہ۔ بیلہ۔ آملہ۔ ہر دو اچھا ماشہ موصلی سیاہ۔ موصلی سفید۔ ایک ایک تولہ۔ پوست انار نو ماشہ۔ بھی پھل اور میٹھے انار کا پانی بندہ پندہ تولہ۔ تمام کو علیحدہ علیحدہ باریک پس کر پیلا انار کا پانی ملاویں۔ تاکہ تمام دوا میں مل جائیں۔ پھر نبات اور شہد اس قدر ہموزن لیکر تمام دوا میں ملانیں کہ جھون بن جائے دھامش کر کوئی مفر نہیں) روزانہ کو با صبح پانچ موچر مریضہ کو ایک تولہ کھلا کریں۔

دوسرا نسخہ۔ مغز خستہ آم۔ مغز خستہ جامن۔ کپکان بید۔ رسوت پائیں۔ موچرس۔ زعفران۔ انیس۔ موٹھ بیلگری۔ دودھ۔ گیرو۔ کانچھل۔ مرغ سیاہ۔ سوٹھ۔ اند جو۔ صندل مرغ پوست درخت جھاؤ۔ جو اسہ۔ دھاوا کے پھول۔ یکدہ کے پھول۔ بھنسل کے پھول۔ میٹھی تمام ادویات ہموزن لیکر باریک کوٹ پس لیں۔ اور چھان کر صوف بنالیں۔ ہر روز نو ماشہ صبح اور نو ماشہ شام کو پیہ دوا کھلا کر اوپر سے اُبے ہوئے چاولوں کے پانی میں مناسب شہد ملا کر پلا دیا کریں۔ پُرانے سے پُرانا لیو کوکریا فوراً دور ہوگا۔

تیسرا نسخہ۔ پوست انار کوٹ کر اور ٹپکری مناسب ملا کر چار گن پانی میں اُبال کر اس پانی کو چھان کر صبح و شام اندام نہانی میں پچکاری یا اینما کرنے سے بہت جلدی پچھام آتا ہے۔

اسقاط حمل۔ آب حمل میں محال احتیاط سے رہنا چاہئے۔ ذرا سی چوک چوک جانے سے خرفشاں تکایت کا سلسلہ گزرتا ہے۔ اور اس سے بڑی تکلیف دہ اور خوفناک بات جو حاملہ عورتوں کو

پیش آتی ہے کہ اسقاطِ حمل ہے جس سے کہ زندگی اور موت کا سوال سامنے آ جاتا ہے۔ بچے کا جنما تو کجا۔ حاملہ کی زندگی سے بھی اٹھ دھونے پڑتے ہیں۔ اگر وہ کسی طرح بچ بھی بچے۔ تو پھر حمل کا ذرا پانا بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ اور پھر حمل غالباً اسی ماہ میں گر جاتا ہے جس ماہ کہ پہلے گرا تھا۔ اور پھر وہ جینوں کا حل ہو کر تھوچہ جنما ایک ناممکن امر ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں یعنی جب اسقاطِ حمل کا خوف درپیش ہو جائے تو مریضہ کو چھت آرام سے لیٹنے کی ہدایت کریں۔ چلنے پھرنے سے منع کر دیں۔ سرد یا برفیلے ہوئے پانی میں کپڑا کر کے اندر رکھ لیں۔ ناف کے نیچے اور پیڑ پر بھی سرد پانی میں تر کیا ہو کپڑا رکھیں۔ کوئی گرم غذا یا گرم دودھ یا گرم پانی ہرگز نہ دیں۔ اور منہ بھر ذیل نشو و نما کا استعنا کریں۔

۱) ایکسرو ۹ ماشہ سنگھاڑا ۹ ماشہ۔ بلاری قندہ۔ اسکندہ۔ کنول کا کیسر دینی پھول کے اندر کے ریشے نیلو فر۔ ارند کی جڑ۔ ساوہ ہر ایک چار چار ماشہ لیکر جو کب کر کے آدھ سیر دودھ اور ایک پاڑ پانی ملا کر جوش دیں جب پاڑ بھر باقی رہ جائے تو چھان کر سرد کر کے چینی ملا کر پلائیں۔  
۲) ایکسرو۔ سنگھاڑا۔ کنول کی جڑ۔ نیلو فر ملٹھی۔ ان سب کو گھوٹ کر چینی ملا کر دودھ کے ساتھ پلائیں۔ اور غذا دودھ چا دل دیں۔

۳) دھنیا۔ رسوت۔ دودھ۔ ملٹھی ہر ایک ۶ ماشہ۔ آدھ سیر پانی میں جوش دیں۔ جب نصف سیر باقی رہے۔ تب مل چھان کر سرد کر کے پلائیں۔ تو مین روز میں اسقاطِ حمل کا خوف دور ہو کر حمل قائم ہو جائیگا۔

۴) بانسہ کی چھال۔ صندل مسخ۔ سیندھانک۔ دودھ کے ساتھ باریک پس کر گھی اوڑھ شہد ملا کر پلائیں۔

۵) ایچ نیلو فر دودھ۔ دودھ میں بچا کر شہد و گھی و چینی ڈال کر پلائیں۔

۶) بیج کنول۔ بیج نیلو فر۔ تل سیاہ۔ ایک ایک تولہ۔ باریک پس کر شہد و چینی ایک ایک تولہ ملا کر پلائیں۔

۷) اگر خون جاری ہونے سے پہلے ایک کر بخوہ میں سورخ کر کے ریشہ کا ٹودا ڈال کر حاملہ کی کمر سے اس طرح باندھیں۔ کہ کر بخوہ ناف کے نیچے یا اس کے بالمقابل پیٹھ کی جانب ریشہ کی پٹی کی تھسا جلا ہوا ہے تو محل محفوظ رہتا ہے۔

۸) بھنورے کے گھر کی مٹی۔ مونگرے کے پھول۔ لاجوئی۔ گل دھوا۔ گیرو۔ رسوت۔ رال

ان میں سے جس قدر بل سکیں۔ ہوزن کوٹ چھان کر سفوف بنالیں۔ اور شہد میں ملا کر چٹائیں۔  
(۹) گھٹا برتن بنانے وقت جوٹی اٹھوں سے اُتارنا کر برتن میں جمع کرنا ہے۔ یا جس برتن کا  
مردہ پانی استعمال کرنا ہے۔ اُس برتن میں جوٹی پانی کے نیچے بیٹھ جاتی ہے۔ وہ مٹی بقدر چار ماشہ  
لیکر ایک پاؤ بکری کے دودھ میں گھول کر دوا ماشہ شہد ملا کر چٹائیں۔ تو گرنا ہوا محل تک جاتا ہے۔

بیمہ خنسا کو اور پکھا جا چکا ہے کہ اگر ایک فہ اسقاط محل ہو چکا ہو۔ تو جس ماہ میں پہلی بار  
اسقاط حل ہوا ہے۔ اُسی ماہ میں دوسری بار بھی ہوگا۔ اُسی حالت میں مندرجہ ذیل نسخہ جات کا  
استعمال کر لیں۔ ہر ایک ماہ کے لئے علیحدہ نسخہ لکھا جاتا ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھیں۔ کہ اگر اسقاط پہلی  
بار ہونے والا ہے تو جس ماہ میں ایسا ہوگا۔ اُسکے مطابق استعمال کریں۔ اسقاط ہونے سے پہلے علاوہ  
ذیل ظاہر ہوئی پیٹ میں درد۔ اندھے پانی گرنا۔ بے چینی۔ چہرہ و آنکھیں سرخ و زرد۔ گرانی سر اور  
تھوڑے میں درد۔ رحم میں درد۔ گرانی پشت و تنہیکہ و پیڑ و پستانوں کا لاغر ہونا وغیرہ۔

(۱۰) اگر پہلے ماہ میں اسقاط ہوتا ہے تو ملٹھی۔ کیشش۔ صندل سرخ۔ صندل سفید۔ ہوزن  
سفوف بنائیں۔ اور ہر روز پین ماشہ پانی کے ساتھ باریک گھوٹ چھان کر دودھ گاڑا دہ۔ اور  
بیمہ خنسا ملا کر پلا لیں۔

(۱۱) اگر اسقاط دوسرا ماہ میں ہوتا ہے۔ تو اس ماہ میں ناگ کیسرو کا دوا ماشہ سفوف ہر روز  
مادہ کے دودھ کے ہمراہ بوقت صبح کھلا لیں۔ اور اگر درد ہو۔ تو تگر۔ نیلوفر۔ بنگری۔ ایک  
ایک ماشہ۔ کافور ایک رتی۔ بکری کے دودھ کے ساتھ پیسکر شیر گاڑا دہ ملا کر صبری ڈال کر ملاو  
(۱۲) اگر اسقاط تیسرے ماہ میں ہوتا ہے۔ تو ناگ کیسرو دوا ماشہ۔ بصری ۹ ماشہ۔ ہر روز بوقت صبح  
دودھ کے ساتھ کھلائیں۔ اگر درد ہو تو میوہ صندل سفید۔ اسکندھ بالا۔ شاخ نیلوفر۔ ایک ایک  
ماشہ۔ پانی کے ساتھ پیس کر دودھ میں ملا کھلائیں۔

(۱۳) اگر چوتھے ماہ میں اسقاط ہوتا ہو۔ تو کیلہ کی جڑ۔ کنول گڑ۔ اسکندھ بالا ہوزن کے کر  
اور سفوف بنا کر مقدار ۴ ماشہ پانی کے ساتھ باریک پیس کر دودھ ملا کر پلائیں۔ اس ماہ میں اگر اسقاط  
ہوتا ہو۔ تو پیس لگتی جھ۔ درد و جلن اور بھرا ہوتا ہے۔

(۱۴) اگر چھٹے ماہ میں اسقاط ہوتا ہو۔ تو گرو۔ جنگلی ایلوں کی راکھ۔ کالی مٹی۔ ہر ایک ۳ ماشہ  
آدھ سیر دودھ میں ڈال کر جوش لے۔ اور جب پاؤ بھرہ جاوے۔ تو نیچے اُتار کر چھان کر خندا کر کے  
دودھ میں ملا کر پلائیں۔ یا دودھ میں صندل سفید اور بصری ملا کر استعمال کر لیں۔



۱۷) اگر ساتویں ماہ میں استقاط ہوتا ہو۔ تو خض۔ گوکھرو۔ ناگر موٹھا۔ لاجنٹی۔ ناگ کبیرہ  
پدیا کھہ ہر ایک تین ماشہ اور جلد ادویات کے برابر صبری لیں۔ اور سب کا سفون کر کے تین ماشہ دودھ  
کے ساتھ کھلا دیں۔

۱۸) اگر آٹھویں ماہ میں استقاط حل کا خوف ہو۔ تولودہ۔ اور پیل کا سفون تیار کریں۔ اور اس میں  
سے دوا ماشہ کو شہنا اور دودھ کے ساتھ ملا کر کھلا دیں۔

**وہ دوا جو کہ کل امراض حاملہ کو مفید ہے**  
جائینل۔ سہاگ۔ جھونٹ۔ بری سیباہ۔ پیل۔ گندھک۔ مصفی۔ شکر۔ مصفی۔ برابر وزن  
لیوں کے دس میں ایک روز کھل کر سم ایک ایک رتی وزن کی گولیاں بنالیں۔ اور اور دس کے دس  
یا گرم پانی یا دودھ سے یا جیسا مناسب ہو۔ ایک یا نصف گولی حاملہ کو کھلائیں۔

اسگندہ بالا۔ سونا پاتھا۔ صندل۔ سرخ۔ کھیرٹی۔ دھنیا۔ گلو۔ ناگر موٹھا۔ خض۔ جوہا۔ پیل  
اتیس۔ ان سب کا جو شانہ حاملہ عورت کے اسہال و سنگہنی و بخار و اجڑے خون اور دودھ کو  
مفید ہے۔

اسگندہ بالا۔ اتیس۔ ناگر موٹھا۔ موچرس۔ اندرو۔ ان کا جو شانہ حاملہ کے اجڑے خون  
اور دودھ کو مفید ہے۔

**استقاط حل مندرجہ ذیل نسخہ نہایت ہی مفید ہے**۔ ایک سوئی ایک ماشہ۔ طباشیر ۳ ماشہ  
زعفران ۳ ماشہ۔ نخل۔ سرخ ۴ ماشہ۔ تخم و نتر گیارہ عدد۔ برگ ٹسی ۲ تولہ۔ سببہ ۲ تولہ۔ برگ  
سہدائی چار تولہ۔ سب ادویات کو اچھی طرح کوٹ چھان کر گولیاں بقدر روانہ بخود بنالیں۔ اور ان  
ابتداء سے حل تا ایک ہفتہ ایک گول صبح ایک دوپہر اور ایک شام کو کھلائیں۔ پھر چالیس روز تک صبح و  
شام۔ اور پھر وضع حل تک صرف ایک ایک بار کھلائیں۔ اور جب بچہ پیدا ہو۔ تو اس کو بقدر روانہ جائزہ  
کے دیکر اوپر سے دودھ پلایا کریں۔ تا وقتیکہ بچہ دودھ پینا نہ چھوڑ دے۔ اسی طرح اس کو کھلائیں

**دومہ بلغنی ضیق النفس**۔ ایک نیم کی قوی تلخ کی پیل اور زبان ہو کر قوی اس  
کی بقدر آدھ بالشت لمبی اور ویسی پھلی کیلہ کے برابر موٹی جا بجا پیل میں لٹکا کرتی ہیں۔ شل نیم بتا  
تلخ ہوتی ہیں۔ سببہ پختہ شدہ خواہ سوکھی ہوئی دشت سے لیں۔ تورات کو تین چھٹا تک پختہ دودھ خاک  
کبری کے اندر کسی پیالہ چینی یا کالج میں ایک توری جھگو چھوڑیں صبح کو نہایت بٹک کی حاجت نہیں۔

توری کو ماتھ سے پکڑ کر پھوڑیں۔ بین قولہ بورا چینی اس میں ملا کر نوش کر جائیں۔ اور دوسرے فوراً  
اور پھ پاؤ بختہ بورا یعنی چینی پھانک لیں۔ چند منٹ کے بعد ایک تے ہوتی ہے جس میں بہت بے  
ہوئے مواد بھٹکتے ہیں۔ اور پھر بفاصلہ چند چند منٹ رویتن اور تے ہوتی ہیں جس توری کا اس نسخہ  
میں ذکر ہے۔ اس کو بن توری یا جگر توری بھی کہتے ہیں)۔

جب یہ دوا پانی جاوے۔ ایک گھنٹہ پہلے صبح کو ڈیڑھ پاؤ بختہ دودھ خام ۴ قولہ بورہ چینی ڈال کر  
پیلے ۶ ماشہ اسپغول سلیم پھانک بعد میں نوش کریں۔ تاکہ تے آئیں آسانی ہے۔ اور ایک دن اس  
سے پہلے بھی بہت مغن غذا اور دودھ اور ملائی بہت استعمال کریں۔ اور دودھ چاول بھی ملا جو آخر  
کھا کر طبیعت کو نرم کر چھوڑیں۔

استعمال اس دوا کے لئے موسم حیت یا اسون اچھا ہے بشرطیکہ مرض مضہ وہاں یا قریب قریب نہ  
ہو۔ حاملہ عورات یا جو ہنایت گرم مزاج ہوں۔ یا ایسی کمزور فیض جو تے کو برداشت نہ کر سکیں۔ اس دوا  
کو استعمال نہ کریں۔

خدا کے فضل سے یہ مادہ خوب طرح پھیپھڑہ سے الگ ہو کر خارج ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض کے  
سینہ سے جے ہوئے غلغلا مثل غلغلہ یا پھیپھڑے یا جھپکلی یا شکل بخرو طلی بکل سر طبیعت ہلک پھول ہو جاتی  
ہے۔ جب رویتن تے آچکیں۔ تب ایک نفع دودھ بکری یا جو شیدہ مرد کیا ہوا دودھ۔ بورا چینی ملا کر پی  
لیں۔ اور اس کے ایک گھنٹہ بعد بخورکد وچھ ماشہ۔ الائی خورد کے دانہ اور ایک ماشہ خشخاش ۴ رتی گوند  
کثیرا۔ دودھ پانی میں یا دودھ عرق گاؤ زبان میں گھوٹ کر دودھ مصری کو ذہ اور ایک تولہ شربت  
آبجا۔ اور چھ ماشہ شربت خشخاش ملا کر چاٹ لیں۔ اس سے ایک گھنٹہ کے بعد کھجور دی۔ دال منگ نھلی  
ہوئی اور چاول جس کے اندر گھی دریا نہ پکا ہوا انگلیں بنا کر بٹکے لائیں۔ اول دودھ سری دفعہ حاجت  
ہیں ورنہ کچھ بغیر معلوم ہو تو چندہ یا میں یوم کے بعد یا ایک ہ کے بعد یا ایک دفعہ پھر کر چھوڑیں۔ یہ  
دار کھنا چاہئے کہ ترشی ہضم اچار وچھا چھہ جغرات وغیرہ اور تیل کی شے اور چیر پی ہوئی روٹی اور  
چربی والا گوشت اور دایہاں۔ پانچ ہشیما سے اس مرض والا کو ایسا خوں چاہئے جیسے جیڑہ شے  
سے بکری کو بینگن اور میٹھی دال موٹھ اور جو جو سخت گرم اور خشک شیا میں۔ بغیر کمزور کا فی دوز  
نرو کے بہت کچھ نقصان کرتی ہیں۔ اور یہ دوا ان بیماروں کو چھایا گوشت میٹھی بینگن یا گرم شیا  
جوئی ہضم کر لیتے ہوں نہایت مفید اور قاطع ہے۔ یا جو پیلے پیلے استعمال شیر وک پھول۔ دودھ چاول اور  
اشیا و سرد تر سے ہفتہ و ہفتہ کے اندر طبیعت کو نرم کر لیں۔ دوا بنیاد چاہئے کہ کوئی زیری شے نہیں کھائی

فیا بیطیس کے لئے ہنایت مُفید ہے۔ تخم کھوہ یعنی کا بچ مانج۔ خار شک پھلی بھول  
یعنی کیکر کہ جس میں ابھی بیج نہ بنے ہوں۔ بھول کی جود کا چھٹکا۔ بھول یعنی کیکر کا گوند ہر ایک چیز کو  
کاسنی چار تولہ۔ تخم خزندہ دوا شہ۔ الاچی خوند۔ طباشیر یعنی منسلوچن۔ ست سلاجیت۔ ست گھو کا فو  
خالس ہر ایک دوا شہ۔ خاکستر خار بھول ایک تولہ۔ تمام کو کوٹ پیس ملا لیں۔ اور دویقن ماشہ سفوف  
روز رات کو شیرہ برگ بید کے ساتھ کھایا کریں۔

سنگر مہنی کے لئے مُفید ہے۔ سنگ بصری کے چار تولہ کٹے کٹے کو کٹوں میں سُرخ کر کے عرق  
کتاب میں سات مرتبہ بھجائیں۔ جادو تری ایک ماشہ۔ دارچینی ایک ماشہ۔ تمام کو علیحدہ علیحدہ بار ایک پیس  
ملا لیں۔ ہر روز کھجوری کھلا کر بعد میں ایک ماشہ یہ سفوف پان میں ڈال کر کھلایا کریں۔ بہت مُفید ہے۔  
قبض۔ اور زرد موندہ کے لئے نسخہ۔ ایلو امینی مصبر مصطفیٰ رومی۔ عصا دیوند ہر  
ایک تولہ تولہ۔ علیحدہ علیحدہ بار ایک پیس کر ملا لیں۔ اور بس قد پانی ملا دیں۔ کہ گولیاں بندھ سکیں۔ سیاہ  
مروج کے برابر گولیاں بنالیں۔ برائے قبض ایک۔ وند موندہ و نفع کے لئے دو گولیاں گرم پانی کے شے  
کھلا دیں۔

جریمان احتلام اور کمزوری کے لئے نسخہ۔ کھانڈیسی دو چھٹانگ بڑی مینی برگد کے  
دو دھ میں خوب ترکیں مصلیٰ رومی چھ ماشہ موصِل سفید ایک تولہ ثعلب مصری دو تولہ شفاقل  
گل پستہ۔ گل سُپاری۔ بہمن سفید۔ بہمن سُرخ۔ گوند بھول ہر ایک چھ ماشہ۔ تخم اہلی یعنی قبر ہندی  
یکے چھلے ہوئے ایک تولہ۔ تمام کو بار ایک کوٹ پیس کر دیسی کھانڈ کہ جس میں برگد کا دو دھ ملا ہوا ہو۔  
ایسے خوب تمام ادویات کو ملا لیں اور چھ ماشہ با تو ماشہ سفوف ہر روز رات کو کھلا کر اوپر سے گائے کا گرم  
دودھ پلایا کریں۔ پریر۔ انتری سنگ ترشی ادیتل سے۔

نسخہ برائے تحلیل مستہ بو اسیر۔ اجوائن حُر سانی۔ اجوائن ویسی۔ کنش کیملہ تمام ادویات  
مہوفن بے کر کوٹ پیس کر اس قدر بھن میں ملا دیں کہ مرہم سا بن جائے۔ ہر روز ستوں پر لٹکائیں  
مُرجا کر زبانی لے۔

بو اسیر خونی۔ سنگ راحت ایک لکڑی تولہ بھنگ کے نغہ میں رکھ کر چندہ سیر ادویوں کی  
آگ دیں۔ سرد ہونے پر نکال کر پیس لیں اور پلایا کر بصری میں کر ملا لیں۔ خار شک یتن ماشہ پاؤ بھر گائے  
کے دودھ کے ساتھ۔ خون فوراً بند ہو جائے گا۔

## پیادوں کی دنیا ایک پریم پتر

ہر روز پتے پریم اور شب بچا سے بھرے ہوئے میرے پریمیوں کے بہت خط لکھتے رہتے ہیں ان میں سے ایک خط ذیل میں شائع کرتا ہوں۔ محض اس لئے تاکہ معلوم ہو سکے کہ جوگی بھارت پتر کو دل میں کیسا درجہ رکھتا ہے۔ ایڈیٹر

دو میری آتمائیں نواس کرنیوالے صوفی جی

نمشکار۔ میں رسالہ ”مستانہ جوگی“ کا پندرہ سال سے خریدار ہوں۔ اس عرصہ میں ہندی۔ اردو۔ اور انگریزی کے اور رسالوں کا بھی خریدار رہا ہوں۔ ان میں سے شاید ہی کوئی وقت پر ملتا رہا ہوگا۔ کئی رسالے چندہ زندہ رہ کر بند ہو گئے۔ اور پندرہ بھی مہم کر گئے۔ بہت خط لکھے لیکن جواب تک انہوں نے نہیں دیا۔ موجودہ زندہ رسالے بھی پڑھا کرتا ہوں۔ ان کی کچھ پالیسی ہے نہ باقاعدگی۔ اور نہ پچھنی۔ ایسے تاریک حالات میں بھارت و دیش میں صرف ایسا رسالہ ”مستانہ جوگی“ ہی نکل رہا ہے۔ کہ جس کے پرچم میں اس قدر دلچسپ اور مفید معلومات ہوتی ہیں۔ کہ ہر لفظ بذات خود بہت ہی قیمتی معلوم دیتا ہے۔ انسان کے لئے دنیوی اور دھانی جن باتوں کی واقفیت ضروری ہوتی کرتی ہے۔ تمام اس میں موجود رہا ہوں میں نے رسالہ کی بدولت زندگی میں بیشمار کامیابیاں حاصل کی ہیں میری کامیابی کا لازماً صرف ”مستانہ جوگی“ ہے۔ میری ہمتی اور بالک ہمیشہ اس کا ہاتھ کرتے ہیں میں نے اپنی پاری کنیا کو کچھ سال بیاہا تھا۔ تو دو سال کے رسالوں کی فائل اس کے ساتھ رہا تھا تاکہ پردہ میں ہونے والی کنیا گھر بیٹھے سنسار بھری باتوں سے واقف رہے۔ آپ نراش نہ ہوں۔ آپ کی کامیابی کا یہ زندہ ثبوت ہے کہ ہندوستان بھر کے رسالے رسالہ ”مستانہ جوگی“ کی تقلید کر رہے تھے ہیں۔ لیکن پھر بھی اصل اصل ہی ہے۔ ”مستانہ جوگی“ کو پڑھتے پڑھتے وجد کا عالم طاری ہو جاتا ہے جوگی کے ہر صفحہ پر ہاتھوں کو پرکش آپ کی آتما کے درشن ہوتے ہیں۔ اور آپ ہر پریمی ایسا ہی محسوس کرتا ہے۔ گویا براہ آپ خود ان کے پاس آکر پیش دے رہے ہیں۔ جوگی کے سرد پڑنے دے پتے پریم کا مجھ کو پندرہ سال سے احساس ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ تاریخ معرکہ سے بھی بہت پہلے مل جاتا ہے۔ میرا یہ محسوس ہے کہ ہندوستان بھر میں کوئی رسالہ یا قیمتی سے قیمتی کوئی کتاب کسی قیمت پر بھی نہیں مل سکتی۔ کہ جس میں ایک رسالہ جتنی بھی واقفیت ہو۔ صرف تین روپے سالانہ چندہ میں

یہ انمول رتن جو آپ بکھیر رہے ہیں۔ آنے والی نسلوں کے لئے قیمتی جائیداد ہوگی۔ بچپن کو کوئی کسی قیمت پر بھی بچنا پسند نہیں کرے گا۔ آپ مایوس نہ ہوں۔ میں آج سے بچن کرتا ہوں۔ کہ ہواہ ضرور دوڑنے خریدار ”جوگی“ کے بنایا کروں گا۔ اور ایسے لوگ جو مجھ سے رسالہ مانگ پڑھا کرتے تھے۔ ان کو نہ دیا کروں گا۔ اور پرینا کروں گا۔ کہ وہ اس کو خرید کر پڑھا کریں؟

آپ کا بچا مجھ داس

جنگ بہادر سروا استویہ - ازموگیر

مؤرخہ ۲۸ - جنوری ۱۹۲۵ء

\*\*\*000\*\*\*

## ایک ہزار روپیہ انعام

میرے پیارے ”جوگی“ کی اشاعت بڑھانے میں جبے نظیر مرگرمیوں کا اظہار کر رہے ہیں۔ ان سے متاثر ہو کر میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ پندرہ ماہ سے جو بیار دوڑنے خریداروں کا سالانہ چندہ دفتر میں بھیجا دیگا۔ میں ان کو بطور پریم پرسلو کے اپنی تازہ تصنیف

### پراچین بھارت کی گیت و دیائیں

نامی کتاب جس میں نصف درجن عکسی تصویریں ہیں مفت نذر کر دوں گا۔ اس لاجواب اور معلومات سے ہر کتاب کی قیمت دو روپیہ ہے۔ ہزاروں سال پراچین بھارت کے رشی مہینوں کی تحقیقاتوں کا پتھر ہے۔ کہ جن سے موجودہ سائنس پیدا ہوئی ہے۔ اگر آج تک اس کتاب کا مطالعہ نہیں کیا۔ تو آج ہی دوڑنے خریداروں کا سالانہ چندہ دفتر ”مستانہ جوگی“ میں بھیج کر اس کتاب کو مفت منگالیں۔ ایک ہزار روپے کی کتابوں کو بیاروں میں مفت تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

آپ کا پریم آتما۔ صوفی چھمن پرشاو

\*\*\*000\*\*\*

# ہمالہ فارسی دور جدید

## ایورویڈک میں انقلاب عظیم

میری زندگی کے دو مشن ہیں۔ ایک رسالہ ”مستانہ جوگی“ کے ذریعہ انسانوں کی روحانی اور دنیوی ترقی دوسرا ایورویڈک کے نایاب نسخوں کے ذریعہ لوگوں کو خفاک امراض سے نجات دلانا۔ سولہ سال کی مسلسل محنت کے بعد مجھے کوہ دونو کاموں میں بہت کامیابی نصیب ہوئی ہے۔ جن پیاروں کے روحانی یا دنیوی فائدے ہوئے ہیں وہ ملک کے ہر حصہ میں آپ کی کثرت میں گئے۔

جس طرح میں رسالہ کو بالکل زالی شان پہلے آیا ہوں۔ اسی طرح ”ہمالہ فارسی“ کو بھی لانا چاہتا ہوں۔ اب جنوری ۱۹۲۵ء سے ”ہمالہ فارسی“ کا علاحدہ نمبر مقرر کر دیا ہے۔ کام کر نیوالوں کی تعداد بڑھا دی ہے۔ ہر دو کا وزن بڑھا دیا ہے قیمت وہی رکھی ہے۔ اور کئی نہایت اعلیٰ دواؤں کا اضافہ کر دیا ہے جو پیارے پہلے کبھی ”ہمالہ فارسی“ سے دوا منگا چکے ہیں۔ اگر آپ منگائینگے تو زمین و آسمان کا فرق نظر آئیگا۔ انیشور کی کراپ سے آپ پیاروں کی ”ہمالہ فارسی“ دینا بھر کے چیدہ دواخانوں کی نسبت فخر مند اور پرتاثر ادویات کے باعث ممتاز درجہ رکھتی ہے۔

نام کو تو یہ سُر مہ ہے لیکن دراصل چینی۔ پوست۔ تیل۔ بٹامینڈی۔ نیترال اور نہایت سی پہاڑی بوٹیوں کے چھوٹے سفوف ہے کہ

### ۱۔ سُر مہ جاگتی جوت

جو قیمتی اور پرتاثر بوٹیوں کے رس میں کھول کر کے تیار ہوتا ہے۔ ”جاگتی جوت“ کی ہر شے کی تیار ترقی نئی سیر کھول کر دیتے ہیں۔ بیلوں پر پراچین نسخہ ایورویڈک کے کمال کی نشانی ہے۔ دُنیا کی کوئی بھی آنکھوں کی دوا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ بینائی کی کمزوری۔ رتوند۔ مائی اوپیا۔ کویسے یعنی رنے آنکھوں کا دکھنا۔ آنکھوں کی سُرخی۔ سینا مویتا بند آنکھوں سے پانی بہنا۔ ناخونہ کم دکھائی دینا۔ دھند۔ عوار۔ پُرا۔ عینک کی عادت وغیرہ اسکے استعمال سے پُر حیرت طریقہ سے دور ہو جاتے ہیں۔ آنکھوں کی تمام امراض کے لئے لاثانی دوا ہے۔ ایورویڈک کی نشانی کو قائم رکھنے کے لئے ہر سال اس کے اجزا پہاڑوں اور میدانوں سے ہنارث تکلیف سے جمع کر کے تیار کرتا ہوں۔ قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ چار آنہ۔

## ۲۔ شدہ گندھک تیل

صندیوں سے یہ ضرب ایش مشہور چلی آتی ہے کہ "پاراسار" نامی اور گندھک تیل سے دسے "لیکن صرف اور وینڈک سائنس نے ہی اس مسئلہ کو حل کیا ہے۔ گندھک کا تیل دینا نے صرف کھن رکھا تھا اور وینڈک سائنس کی کپڑا سے اب ہر ایک کچھ سکتا ہے۔ اپنی تمام زندگی کی محنت کے بعد اس کو بنانے میں کامیاب ہوا ہوں۔ گندھک دراصل بارود کی ماں ہے۔ اس سے تیل بنانا جان پھیلنا ہے۔ شدہ گندھک کے تیل کی نسبت خیال ہے کہ اس سے تانبا سونا بن جاتا ہے۔ لیکن سونا کی مجھ کو ضرورت نہیں۔ ماں صحت کیلئے یہ ضرور کیمیا ثابت ہوتا ہے۔ اول درجہ کا تصفیٰ ٹون ہے۔ کوڑھ آتشک پھوڑا بھنسی کھنسی۔ بواسیر مہیضہ پیٹ ڈرڈ۔ دمہ۔ تپ دق۔ موسمی بخار۔ کھانسی۔ بھنسی۔ جگر کی امراض کے لئے یہ لاثانی دوا ثابت ہو چکا ہے۔ خوراک ایک ٹونڈ سے صرف چار ٹونڈ تک مصری یا بنا شہ یا کھانڈ یا پان کے ساتھ کھالیں۔ دوا کھنسی پر لگائیں۔ آرام آ جاتا ہے۔ گندھک کی ایک شیشی پورے ہسپتال کا کام دیتی تیل کا رنگ اور بونا کھل گندھک خنسی۔ تھوہی کھل کر کہہ اٹھے۔ کہ یہ تو خالص گندھک تیل ہے۔ ایسی نینی چیر اور قیمت محض سالہ کے پیموں سے فی شیشی صرف ایک روپیہ چار آنہ +

## ۳۔ گوری

یعنی کونین کا قائم مقام "گوری موسمی بخاروں کی لاثانی دوا ہے۔ جلاب سے بعدہ کو صاف کر کے اس کا استعمال کریں۔ فوراً بخار رک جائیگا۔ گوری بالکل بے ذائقہ دوا ہے۔ اس لئے بچہ۔ بوڑھا۔ ہر ایک بخوشی اس کو کھا لیتا ہے۔ کونین جتنی ہی اسکی خوراک بھی ہے۔ لیکن گرمی خشکی پر بالکل نہیں کوئی۔ کونین پندرہ بیس روپے ٹونڈ ہے لیکن گوری کی ایک شیشی جس میں دو چھٹانک کے قریب دوا ہوتی ہے۔ صرف ایک روپیہ چار آنہ ہے۔ ایک شیشی بیسیوں بیماروں کے لئے کافی ہے۔ عورتوں کے میلان الرحم میں قطعی دوا ہو جائیگا۔ بخار کے موسم میں صحت کی حالت میں اس کا روزانہ استعمال موسمی بخار سے بچاتا ہے جو کھجاب سنگائیں۔ بیماروں میں صحت تبصیر بھی کریں۔ اسی لئے اسکی ایک شیشی کی قیمت صرف ایک روپیہ چار آنہ مقرر کر دی ہے +

## ۴۔ اگن مندرا

انہایت خوش ذائقہ دوا ہے۔ باؤ گولہ پیٹ کا درد۔ بھنسی۔ جھوک کا دھندلکا۔ بھنسی کے دست۔ قے۔ مہیضہ کے لئے اکسیر ہے۔ اس کے استعمال سے اس غضب کی جھوک لگتی ہے۔ کہ آدمی جھوک سے بیتاب ہو جاتا ہے۔ خوراک دو چار رقی۔ جی متلاتا ہو۔ منہ میں ڈالتے ہی طبیعت درست ہو جاتی ہے جہاز کے سفر میں استعمال کر نیسے طبیعت خراب نہیں ہوتی۔ مختلف علاقوں میں سفر کرتے ہیں۔ اس کے استعمال سے طبیعت درست ہے گی

اس میں ہڑا املہ جھگی پورینہ۔ امل بید جٹ زیرہ۔ جھگی گھگیل۔ پیا بانسہ۔ اجوائن۔ اندرائن اور دیگر بہت سی جڑی بوٹیوں کے ٹکٹکال کر شامل کئے گئے ہیں۔ وزن دو اقدرباقین اونسحی بیسیوں درہیوں کے سے مفید ہے قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ چار آنہ (۱۱ روپیہ)

۵۔ رانتری ماسک دھرم  
عورتوں کی بہت سی امراض کا باعث حیض کی خرابی ہے۔ اگر حیض یعنی ماہواری دزدست آتا ہو۔ تھوڑا

تھوڑا آتا ہو۔ بےقاعدہ آتا ہو۔ یا دیر تک ہو۔ اور اس کے باعث بھوک بند ہو۔ دل اُداس رہتا ہو۔ چہرہ کی رونق اڑ گئی ہو۔ کمزور و زرد رہتا ہو۔ اولاد ہونا بند ہو گئی ہو۔ پسٹیر یا کی شکایت ہستی ہو۔ تو فوراً حیض کی باقاعدگی کے لئے ”رانتری ماسک دھرم“ دوا استعمال کریں۔ ایک ہفتہ ہی تمام غریباں رفع ہو جائیں گی حاملہ عورتوں کی دوا ہرگز استعمال نہ کریں۔ قیمت فی شیشی دو روپے

۶۔ سورن گنی  
غم فکر۔ کم خور کی۔ روحانی یا جنمائی صدمات۔ بڑھاپا۔ عیاشی سے بچنے کے لئے۔ رانتری ماسک دھرم سے عاجز آیا ہو۔ انسان اس دوا سے پندرہ سالہ بڑھپوری کی طرح تندرست رہتا ہے۔ بیشاش اور بیش جوانی سے بھرپور ہو جاتا ہے۔ جوان۔ اختتام اور قبض دُور ہوتا ہے اور بھوک اندر بڑھ جاتی ہے جسم بے عیب اور تندرست ہو جاتا ہے۔ ۱۲ گولیوں کی سالم شیشی کی قیمت صرف دو روپے ہے۔

۷۔ روغن طلا  
جو بچپنی سے باعث کسی لائیں نہیں ہے اور تندرست و جوان عیاشی سے بے اندی کی تمام بیماریاں اور نقص بالکل دُور کر سکتے ہیں۔ جلن یا آبلہ نہیں پڑتا۔ برونی طور پر اس کا استعمال کرنے سے انسان دوبارہ جوانی کی خوشیوں کو حاصل کر سکتا ہے۔ قیمت فی شیشی (ایک روپیہ)

۸۔ رتن مندرا  
سمندری اور پہاڑی نباتات کے مرکب میں قیمتی رتنوں کا جو مرکب ہے۔ ہر قسم کی خون کی خرابی۔ تشک یا ہوا یا ٹانا۔ نرم یا مادہ۔ اور چلے کسی قسم کا ہو بغیر آنے کے ”رتن مندرا“ کے استعمال سے جو وہ سے جدا جاتا ہے۔ اور دوبارہ ہرگز نہیں ہوتا۔ قیمت سالم شیشی صرف (تین روپے) ہے۔

۹۔ موم کاتیل  
ایسی موم کا خالص تیل بھی عجائبات سے ایک چیز ہے۔ جن کو حکمت کا ذرا بھی شوق ہے وہ اس کے اوصاف سے بخوبی واقف ہیں۔ ویسے بھی ایک نایاب چیز ہے۔ ہر طرح کی جسم کی دزدیں مالش کریں۔ پرانی سے پرانی دزد فوراً دُور



ہوئی۔ زرد پسلی۔ گھنٹیا۔ جوڑوں کا درد۔ نمونیا۔ ہر طرح کی چوٹ کے لئے یہ شیطانی دوا ہے اسکے لگانے سے زخم سے بہتا ہوا خون فوراً بند ہو جاتا ہے۔ رگزشتہ زمانہ میں میدان جنگ میں ہی کو پراچین وید استعمال کرتے تھے۔ انکی ایک شیشی بروقت گھروں کھین کبھی وقت آپ کو یہ عظیم فائدہ دیگا۔ ایک اونس کی شیشی کی قیمت صرف ایک روپیہ (عصر) ہے۔

۱۰۔ **سوم رَس** بچوں۔ بوڑھوں اور جوانوں کی طاقت کو بڑھاتا ہے۔ اور حافظہ کو بہاوت ہی تیز کر دیتا ہے قیمت سالم شیشی صرف ایک روپیہ +

۱۱۔ **دَمہ دُور** رجب ٹڈا کہتے ہیں۔ کہ دمہ دم کے ساتھ ہے۔ لیکن دمہ دور کی پہلی خوراک ہی پینے سے دمہ کا زور ٹوٹ جاتا ہے۔ اور مرض پہلی دفعہ آرام کی پیند سوتا ہے۔ سالم شیشی استعمال کرنے سے دمہ کی مرض دُور ہو جاتی ہے۔ چار اونس کی شیشی کی قیمت تین روپے ہے۔

۱۲۔ **کان رکھشک** رجب ٹڈا کان کا بہنا۔ کم سنائی دینا۔ کان کا درد کرنا۔ کان کا پھوٹا پھنسی و دیگر تمام کان کی امراض اس کے استعمال سے جاتی رہتی ہیں۔ قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ (عصر) +

۱۳۔ **منگل مندرا** سوزاک مینا ہوا پڑانا۔ مرض سے بچال ہو۔ منگل مندرا کے استعمال سے فوراً آرام آنے لگتا ہے۔ پیپ ٹینی بند ہو جاتی ہے۔

درد کو خوف ہو جاتا ہے۔ زخم راضی ہو جاتے ہیں۔ اور پھر بھر سوزاک نمودار نہیں ہوتا سوتے وقت ”منگل مندرا“ کے اچھے پاؤں پر چند قطرے لگانے سے پتھر پتھر کھلے وغیرہ قریب نہیں آتے۔ بچوں کی پاخانہ کی جگہ کے کپڑے مڑ جاتے ہیں۔ اور خواتین کے خواب زخم اسکے لگانے سے تندرست ہو جاتے ہیں۔ آگ سے جلے مقام پر لگانے سے آرام آ جاتا ہے۔ اور ٹھنڈک پڑ جاتی ہے۔ باوجود اس قدر اوصاف ہونیکے سالم شیشی کی قیمت صرف دو روپے (عصر) لکھی گئی ہے

نوٹ۔ سالم شیشی سے کم دوا ارسال نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی کسی دوا کا نمونہ مفت بھیجا جاتا ہے دوا میں منگائے وقت اس بات کا خیال رکھیں کہ محض لاکھ پکینگ ہمیشہ ہندہ خریدنا ہوتا ہے

تمام خط و کتابت اس پتہ پر ہونی چاہئے

مینجر دی ”ہمالہ فارمیسی“ فورٹ لائین ہیرامنڈی لاہور

## جوگی کے روشن ستارے

اوڈیا کی اندھیری رات جو کہ میرے وطن پر طاری ہے۔ اُس میں اُجالا کرنے والے اور بھولوں ہٹوں کو راہ بتانے والے وہ روشن ستارے ہیں۔ جو کہ جوگی کی جوت کو بچھنے نہیں دیتے۔ اور اپنے اُتساہ سے بھارت ویش کے کونے کونے میں اس روشنی کو پہنچانے کا بین کرتے رہتے ہیں۔ یہ ہی ہیں وہ کہ جن کے مقدس نام میرے خُون سے بکھے جا رہے ہیں۔ جن کو میرے خُون کا ہر قطرہ سمرن کرتا رہتا ہے۔ سولہ سال سے جوگی کی جس جوت کو میں نے جلائے رکھا ہے۔ اُس کو یہ پکائے بچھنے نہیں دینا چاہتے۔ ہر راہ ایسے پیادوں کے ناموں کے درشن میرے تمام پیارے ہر راہ کرتے رہتے ہیں۔ اس دفعہ پریم تیرتھ کے مند رجذیل یا تریو نے جوگی کی جالا پر پریم کے کُشپ چڑھائے ہیں۔ آپ ان پریم پُجاریوں کے بٹھ ناموں کو سمرن کر کے اپنے ہر دے ٹھنڈے کریں۔ ۲۰۔ فروری







رسالہ

اوم

883

بے زیادہ چھپنے والا سستا اور ہر دھند پر سارا جیسٹرویل نمبر ۸۸۳

۴۸۳

گاہ بگاہ میں نام دینا پر مت اشد دیکھتا  
دل بگی کی چال ہے سب راہ صلیح و جنگ کے

بینی - دنیوی رتو حالی اور جنہا کی معلومات وغیرہ

# مستانہ جوگی

لاہور

مالک ایڈیٹر صوفی پھمن پرشاد

جلد ۱۴      مئی ۱۹۲۸ء      نمبر ۵

نوٹ

۱۔ ہر ماہ کی پہلی تاریخ میں سارا خبرداروں کو مل جاتا ہے اگر نہ تو پانچ تا بیس تک دفتر میں ضرور شکایت آجانی چاہئے۔ پانچ تا بیس کے بعد سارا کے ساتھ پانچ آنے کے ٹکٹ آنے چاہئیں  
۲۔ ہر طرح کی خط و کتابت شکایت و ترسیل زر صوفی پھمن پرشاد کے نام ہو کہ کسی اور کے خط و کتابت کرنیہ دفتر متہ وار نہ ہوگا۔ ۳۔ ہر خط پر اپنا پورا پتہ خوش خط لکھیں۔ اور پتہ نمبر بھی ضرور درج کریں۔ جواب کے لئے وہی کارڈ یا ایک آنے کا ٹکٹ آنا چاہئے۔ ۴۔ خط و کتابت کیلئے اتنا پتہ کافی ہے۔ زر صوفی پھمن پرشاد ایڈیٹر سستانہ جوگی۔ لاہور

سالانہ چندہ تین روپے پیشگی      نوٹ فی ہر چہ پانچ آنے

# فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۳۰	آریوں کی میونسپل کمیٹی	۱۹	۲	فہرست مضامین
۳۳	ہندوؤں کے جوتش کے گڑ	۲۰	۳	کسوٹی
۳۴	ایک ہندوستانی زبردست	۲۱	۴	وحدانیت کی آرتی
۳۷	اتحاد تنظیم	۲۲	۸	میرے اصول
۳۸	طوفان وحدت تنظیم	۲۳	۹	ہندی کے مشہور مسلمان شاعر
۳۹	انسان کا ایک ہاتھ بھول گیا	۲۴	۱۱	رجیم کی شاعری نظم و نثر
۴۱	پھرتی سے کام آتا ہے	۲۵	۱۲	بال کی صفات پر بال
۴۲	سائیں کی صدا تنظیم	۲۶	۱۵	خواب کی یاد تنظیم
۴۵	انسانی طریق گوئی کی ابتدا	۲۷	۱۸	وادی کشمیر ایک غیر ملکی سیاح
۴۸	معدوم کی خواہش	۲۸	۱۹	کی نظروں میں
۵۱	ہوا میں اڑنے والے	۲۹	۲۳	قدرتی ساز کا ایک سنگیت
۵۲	آتش کی موجد	۳۰	۲۴	میرا بھارت و دش تنظیم
۵۳	میں کون ہوں تنظیم	۳۱	۲۹	راماؤں بھاشا تنظیم
۵۴	مفتوں کی آنکھ	۳۲	۳۵	ہم اور ہمارا پراچین خزانہ
۵۵	صنعت و حرفت	۳۳	۳۶	دریائے توتی تنظیم
۵۶	ریچک جلی نوٹ	۳۴	۳۷	کنادشی اور اس کا شیشک شاستر
۵۷	علم جڑی بوٹی	۳۵	۳۸	بادشاہ کے وسیعہ کی تعلیم
۵۸	آیرویدک جراثیم	۳۶	۳۹	پرانے زمانے میں
۵۹	ہمالہ غار میسی کا دور جدید	۳۷	۴۰	یاد معبود تنظیم
۶۰	جوتش کے مشنری	۳۸	۴۱	مجھے کیا باغ عالم میں بہاؤ آئے
۶۱		۳۹	۴۲	خزاں آئے تنظیم
۶۲		۴۰	۴۳	ویدک زمانے کی کونسل

ALAK JUNG ESTATE LIBRARY

(Oriental Section)

URDU PRINTED BOOKS

Session No. ....

Subject: ....

۱۵۹

مقام اشاعت گٹھریاں

# ستانہ جونی

لاہور

ماہ مئی ۱۹۲۸ء



## کسوٹی

نیچا اور بناوٹی پریم

ایک اچھوت دیوڑ میں جس کو وہ اپنا قدرتی حق سمجھتا ہے۔ ٹٹا کر جی کی آرتی کر رہا ہے (آرتی)

پتا بے جگدیش ہرے	جے جگدیش ہرے
کیا سوادھین کیا پر آدھینا	کیا راجہ اور کیا دھن دھینا
بے جگدیش	سب کاہت کرے
کیا اچھوت کیا جات اچھوتی	کیا مورکھ کیا گمانی دھیانی
جے جگدیش	کرم سے پار اترے
مورکھ جن بھولا سرش میں۔	مہم نہیں راکھے دلش میں۔
بر پر پاپ دھرے	



راکب جاتیہ اچھتانی برہمن کا درمل ہوتا  
 برہمن - رُخو بخود اچھوت کو مند میں دیکھ کر (اِس - یہ کیا ہو رہا ہے - اُسے جاتیہ اچھوت  
 تو کیا سو رہا ہے - اتنا بڑا ازخہ - اتنا بڑا اچھیمان - ہمارے دیومند میں آنے کا ادھیکار ایک  
 بیچ اور یہ اہنکار ۵

کیا دھرم اور دھرم سمان ہوا      نہیں جاتیہ دھرم کا مان رہا  
 سب اُدیج کا بیچ کا بھید مٹا      کیا بیچ ہے من میں ٹھان رہا  
 اگیان کو یہ اچھیمان ہوا      جاتی کا گورو نشٹ ہوا  
 کیا دیو کا ہی سمان رہا      جب دیو استھان ہی بھڑٹ ہوا  
 ر اچھوت سے مخاطب ہو کر (اے اوہ پاپی دُشٹ آتما - تو اِس دیو استھان میں کیوں  
 گھسا ۹

اچھوت - (کا پنتے ہوئے ماتھ جھڈ کر) اپنے پتا ٹھاکر جی کی سیوا بجانے کو - اِن کے  
 چرن کملوں کی دُھور اِن نیتروں راکھوں اِسے لگانے کو - اِن کے چرن اُمرت سے اپنے  
 پاپی آتما کے پو تر بنانے کو ۵

پتیا یہ ہم کو دیتے ہیں پدارتھ پینے کھانے کو      ہمیں یگیان دیتے ہیں سچل جیون بنانے کو  
 یہی دیتے ہیں بھگتی پریم کا پر ساد پانے کو      یہی رستہ دکھاتے ہیں دھرم راگ میں جانے کو  
 تو پھر ہم کو بھی لازم ہے کہ سیوا انکی ہم کر لیں  
 یہی ہے پریم کی گنگا نہ کیوں دُکھوٹ ہم بھریں

برہمن - ارے پاپ آتما اچھوت اور اُدھ دھ زبان سے ٹھاکر جی کا نام لیکر کیوں پاپکا  
 ادھیکار ی بن رہا ہے - بیچ اور کیوں ہو کر ہمارے پوجیہ دیوؤں کا پوجاری بن رہا ہے ۵  
 کہاں بھگوان ہمارے اور کہاں ہم بندہ اچھوتوں کا      کہاں جے پگڑی کا کہاں ہے اس جوتوں کا  
 تو جگنو ہو کہ قیہوی وی منڈل میں اڑ رہا ہے      کبھی سنگ شکتہ ب لگائیے بھی جوتا ہے  
 اچھوت - جہاں ج کیا ہیں اپنے پتا کی سیوا کرنے کا کوئی ادھیکار نہیں ؟ وہ کیوں

اُچھے جاتیوں کی ہی سمبندھی ہے - میرا کچھ ناٹے دار نہیں ؟ ۵  
 ہمیں ادھیکار ہے جب اِس پتا کے جن کو پینے کا      ہمیں حق ہے پتا کے جب پون منڈل میں جینے کا  
 ہے جب حق اُسکی اچھا سے ہیں جینے کا مرنے کا      تو کیوں ہم کو نہیں ادھیکار پوجا اُسکی کرنے کا

برہمن - دُھورت - تو ہارا اور اُس کا درجہ ایک سمجھتا ہے۔ گنگا جل پوتر کو منڈل میں ہی شربھا پاتا ہے۔ جھگوان کا بھجن آواہن یکہ ہوم اوجہ جاتیوں کو ہی مہتا ہے۔ ارے موندکھ کھن کھیا ہے پتا مبر بھی پاؤں اترتھ ہے جب چڑھے جو توں کا جل ان پتاؤ پر اچھوت - تو کیا میں پتا کی پوجا کرنے۔ پتا کے دشن کرے۔ پتا کے آگے اپنا سینس جھکانے پتا کے آگے اپنا منٹک گھسانے۔ پتا سے آشیر واد اپنے۔ پتا کو نینوں کے شر دھا

جل سے ہٹلانے پتا کے چروں میں پریم کے ٹپ چڑھانے کا کوئی حق نہیں؟ نہیں حق کچھ دیا اُس نے ٹھرم یو مار میں ہم کو یوہنی پیدا پتانے کر دیا سنسار میں ہم کو بشو کپشی کو جب حق ہے پتا کا نام رٹنے کا منڈل ہو کر ہمیں کیا حق نہیں ہے اُس جینے کا برہمن مطلق نہیں۔ ایک اچھوت کو دیو مند میں آنے۔ دیو مورتی سے سائے آئیں اٹھانے یا شدھ ہاتھوں سے اُس پھل پھول چڑھانے کا کوئی ادھیکا نہیں۔

اچھوت - تو پھر یہ آپکا دپار سر ششی نیم کے اوسا نہیں۔ اس تھن میں ذرا بھر بھی انصاف اور نیتی کا سچا نہیں۔

برہمن - ارے موندھ۔ اگیان اچھوت ہو کر ایک مہا گیانی کے سامنے پتا اور نیتی کا ذکر کو تپے۔ کاٹھ کی نوار لیکر شستر ہتھیار دھاری سورا سے یڈھ کر تپے۔ جو کچھ ہم نے کہتا وہ ہی ایشور کا فرمان ہے۔ وہی وید اور شاستر کا پڑن ہے۔

اچھوت - تو کیا اچھوتوں کے سر پر چوٹی نہیں؟ اُن کے کندھ میں گید پوت نہیں۔ زبان رام نام سے آشنا نہیں۔ اُن کے دلوں میں پریم بھگتی۔ شر دھا کیا نہیں؟ کیا اچھوت دو ہاتھ۔ دو پاؤں۔ ایک دل۔ ایک باغ۔ ایک جگر ایک کلیجہ اور ایک رُوح رکھنے والے انسان نہیں۔ جو کچھ ایک غریب سیدھے سائے بھولے بھالے ایشور بھگت ہندو کے پاس ہونا چاہئے۔ اُس کے پس ایسا کون سا مان نہیں کیا اچھوتوں کا دیوتا۔ گورو۔ دانا۔ پرکھو۔ کوئی اور، وہ آپکا جھگوان نہیں؟

ہیں بھی تو ہمارا ہے اسی اپنے پتیشور کا پتا پر تو ہے حق سائے ہی بیٹوں کو برابر کا پتا کے دوار کو ہم چھوڑ جائیں تو کہاں جائیں بڑا اندھیر ہے جو ہم پتا دشن نہ کر پائیں برہمن - ارے جا جا دشت۔ اس شدھ زبان سے اُس پریم پتا کا نام نہ لے۔ ورنہ جوئی سے خبر لوں گا۔ کوئی مقدمہ ہو کر اندوھر وادو لگا۔ جب چکی پیسے لگا۔ اوسا را پیمان بھول

جائے گنا

اچھوت۔ اُن جہازِ گور۔ داتا آپ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ کارن کہ آپ بنا کے برے بیٹے ہیں۔ تو بھی لکھو (چھوٹے) بھرتاؤں پر کچھ ڈبا کرو۔ ہم تم سے پناہ کی وراثت کا اور کچھ نہیں مانگتے۔ ورنہ نہیں مانگتے۔ پر بھوتائی نہیں مانگتے۔ مسک نہیں مانگتے۔ ویسے نہیں مانگتے۔ اُن مانگتے ہیں۔ قبول پناہ کی سیوا کا ادھیکار۔ اور جو کچھ بھی دنیا میں سکھدا ہی ہے سب کے لیے۔ جو کچھ بھی عزت یا بڑائی ہے سب کے لیے۔ پر پناہ کے نشن۔ پناہ کی سیوا۔ پناہ کی پوجا کا حق تو اپنے پناہ سے ان چھوٹے

اور غریب بیٹوں سے نہ چھینو ۵

تم اپنی یہ میری اور بڑائی پاس میں رکھو  
مگر پست کہو ہم سے پناہ کی شرن کو چھوڑیں  
برہمن۔ ارے دند سے باتیں کر۔ آگے آگے کہوں بڑھ رہا ہے۔ کیوں سر جڑ رہا ہے۔ پاجی  
دیو مودتی کو تو پوتر کر دیا۔ کیا اب مجھے بھی پوتر کر دینگا؟

اچھوت۔ میری کیا مجال جو آپ کو چھو جاؤں۔ رہا پناہ کا سوال۔ بھگوان ماما پناہ بھائیوں سے زیادہ ادا ہوتے ہیں۔ وہ تو نہ صرف اچھے اور پوتر بچوں کو گودی میں اٹھا لیتے ہیں بلکہ ہم جیسے سیلے کچیلے۔ بل اور موت سے بھرے ہوئے بچوں کو بھی چھاتی سے لگا لیتے ہیں۔ پھر میں کیسے مان لوں کہ وہ پناہ ہم چھوٹوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور آپ جیسے کے ساتھ زیادہ بہت کرتے ہیں۔ بڑے داپوتا ہیں اور بڑا گروہ وہ دیکھتے ہیں۔ بڑے اور چھوٹے سب بچوں کو کہ جیسا وہ کہتے ہیں پناہیں وہ بڑائی اور چھٹائی کہتے ہیں۔ جو سچ پوچھو تو وہ کیوں شردھا کا ہاؤں گے ہیں۔ برہمن۔ ارے مودک۔ پناہ لائے اور قابل بچوں سے ہی پناہ کرتے ہیں۔ تم جیسے الائقوں کو مارا خطی دیکر اپنی صحبت سے انکار کرتے ہیں۔ جب ہی تو ہم کو یہ بڑا دن دکھایا ہے۔ غریب اور دندری بنا یا ہے۔

اچھوت۔ اُن جہازِ بنا یا ہے۔ مگر اُن لئے کہ ہم دندری رہ کر اُسکے سچے پریم اور سچی بھگتی کے حقدار نہیں دیکھی اور دھنی لوگوں کو کیا نفرت کہ وہ مسکھ امدھن کے آرام کو چھوڑ کر ہمیں یا بھگتی کے عزدار بنیں ۵

پناہ کی پوجا کیا ہو شردھا دیا لو ہے داتا ہے  
جسے دینی ہو بھگتی وہ دیکھی اُس کو بنا تا ہے  
اُسے پناہ ہے بھگتی۔ پناہ جو نہ لگتا ہے  
جسے لینا ہو گودی میں اُسے پہلے گرا تا ہے



## وحدانیت کی آرتی

پرہنجو کا اپنے آدرم کرتی ہیں تو داس کی آنکھیں  
وہی گنگا کا جل ہے جس پر ہوں وشواس کی آنکھیں

خوش نصیب ہے وہ انسان جبکہ ویس شری گنگا جی کا دھیان ہے۔ دھن ہے وہ استھان  
جہاں شری گنگا دراجان ہے۔ مبارک ہے وہ دیش جہاں پوتر بھگیرتھی لہراتی ہے۔ وہ سچ سج  
سوندگ کے ستان ہے۔ سرو پارتھوں کی کھان ہے۔ سزودیشوں میں پر دھان ہے۔

جہاں گنگا ہے گو بند ویاں۔ گو بند جہاں واں گنگا ہے  
گنگا گو بند کے درشن سے وہ دھام اُتم اور چنگا ہے  
جن شردھا شانتی رکھن میں سیوا کر اُس سکھدا ہی کی  
کلیان جو کرنا چاہے تو بے بول تو گنگا مائی کی

اما شانتی میں شو بھا کی لہریں اٹھ رہی ہیں۔ وایو رہوا، نیل ورن جہاں شری گنگا  
کے پوتر چرنوں کو چوم رہا ہے۔ سوتدیا اپنی سنہری کرنوں سے آواہن میں مصروف ہے۔ پریشوں  
کے پوتر چرن مکوں سے شدھ ہوئے ہمالہ کی مقدس چوٹیاں جن کے سر عمر کے باعث سفید ہوئے  
گنگا کی تقدیس میں مسکار کر رہی ہیں۔ سن اُن کی آواز کو سن

ترنگنی گنگا بھی ہے اُن کراستان کر  
کچھ بھگیرتھ کی طرح بھاگیرتھی سے لالہ سے  
سن اے کان رکھنے والے سن۔ مقدس ہمالہ کی پوتر گھاٹوں میں بسنے والے لوگ جنوں کے  
ادھ کے اچارن کو سن۔ اُنکی اُس پریم مٹی بانی کو سن۔ جو پریت کی گھاٹیوں پر گھومتی ہوئی داہنی  
رووں کی ماہند شری گنگا چرن میں لین ہو جاتی ہے۔ اُن کے پوتر چرنوں کی صدا کو سن جو  
دور و دراز کے سرسبز میدانوں اور وسیع ویرانوں۔ بنلم سمندروں اور مہری بھری گھاٹیوں  
کو پریم درشا میں ہنلاتی ہوئی اپنے آپکے گنگا چرن کے اپن کر دیتی ہے۔ سن قدرت کی اُس  
مقدس اور زبردست آواز کو سن۔ جو چاروں دشاؤں میں گونجتی اور پانیوں کے ہر دلوں کو  
پوتر کرتی ہوئی جلکت تارنی کی خبر لیتی ہے۔

سُن شام کی وقت اُن تیاگی پُرشوں کی آرتی کی دھونی کو سُن۔ جس میں سنسار کے فام  
پکٹی گن اپنی سر ملی آوازوں کی شہنائیاں بجاتے ہوئے شامل ہو جاتے ہیں۔ یہی واحد  
اور شہتر کہ آرتی ہے۔ یہی جیون کا راز ہے۔ یہی ایٹور یہ رُخدائی آواز ہے ۵  
مگر مہر و انسان جو پُرسے دُنیا کے جھگڑو میں کوئی ہندی کے مَنوں میں کوئی اردو کے رگڑو  
وہ ہیں آواز سے محروم ہیں اس کو نہیں سُننے یہ سچے جیمان کے جو پھول کھلتے ہیں نہیں چھنے  
جگت کے فام جو ند دندا ور پرند و حدیث کی اس شہتر کہ آرتی میں شریک ہو رہی آواز  
کا کھیاں کرتے ہیں۔ اُن بکھجک کے اُن اکیان کو گوں کی کیا گتی؟ جو مادیت کی دلدل میں  
میں پھنسے ہوئے اپنے لاکھ کے احکام کو نہیں مانتے صوبوں اور زبانوں کی تقسیم میں تقسیم در  
تقسیم ہو کر غر و مفاشی کی غار میں گرے جا رہے ہیں ۵  
خود نمائی سے رُپے کیا کسی کے ہاتھ میں ساتھ یکس کے گئی جائیگی کس کے ساتھ میں  
ساتھ جانے کی نہیں یہ سمجھا ابھیماں کی ساتھ جو جائیگا وہ طاعت ہے اُس جھگڑا کی

## میرے اصول

- ۱۔ دوسرے ملک بُرائیاں کرنے سے اپنے ملک بھلا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اپنے ملک میں بھلائیوں  
پیدا کر نیسے اپنا وطن بھلا بن جاتا ہے ۵
- ۲۔ دوسرے مذاہب کی بُرائیاں ظاہر کر نیسے اپنا مذہب ترقی نہیں کر سکتا۔ بلکہ اپنے مذہب کی  
بھلائیوں کے چارے سے اپنا مذہب ترقی کیا کرتا ہے ۵
- ۳۔ میں دوسرے مذاہب کی اچھی باتوں کو مقصد سے برا کہہ کر اپنے مذہب کی کچھ خدمت انجام نہیں  
دے سکتا۔ بلکہ دُنیا کے تمام مذاہب کی بھلی باتوں کو اپنے مذہب میں دخل کر کے اپنے مذہب کی سب  
سے بہتر اور برتر بنا سکتا ہوں ۵ میرے نزدیک مذہب کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ بھلی باتوں  
کے اندر آنیکے لئے مذہب کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہے۔ لیکن مذہب کی عمارت سے بُرائیوں کے نکلنے  
کے لئے نالی بھی ضرور ہونی چاہئے۔ تاکہ بُرائیوں کے نکاس سے جو جگہ خالی ہو۔ اُس کو نیکیاں  
پُر کر سکیں۔ آپ دیکھتے نہیں کہ جس مکان میں نالی نہ ہو۔ وہ چند دن میں ہی غلاطت سے بھر جاتا  
ہے۔ اور گھر میں وبا پھیل جاتی ہے ۵
- ۴۔ میں اپنی اصولوں پر انسانی زندگیوں کو بہتر بنانے کا خواہشمند رہتا ہوں۔ دھونی پھن پڑا

# ہندی کے مشہور مسلمان شاعر رحیم ک شاعری

آج ہندی اور اردو پر جو بھٹیاریوں کی طرح لڑائی ہوتی ہے۔ وہ خود مسلمان بادشاہوں کے زمانے میں نہیں تھی۔ اہل قلم ہندی کی خوبوں کو خوب جانتے تھے۔ چنانچہ خان خاناں اور رحیم وغیرہ مسلمانوں میں چوٹی کے ہندی شاعر تھے۔ اس صنف میں ان کا پایہ بھی ہندو شاعروں کے کم نہ تھا۔ رحیم کو ہندی میں اچھا ملکہ تھا۔ جملہ اصناف سخن پر قادر نظر آتے ہیں۔ علم ہیئت، فصاحت، فلسفی وغیرہ سے بخوبی واقف معلوم ہوتے ہیں۔ ذہن رسا اور جود طبع خدا داد ہے۔ زبان بھی ہندو شاعروں خنسی صاف روزمرہ اور سلیس ہے۔ نشست، انفاظ بھی مرغوب ہے۔ خیال میں بلند پروازی۔ کلام میں سستی اور بندش پائی جاتی ہے۔ ہم کو بلا اور رعایت کہنا پڑا ہے۔ کہ اس زمانہ کے ہندو شاعروں سے بھی کچھ بڑھ چڑھ کر تلاش مضمون میں مانتہ مارا ہے۔ طبیعت ہمہ گیر معلوم ہوتی ہے۔ اچھے مضامین کی تلاش، انفاظ کا مناسب اور بر محل استعمال آپ کے کلام کا خاص جوہر ہے۔ بعض دہوں کا مضمون اس قدر صاف اور عین ہے۔ کہ ایسی حیرت انگیز قدرت کا نمونہ بہت کم کسی آدمی کے کلام میں پایا جاتا ہے۔ طبیعت میں روانی اور خیالات کی تازگی قابل تعریف ہے۔ کلام بتا رہا ہے کہ ہندی کی استعداد اچھی ہے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا۔ کہ آپ نے اردو شاعری کے بجائے ہندی شاعر بننا کیوں پسند کیا۔ کلام ملاحظہ ہو۔

دوہا

رحمن نچن سنگ بسی۔ لگت کلنک نہ کا ہی

دودھ کلا رن ماتھ لکھی مسکھیں سب تا ہی

(مطلب) رحیم کہتا ہے کہ بیچ آدمی کی صحبت میں نہ کر کیوں کلنک بیگم کا (نہیں ضرور گئے گا)۔  
کال کے ماتھ میں دودھ ہو۔ تو وہ بھی شراب سمجھا جائیگا۔

دوہا

رحمن بچ من کی ویتھا من ہی را کھو گوئے

سن اٹھی نے ہیں لوگ سب بانٹ دئے ہیں کوئے  
مطلب (جیم کہتا ہے۔ کہ دل کا درد و دلیں رکھنا چاہئے۔ کیونکہ اُس کو سُن کر سب لوگ ہنسی کر گئے  
بانٹنے والا کوئی نہیں ہوگا۔

دو

بگری بات بنے نہیں لاکھ کرو کن کو اے  
رحمن بگرے دودھ کو تھے نہ ماکھن بولے  
مطلب (لاکھ اداپے کرو لیکن بگڑی بات کا بننا مشکل ہے۔ جیم کہتا ہے۔ کہ بگرے ہوئے  
دودھ کو بولنے سے ماکھن حاصل نہیں ہوتا۔

دو

بچ کر کیا جیم کہی۔ سُدھی بھاوی کے ماتھ  
پائسہ اپنے ماتھ میں دانو نہ اپنے ماتھ  
مطلب (جیم کہتا ہے کہ کم اپنے ماتھ میں ہے۔ اُس کا پھل اپنے بس میں نہیں جیسے کہ  
پائسہ تو اپنے ماتھ میں ہے۔ دانو اپنے ماتھ میں نہیں۔

دو

جیسی پرے سوسہ ہے کہی جیم یہ دیہ  
دھرتی ہی پر پرت سب شیت گھام اور دیہ  
مطلب (جیم کہتا ہے اس جیم پر جو کچھ بھی نازل ہو۔ سہ لے کیونکہ مردی۔ گرقی اور مینہ دھرتی  
پر ہی پڑتے ہیں۔

دو

کہے جیم سمپتی سگے۔ بنت بہت بہو ریت  
وہت کسوٹی جو کسے۔ یہی سانچے بہت  
مطلب (جیم کہتا ہے کہ دولت کے متر بہت ہیں۔ یعنی بہت طریقوں سے بہترے دوست بن  
جاتے ہیں۔ مصیبت کی کسوٹی پر جو کھرا ترے۔ بچا بہت وہی ہے۔

دو

رحمن دیکھی بڑیں کو لکھو نہ دیکھے ڈار

جہاں کام آوے سوئی۔ کہاں کرے تلوار  
 رطلب (جیم کہتا ہے کہ بڑی چیز کو حاصل کر کے چھوٹی چیز کو کھو نہیں دینا چاہئے۔ جہاں سوئی  
 کام آ جاتی ہے وہاں تلوار کچھ نہیں کر سکتی ہے۔  
 روٹ

سے پائے سب کے وچن اوچھے ہو رچیم  
 سبھا وداشن پٹ گہو گدا سئے رہے بھیم  
 (رطلب) جیم کہتا ہے کہ مصیبت کے وقت اچھے برے وچن برداشت کر لینے چاہئیں سبھا میں  
 وداشن نے رد و پدی اکا چیرا مارا لیکن بھیم باوجود گدا پاس ہو نیکیے چپ چاپ کھڑے ہے۔

ان دوہوں کو دیکھ کر کون کہہ سکتا ہے ان دوہوں کا رچنا مسلمان ہوگا۔ آنا وہ دانا بھی  
 تھا جب دلوں میں بغض و عداوت نہیں تھا۔ درخشانات کے لئے مسلمان کو یہ روکاٹ دیتی تھی۔ کہ وہ  
 اپنی زبان کو بھیم باکرشن کے نام سے پوتر کرے۔ اور ہندو کو یہ بندش نہ تھی۔ کہ وہ ضرورت پر  
 تو محمد صاحب کا نام عزت کے ساتھ لے۔ یا کسی اچھی بت کا درخشانات لینے کے لئے ان کا نام لے۔



نیرنگ خیال

## بال کی ضمانت پر مال

کیر جی سڈتے ہیں کہ  
 کتے بوند بپھے گئے۔ کتے گئے بوے  
 ایک بوند کے کا رنے۔ انش کا ہے روے

مطلب یہ کہ پیدا ہوتے وقت کتنی ہی بوندیں رطلے، یوں ہی ضائع ہو جاتی ہیں۔ کتنے ہی خطرے  
 بیکام ثابت ہوتے ہیں۔ اگر کوئی آدمی مر جائے۔ جسکی پیدائش ایک بوند سے ہے تو انسان کیوں  
 اس کے لئے روئے اور داوا دلا جائے۔

جو قوم زیادہ گری ہو۔ وہ ہی اپنے ساتھیوں کے جد ہونے پر زیادہ روتی اور چلاتی ہے۔  
 برتن کے گرگروٹ جانے پر رونے اور چلانے سے حاصل بھی کیا جوتا ہے۔ اس کے لئے اپنی نیت



ہی سبق آموز و نشانات درج کرنے کی ..... ضرورت محسوس ہے ۔

ایشیائی ملکوں میں کہیں ایک جہاجن تھا۔ جس کے پاس مشہار دولت تھی۔ اپنے وقت کا ایک ہی مالدار تھا۔ حاجتمند کی حاجت روائی کرنے میں کبھی نہ چوکتا۔ جو کوئی بھی ضرورت مند آجاتا اور دست سوال دراز کرتا۔ خالی نہ جاتا۔ لین دین میں بڑا فیاض۔ اُسکے دینے کی ایک شرط تھی۔ بڑی صاف مگر وضع دار یعنی وہ روپیہ کے عوض ایک ٹونچھ کا بال برہن کر لیتا۔ اُس کے بڑے آہنی صندوق میں بڑی ہونٹنی خوبصورت اور مرقع ڈوبے ٹونچھ کے بالوں سے بھری رہتی جو کوئی قرض لیکر جاتا۔ ٹونچھ کا ایک بال برہن کر دیتا۔ اور روپیہ واپس کر دینے پر ٹونچھ کا بال صحیح و سلامت لوٹا لیتا ۔

اتفاق سے ایک ہندوستانی ناں جانچوا۔ جہاجن کا لین دین کا تذکرہ کہیں سے سُن لیا۔ ویلیں سوچا۔ کہ عقل کا اندھا ہے تو چلو ہم بھی گناٹھ کے پوتے بنیں۔ ایسا پودم ہے مال جانے۔ تو پورا بارہ ہیں۔ ٹونچھ کا ایک بال کیسا رنگے سب مانگے گا۔ تو دینے میں نقصان ہی کیا گھر کی کھیتی ہے۔ پھر اُگ آئیگی۔ بے محنت کا مال ملے۔ تو کون اتن ہے جو پلہ پسلا کر لے ۔ ہندوستانی اُسی جہاجن کی کوٹھی پر پہنچا۔ جہاجن نے آؤ بھگت کی۔ اور اُنے کا سبب پوچھا اُس نے اپنی بے بسی اور بے کسی کو نہایت ہی وقت خیر لہجے میں بیان کیا۔ کہ سیٹھ جی کیا کہوں ۔ مفلسی میں آنا ٹھیکلا۔ تجارت سے لے مانگ کر رقم لایا تھا۔ رستے میں دہزنوں نے ٹوٹ لی۔ تجارت کس کی۔ روٹیوں سے محتاج ہو گیا۔ سلبے آپ محتاجوں کے لئے فیاضی کا اقرار ہیں کچھ رقم سے انداز کرو۔ تو تجارت سے لگا کر کوڑی کوڑی چکا دوں گا۔ پرویس میں یا خدا ہے باقم۔ جسکے ویلیں ہمدردی کا جذبہ ہے وہی اہل انسان ہے۔ جو ہر کے بغیر توار بیکار۔ چمکے بغیر موتی فضول ۔

جہاجن نے ساری باتیں غور سے سُنیں۔ اور محبت سے جواب دیا۔ بھائی روپیہ کی کمی نہیں۔ تیک صفا ضروری ہے وہ شخصی نہیں۔ جائیداد کی نہیں۔ صرف ٹونچھ کا ایک بال لے جاؤ۔ اور جس قدر درکار ہو۔ لے لیاؤ۔ یہاں تو پہلے ہی ہمدردی کا گلا کر و فریب کی توار سے کاٹنے کی نچت و پڑ ہو چکی تھی ہندوستانی نے ٹونچھ سے ایک بال کھینچ لیا۔ اور سامنے رکھ دیا ۔

جہاجن نے صندوق سے بالوں کی ڈوبہ نکال۔ بہت سے بال اُتے رکھے تھے۔ اُس کو بھی حفاظت سے دھر دیا۔ اور منیم کو حکم دیا۔ کہ جس قدر روپیہ مانگے دیدو ۔

ہندوستانی دل ہی دل میں خوش ہے۔ ایسے مہیاں بد صورت و زلیں۔ تو کون پاجی ہے جو کمانے جانے بے رغبت میں پانی بل جائے تو کتنا کھو دے کی سرزد وی سے فائدہ۔ پانچزار کی بھیل بغل میں دبائی اور میں پڑا۔ ایک بال کا مال۔ ایسے کم عقل سے زیادہ کون ہو فون ہو سکتا ہے وہ نزدیک بغل میں دبائے دن بھر بازاروں میں بھرا۔ رات آئے تو فرار ہونے کی بھڑائی۔ کون سی خبر ہے جو ڈگر ہی ہوگی۔ کون سی جا بڈا ہے جو بلام کرانے لگا۔ عقل کے اندھوں کی اسی طرح ناش ہوا ہے۔

دن سورج کی آخری گھڑیاں گن رہا ہے۔ بازاروں سے ایک جلوس بڑی دھوم دھام سے گزرتا ہوا دکھائی دیا۔ خوشی کا کوئی ساز نہیں جو بھجنا ہو۔ فرحت کی کوئی علامت نہیں جو نظر آتی ہو۔ دھول باجے گاتے آتش بازی سب کچھ ہے سب لوگ نئے لباسوں میں۔ بچوں کے مار ہر ایک کے گھٹ میں۔ گلاب پاشوں سے خوشبوؤں کے فوائے چھٹ ہے ہیں۔ آگے آگے ایک بند گاڑی بچوں سے لدی ہوئی جا رہی ہے۔

ہندوستانی اس تزک احتشام اور جلوس کی شان کو دیکھ کر نہ سکا۔ جی میں آیا۔ کسی سے پوچھیں۔ عزت ہے تو کس کی جلوس بنے تو کیسا۔ سنا ہی تھا جن جلوس والوں میں نظر آیا۔ دُعا سلام کی۔ بدیتی کا مار پوچھ بیٹھا۔ سیٹھ جی کس کی برت ہے حضرت کرسی مالدار کی ہوئی۔ زونٹی کے کیا کہنے۔ جہاں نے جواب دیا۔ بھائی برت نہیں۔ برادری میں ایک فوجان لڑکا فوت ہو گیا۔ اس کا جنازہ ہے۔ بھائی بند نشان کو جا رہے ہیں۔

شامت اعمال ہندوستانی کہہ بیٹھا۔ واہ فوجان لڑکے کا جنازہ۔ اور برت کی سی زونٹی ایک کی بھی آنکھ نہ نہیں کسی کے بھی چہرے پر غم کی علامت نہ رخ کے آثار؟

جہاں نے کہا۔ دُنیا میں کوئی ایسا بھی ملک ہے جہاں لوگ کسی کے مرنے پر روتے ہیں؟ اُس نے کہا جی ہاں کیوں نہیں۔ دُنیا کی جلنے دیکھئے۔ خود ہمارے ملک میں مرنے پر رینگے سمبندھا فہ ماتم کرتے ہیں کچھ تیاں پیٹ لیتے ہیں۔ نوع نوح کی چیز سے بگاڑ لیتے ہیں۔ ایسے روتے ہیں کہ

الان

جہاں کے دل پر کچھ بوجھ سا اپڑا۔ چہرے کی ہوا تیاں اور تیش۔ جلوس سے علیحدہ ہو کر رو گیا اور واپس ہی کھڑے ہوئے پولس ملے کو آواز دی۔ اور کہا۔ جو سویرے لانے میرے وہ پانچہڑا سوچے دید و بس انکار یا انکار کی ضرورت نہیں۔ نہ ہی کیفیت طلب کرنے کی فرصت۔



# وادئی کشمیر

## ایک غیر ملکی سیاح کی نظروں میں

ہر صبح ہے یہ خدمتِ فور شبید پر ضیا کی  
کروں سے گوندھتا ہے چوٹی ہمالیہ کی  
ہے رشکِ جبر ذرہ اس منزلِ کہن کا  
نندا ہے برگِ نخل سے کاٹا بھی بس جن کا

یورپ کے فاکٹر بریئر نے اپنے سفر نامے میں وادئی کشمیر کی جو منظر تصویر کھینچی ہے۔ اُس کا یہ  
تھوڑا سا عکس خالی انڈیچسپی نہیں ہوگا۔ لکھتا ہے کہ وادئی کشمیر میں اُترتے ہی درجہ حرارت اور نظر  
میں حیرتناک تبدیلی ہوگئی۔ ہم اچانک منطقہ حارہ سے منطقہ معتدلیں آگئے۔ تھوڑی دُور آگے بڑھ  
کر دونوں اطراف نے ایک حیرت انگیز مقابلہ پیش کیا۔ جنوبی طرف جو مہندستانی اور ولایتی پھولوں کے  
تَدْرِتی گُلوں سے بھری ہوئی تھی۔ ساتھ ملتی تھی۔ شمالی طرف کی ٹوٹ ایک دوس نشانِ باغ  
تھا جس میں ولایتی پھولوں کی قطاروں کو ترو تازگی اور فرت جُم رہی تھی +

چٹانوں کے درمیان شاندار سیرمھیاں منظر کی خوبصورتی پر چار چاند لگاتی تھیں۔ ان میں  
سے ایک ایسی بھی تھی رُوِ چشمِ آبشار جسکی نظیر ملنی مشکل ہے میں نے ایک بلند پہاڑ کے پہلو کی طرف  
سے اُس کے فاصلے پر سے دیکھا۔ پانی کی ایک شفاف ندی ہرے ہرے درختوں سے ڈھکی ہوئی اور ایک  
تار ایک اور عین گزرگاہ سے گزرتی ہوئی نہایت بلندی سے بڑی سرعت اور تیزی کے ساتھ گرتی تھی  
اُسکے گرنے کے شور و غل سے کان بہرے مٹے جاتے تھے +

کشمیر کی سیراب شدہ اور سرسبز وادی کی ایک زرخیز اور مزروعہ باغ کی شکل تھی۔ جسکے ہری  
ہری گھاس کے کھیت۔ اُگوروں کے قِطعے۔ چاول کی گہلوں اور زعفران کی دُغریب کیاریاں  
دیکھ کر دل ہاتھ سے نکل جاتا تھا۔ ساری زمین خوشنما پھولوں اور رنگین پودوں سے رنگی ہوئی  
تھی۔ بسبب۔ ناشانی۔ آلو پچے۔ زرد آلو اور فروٹ کے دخت میٹھے اور لذیذ پھلوں سے لکے  
ہوئے تھے۔ تَدْرِتی باغوں کے علاوہ مصنوعی باغ بھی کسی پہلو سے کم نہ تھے۔ وادئی کشمیر کی  
وادیوں (مری نگر) بہتے ہوئے شفاف اور شیریں چشموں سے مٹی ہوئی تازہ پانی کی جھیلوں پر

واقع ہے۔ دریائے جہلم شہر کے بھوپن پنج بڑے ناز و انداز کے ساتھ خزان تھا۔ اہل ان ہنروں کے ذریعے جھیلوں سے ملتی تھی۔ جھیلوں کے چلانے کے لئے کافی چوڑی بھٹیں۔ دیوار پر دو لکڑی کے پل تھے۔ اچھے تعمیر ہوئے دو اہل منور شاہ زار چوبی مکانات تھے۔ اکثر کے خوبصورت بارغ تھے۔ اور بہتروں کے ساتھ جھیلوں سے آمد و رفت رکھنے والی ہنریں بھٹیں جھیلوں کے چھوٹے چھوٹے جزیروں میں بھی خوشگوار بارغ تھے۔ ہنروں میں موسم گرا کے مکانات سیفیدہ کے درختوں اور زرد رنگ کے گھاس کے فرشوں سمیت یہ لائٹنی چمنستان قدرت اور صفت کے ولداوں کو نہ چکنے والی اپیل کرتے تھے۔ واقعی سر زمین عالم کا کوئی قطعہ ہندوستان کی اس جنت نشان وادی کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

پیادے دوستو! جس سر زمین کی تعریف میں غیر ملکی سیار بھی اس طرح طلب اللسان ہیں اور جس کی قدر قیمت دنیا کی نظروں میں اتنی و نفاذ ہے۔ اس سر زمین پر رہتے ہوئے اگر ہم اسکی ینرگیوں اور ولفر میوں سے روح کو لطیف بنانے کی بجائے باہمی بغض و عناد کی آلائشوں سے کثیف بنالیں تو ہم سے زیادہ کم فہم اور بد نصیب کون ہوگا؟

## قدرتی سنا کا ایک سنگیت

یعنی  
خوشخوار شکاری اور بے بس تخیلی

اس زندگی کا پیرا بھی کس میں کہاں نہیں  
کیا تجھ ہی ان غریب بجا روئیں جان نہیں  
کمزور بیکسوں کو نشانہ بنائے تو  
اس واسطے بے تجھے پیر و کماں نہیں  
مگر شکار کا ولداہ شکاری اس بھید سے ناواقف ہے۔ وہ سامنے ہرے اور چکنے قوں سے  
تایاں بجا کر بسیط مضامین متحرانہ گونج پیدا کرنے والے بوڑھے میل کے پیر پر بیٹھے ہوئے  
رنگین پروں والے بیگناہ اور بے زبان چھٹی کو تیر جفا کا نشانہ بنانا چاہتا ہے۔ قدرت کی  
خوبصورت سازگی کے ایک ٹریلے اور با ایک تار کو توڑنے کا خوشی ارادہ۔ بے رحم حوص کے  
بے درد پہلوئیں چھپائے ہوئے اسنے بد نصیب طائر کی طرف دکھا۔ ظالم کی قبر بھری آنکھیں  
مظلوم کے دل پر خوف و خطر کے بادل برساتی ہیں۔ تخیلی نے ملک الموت کی مانند اس کی کھڑے ہوئے

دیکھا۔ اور بے بس لاچار کی مانند اپنے آپ کو مجبور پایا۔

کاش اپنی موت سے انسان ہوتا باخبر بے زبان مظلوم پھرتے پھر جہاں میں غمِ خاطر  
دوسروں کو مارنا ہے اپنی لذت کے لئے یہی شکرانہ ہے ناشکرے کا صفت کیلئے  
بچنے کی صورت کہاں۔ کمزور کے ساتھ زور اور زور آور کے ساتھ منت اور خواہد سے کام  
چلتا ہے۔ پیچھے نے اپنے چمکدار پروں کو پھڑپھڑا کر احسان فراموش آنکھوں کو قدیمت کا ملہ کی  
ایک خفیف سی جھلک دکھلائی اور عاجزانہ لہجے میں بولا۔

شکاری! کیا تسبیح میری معصوم زندگی کی چھوٹی سی وسیلہ کشتی کو خواہش کے سیلاب  
میں ڈبا رہی چاہتا ہے۔ جو بے زبان جانور آسمان کے گرلے ہوئے ایک اولے۔ اندھی کے ایک  
معمولی جھونکے۔ بارش کی ایک خفیف سی برچھاڑ سے نابود ہو جائے۔ اس کو اجل کا نشانہ بنا کر تو  
کیوں خون ناحق کا مجرم بننا ہے۔

جس کو سمجھ رہا ہے تو اعلیٰ طبام ہے وہ پرہیز چار اور یہی پونجی تمام ہے  
نیچے تو ایک کدے کا بھی میں جا بچتا نہیں کھائے تو ایک فٹ کا بھی ناشتہ نہیں  
اگر تو صبح کی دھندلی اور ٹھنڈی فضا میں گونجنے والی میری ٹریل آواز تیری بوند  
میں غل انداز ہے۔ تو تیری قسم بوندہ میں قدیم آبیالی طبیعت پر جبر و رنگ۔ دونوں بھٹکے  
والی میٹھی دلیوں کا دفتر دلیں ہی میٹھ کر رہ جا یا کروں گا۔ اپنے ملک کی شکر گزاری  
کے جذبات دل کے خاموش طہنور سے پر ہی گا یا کروں گا۔ تو پراتما کے لئے میری موت کے پتر  
محبت کے نکش میں رکھ لے۔ تجھے دعا دوں گا۔

اگر تو سمجھتا ہے کہ پراتما کے گہرے اور چوڑے تالابوں کا شفاف پانی پینے اور وسیع کھیتوں  
میں خوشوں کے گرے ہوئے بیکار دانوں سے پیٹ بھر لینے میں تیرا کچھ نقصان ہے۔ تو میں آئندہ  
اس حق کو بھی چھوڑ دوں گا۔

قسم تیری دلوں کا میں میٹھی دلیاں ہرگز بھروں گا میں دیکھتوں سے کبھی پھر چھوٹی ہرگز  
میں اپنے گھونسلے میں ہی خدا کی یاد کروں گا نہ رکھوں گا کوئی خواہش جگر فواد کر تو تنکا  
تو میری زندگی کی اس مختصر سی جھونپڑی کو جبکی معصوم چھت کے نیچے میرے چھوٹے چھوٹے  
نوان پئے آرام پا رہے ہیں۔ براہِ ذکر۔

لے آجھے شکاری۔ دیکھ شام ہو گئی۔ مٹا کی چوٹ سے میرے دل کے تاریں تھرا رہے ہیں

یہاں سے دودھ کیل میں میرے پتے بھوک اور پیاس سے بلبلا رہتے ہو گئے۔ اُن کی چوڑیوں نے قد سے بھنڈا اور انساؤں کے میکار و پھروں سے جمع کی ہے۔ میرے خلق میں رکھی ہے۔ دیکھ میرے خلق میں ایک میری ہنسن میرے چار بچوں کی بھی جان ہے بتری حرص کا پترا بنائیت کی چٹکی سے بخل گیا۔ تو ایک نہیں چار گلوں پر چھری پھر جائیگی۔ اگر میری بنصب زندگی تیری آرزوں کی بیدی پر بیدار ہو گئی۔ تو میرے معصوم بچے میری جڈائی میں تڑپ کر مر جائیں گے۔

ایک بچہ ہنس کے لئے تو پانچ کی ہتیا نہ کر      بال بچے ہونگے تیرے بھی مارے ایسا نہ کر  
اپنے بچوں کے ہی ہمدے میں سیر بچوں کو چھو      پانچ بیویوں کی یہ چھوٹی سی مری جی نہ توڑ  
اُن معصوموں کی اُن آہوں سے دُجہ جہن اور رات دو وقتوں کے بٹنے ہوئے دیکھی دلوں کے  
ذمہ خورہ گوشوں سے بکل کرتے تیر کی مانند آکاش میں اڑیگی اور انصاف اور دم حاصل کر نیکی  
لئے اُس سر و سکنیمان کے چروں کو چومیں گی جس کا قانون موت کی مانند اٹل ہے جس کا انصاف  
دودھ کا دودھ اور بچل کا بچل ہے۔ اور جس کا تہر گنہگار کو سزا دینے سے کبھی نہیں بچو کا۔  
لے نیک شکاری۔ دیکھ میرے ایک بچوں کا بدلہ تو کس طرح چکائیگا۔ اس خلی ارادے سے با  
آ۔ اور مجھے بلا خوف خطر اُس بیٹا آدمی میں اڑنے سے جس میں سے گزر کر میرے بچوں کی محبت  
کا لطیف پیغام میرے نازک ل کے صاف پیٹے پر منکس ہوتا ہے۔

گوش رانا ہی سے سن لے انتجا معصوم کی      آہ و زہ ہے بُری اک بے زبان معصوم کی

## میرا بھارت ورش

سوڈرگ سے بڑھ کر ہے شو بھاس پشی امتحان کی      دشو میں بھومی نہیں ہے دوسری اس شان کی  
جس جگہ پیدا ہوئے رکھو کل تک اور جاگی      کس طرح جہاں ہو وطن اپنے ہندوستان کی

یہی بھومی ہے جس کے گن آپس میں بھی گاتی ہیں      ہیں پر چوٹیاں پر بت ہمالہ کی سہاتی ہیں  
ہیں پر سوڈرگ سے دھالائیں اُرت جل کی آتی ہیں      شری بھاگرتھی کے فعل کی ہریں ہلبھاتی ہیں  
ہیں پر دھرم چرچا سیتہ کا دیو مار ہوتا ہے      اسی بھارت ورش میں دشمنو کا ونام ہوتا ہے

# رامائن بھاشا

سندر بن کسمت ات شو بھا  
گنجمت چچریک مدہ لوبھا

• خوبصورت پھولوں سے بھرے ہوئے جنگل پر ہمارا آئی۔ اور وہاں پر مدہ (شہد) کی لالچ سے بھٹکے گرنے لگے ہیں •

منگل روپ بھٹے بن تب تے  
کینھ نو اس رام پت جب تے

منگل روپ بن تب ہی سے ہو گیا روفی، اتنی پھول پھولاری پر جون آگیا (جب سے شری رام چندر جی نے اس بن میں) اس کیا •

برکھا کال میگھ بنھ چھائے  
گر جت لاگت پر م سہائے

برکھا رت کے جو بلبل آکاش میں چھاپے ہیں وہ گرجتے ہوئے بہت ہی جگے معلوم ہوتے ہیں۔  
• ران کو دیکھ کر شری رام چندر جی بچپن جی سے فراتے ہیں (

پچھن دیکھو مور گن ناچت بار د سپیکھ  
گر ہی برت رت پرکھ جم بشن بھگت کا دیکھ

پچھن جی دیکھو تو مور بادلوں میں پانی کی لہر دیکھ دیکھ کر کیسے خوش ہو کر ناچ رہے ہیں جیسے  
پیراگی گرہستی لوگ (خدا پرست) دشمن بھگوان کا درشن پا کر خوش ہوتے ہیں وغیرہ کیسے تشبیہ و  
تمثیل کی قوت سے نفسِ مضمون میں کس قدر دلکشی پیدا ہو گئی ہے) •

گھن گھنڈ بنھ گر جت گھورا  
پریا من ڈر پت من مورا

بادل جو آکاش میں اُمنڈ اُمنڈ ہو بڑے زور سے گرجتے ہیں ران کو سن کر میرادل اپنی  
پیاری رجا کی جی اسے پاس نہ ہونے سے ڈرتا ہے •

دامن دلم چھپت گھن ماہیں  
کھل کی پریت جتھا تھر ناہیں



دیکھو اے چمن۔ یہ چنچلی بادل میں چمک چمک کر پھر بادلوں میں ہی کیسے چھپ جاتی ہے  
اوپھے کی پریت رکم طرف کی محبت (مٹھوڑی دیر میں جاتی رہتی ہے رانا قابل اعتبار ہوتی ہے) تشبیہات  
نے چو پائی میں جان ڈال دی ہے +

برکھیں جلد بھوم نیراٹے جتھا نویں بدہ بدیا پائے  
پانی سے بھرے بادل زمین کے قریب آکر اُبھوم اُبھوم کر کیسے برستے ہیں۔ جیسے پنڈت بدایوں  
کو پا کر جھمک کر چلتے ہیں رادل زمین کے قریب آکر اس طرح رہتے ہیں جیسے علم حاصل کے غلام منکر اور  
فوتوں میں جلتے ہیں۔ جس طرح پانی بادل سے بھرا ہوا رہتا ہے۔ اسی طرح علم بزم سے بھر پور رہتے  
ہیں (کتنی خوبصورت اور بلیغ تشبیہ ہے +

بوند اگھات سہیں گز کیسے کھل کے بچن سنت سہیں جیسے  
پریت مینہ کے بوندوں کی چوٹ اسی طرح سہہ ہے ہیں۔ جیسے اچھے لوگ ششوں رجاہوں  
ظالموں کی سخت کلامی ہتے ہیں جس طرح اچھے صابر شاگرد لوگوں کو جہلوں کی گالی گلوچ سے اذیت  
نہیں ہوتی۔ پہاڑوں کو بھی بوندوں کی چوٹ سے اذیت نہیں پہنچتی (کیسی دلکش اور اخلاقی تشبیہ ہے +  
چھدر ندی بھر چل اترائی جس تھور سے دھن کھل بورائی  
چھوٹی چھوٹی ندیاں پانی سے بھر بھر کر آپے سے باہر ہو کر بھلی ہیں۔ جیسے کوئی ادھماکم طرف  
آدھی کچھ روپیہ پا کر بولا ہوا جاتا ہے اور اتر کر چلتا ہے۔ بلاغت یہ ہے کہ ندی کا پانی اس کا اپنا نہیں  
ہے۔ بلکہ برسات میں اُدھر اُدھر تال تیلوں سے آگیا ہے +

بھوم پریت بھاڑھا بر پانی جم جیسوہ مایا پٹانی  
زمین پر پاک صاف پانی ٹگر کر یوں لگندلا اور ناپاک ہو رہا ہے۔ جیسے روح مایا کے بندھن  
رُنیکی آلائشوں میں لپٹ کر) تہ مکدر ہو جاتی ہے۔ سُحان اللہ کوئی شعر اخلاقی نتیجے سے خالی نہیں  
یہی وہ شاعری ہے جو کشش سے بھی نہیں آتی۔ طرز بیان کو سحر اور شعر کو حکمت اسی بنیاد پر کہا گیا ہے +  
سمٹ سمٹ جل بھریں تلاوا جم سدگن سجن سپہ آوا  
پانی سمٹ سمٹ کر تالابوں میں اس طرح آ رہا ہے۔ جیسے نیک آدمیوں کے پاس اچھی نصیحتیں  
خود چلی آتی ہیں۔ شاعری اسے کہتے ہیں۔ ہائے اُردو شعرا غور کریں اور سنبھلیں +

سرنا سر جل ندہ ماں جانی ہوئے آچل جم جن ہریائی  
ندی نالوں کی پانی سمند میں جا کر یوں گم ہو رہا ہے۔ جیسے عارف لوگ خدا کو پا کر خدا ہی میں گم ہو جاتے ہیں

دروا  
بوت بھوم ترن سنکل سمجھ پڑے پھیں پنہتہ  
جم پاکھنڈ بوا دتے گنت ہو نہ سر گرنتہ

گھاس کے گھنے ہونے سے زمین ہری ہری ہو رہی ہے۔ رستہ نہیں سوچھ پڑتا۔ جیسے  
پاکھنڈیوں رکم علم کھنے والے اکے جھگڑے اور مباحثے سے اچھی کتھا اور وید وغیرہ کی سچائی  
چھپ جاتی ہے۔ اور لوگ ادھر ادھر ٹھکنے لگتے ہیں۔

وادر دھن چھول اور سہائی وید پڑھیں جن ہٹ سمدائی  
مینڈکوں کی آواز چاروں طرف سے کیسی بھلی معلوم ہوتی ہے۔ گویا کہ ویدال میں بہت  
پنڈت وید پڑھ رہے ہیں جن لوگوں نے بنارس میں کبھی بہت سے پنڈتوں کو گنگا جی کے سنائے  
وید پڑھتے دیکھا ہوگا۔ وہ اس شبہ کا بخوبی نطف اٹھا سکتے ہیں۔

کھوجت کتھوں بے نہیں دھوری کرے کرودھ جم دھرم دوری  
خاک دھول تو کہیں ڈھونڈے سے بھی نہیں مل سکتی ربرسات کے پانی نے اسکا اس طرح  
نشان مٹا دیا ہے جس طرح غصہ دھرم کو مٹا دیتا ہے۔

شش سمپن سوہ بہہ کیسے اپکاری کی سمپت جیسے  
کھیتی کی بارڈ سے ساری زمین ایسی خوبصورت معلوم ہوتی ہے۔ جیسے دھرمنا لوگوں  
کی (فیاض) دولت بڑھتی رہتی ہے۔

کرکھی نرا دین چتر کسانا جم یدھ تجیں موہ مدانا  
اپنے اپنے کھیتوں کو ہوشیار کسان لوگ نہاتے ہیں رکھت ہیں سے گھاس پھوس نکال کر  
پھینک دیتے ہیں جس طرح اچھے لوگ اپنے دل کو دنیا کی تمام آلائشوں سے پاک صاف کر لیتے  
ہیں۔ بنایت کیف انگیز چو پاٹی ہے۔

دکھیت چکر واک کھگ ناہیں کلہہ پائے جم دھرم نشاہیں  
چکئی چکوا ایسے غائب گئے ہیں جس طرح لڑائی جھگڑے سے دھرم جاتا رہتا ہے۔  
ببدھ جنت سنکل جہہ بھراجا پڑھت پر جاجم پائے سراجا  
طرح طرح کے کردوں کوڑوں سے بھری ہوئی زمین کیسی اچھی معلوم ہوتی ہے۔ جیسے  
سند راج کو پا کر بھڑکتی ہے۔

۱ کہوں دوس ماں نہو تم کھونگ برگٹ پتنگ

اچھے بننے یگان جم پائے سسک سنگ  
 کہوں چلے مارت پر بل جنبہ تہنہ میگہ بلاین  
 جم کھوت کے جنم تے سب کل دھرم نشاین  
 (۱) اکھی تو دن میں گھٹا ٹوپ اندھیرا چھاجاتا ہے۔ اور کبھی سورج نکل آتا ہے (روشنی آجاتی ہے) جیسے تھی محبت سے غفل و تیز آتی ہے۔ اور کبھی محبت سے غفل جاتی رہتی ہے۔  
 (۲) اکھی تیز ہوا کے چلنے سے بادل غائب ہو جاتے ہیں جیسے کھوت کے پیدا ہونے سے خاندان کے سب دھرم برباد ہو جاتے ہیں۔ بہارہ برکھارت اور شہر ورت رجاڑے کا موسم آکے پلنے کے متعلق دو دو بے گسائش ٹکسی دس جی نے کہے ہیں جیسا کہ اگلی چو پائی سے ضرورت کا آنا ثابت ہوتا ہے۔

برکھا بگت ضرورت آئی دیکھو پھمن پر م سہائی  
 راجہ رام چند راجی فرماتے ہیں۔ برکھارت تو گر رگئی۔ اور سرد موسم آگیا۔ آکے پھمن دیکھو  
 پرکٹ کھی کھنی سہادنی ہے۔

پھولے کا سکل میہ چھائی جن برکھا کرت پرگٹ بڑھائی  
 اُجلے اُجلے پھولے ہوئے کاسوں سے زمین کیسی بھری ہوئی ہے۔ گویا کہ برکھارت نے اپنا بڑھا پانی دکھا دیا ہے کہ کسی بلا ویز تشبیہ ہے۔

رس رس سوکھ سرٹ سرپانی ممتا تیاگ کریں جم یگان  
 آہستہ آہستہ ندی نالوں کا پانی دن بدن کیسے سوکھنا جاتا ہے جب طرح خدا رسیدہ دھیرے دھیرے دنیاوی محبت کو چھوڑتے جاتے ہیں۔

سکھی من گن نیرا گادھا جم ہرشدن نہ اکیو بادھا  
 گہرے پانی میں چھیلیاں آرام سے رہتی ہیں ران کو پانی کے سوکھنے کا ڈر نہیں رہتا جس طرح خدا رسیدہ لوگوں کو کسی قسم کا خوف و خطر نہیں رہتا۔ نہایت پاکیزہ چو پائی ہے خیال کرنے سے کیف پیدا ہوتا ہے۔

مُند رکھک مرگ تانا روپا مُند رکھک مگر انوپا  
 جھنڈ کے جھنڈ بھورے کو بچتے ہیں۔ ہر قسم کے چرند پرند روشنی سے پھولے نہیں سکتے  
 چکر داک من کوکھ نش سیکھی جم ورجن پر سمپت دیکھی

چکوا چکوی کورات دیکھ کر اس طرح رنج ہو رہا ہے جس طرح بُرے آدمیوں کو دوسروں کی دُلت دیکھ کر ہوتا ہے۔ مشہور ہے کہ کورات کو چکوا چکوی رسوا بک جوڑا اُتار دیا جاتا ہے۔ اگر چکوا دیا کے اس پار رہتا ہے تو چکوی اُس پار چلی جاتی ہے۔ اور کورات بھر دونوں ایک دوسرے سے بگاڑتے رہتے ہیں۔

چانک رشت ترکھات ادھی جم سکھ لئے نہ شنکر دروہی  
پیہا پیاس کے واسے پکارتا ہے۔ اس کو سکھ نہیں ملتا۔ جس طرح شری شوجی جہاراج کا دشمن کبھی چین نہیں پاتا۔

دیکھیں بدھ چکور سداٹی چتوین جم ہرجن ہرپاٹی  
چکوروں نے جھنڈ چندران کو اس طرح دیکھتے ہیں۔ جیسے جھگت ہر بھگوان کو پا کر دیکھتے ہیں۔

بھوم جیوننکل رہے گئے شہر دت پائے  
سدگرہ لے تے جان جم سنشے بھرم سداٹے  
زمین کے کپڑے کوڑے جاڑے کے موسم میں اس طرح برباد ہو گئے ہیں جس طرح اچھا اور سچا گورو ملنے سے ڈراور بھرم جاتے رہتے ہیں۔

## ہم لوہ مارا پر ابھین خزانہ

کون ہے جو اپنے قیمتی خزانوں کی نگہداشت نہیں کرتا۔ کون ہے جو اپنے جواہرات کو زلزلے کی دستبرد سے محفوظ رکھنے کی کوشش نہیں کرتا۔ لیکن ہم ہیں کہ سنسکرت کے اُن بہترین جواہر یوزوں کی بھی پرواہ نہیں کرتے جو غیر مملکت کے قوتوان ہمارے سامنے رکھنے کے لئے تیار ہیں۔ یورپ کے مشرقی سکالروں (اور یا تھی) اپنی قماش سے سنسکرت زبان کی پراچین و دیباؤں کو دینا کی نظروں میں لائے اور مروجہ زبانوں میں ترجمہ کر کے انہیں نیست و نابود ہونے سے بچانے کے لئے کمر بستہ ہیں۔

ڈاکٹر وائٹز (J. W. Witz) (۱۸۷۱ء) صاحب لکھتے ہیں کہ جس طرح بھارت و شرینا

کی ایک زرخیز مٹی ہے۔ ویسے ہی خیالات کی بلند پروازیوں اور سائنس کے کمالات کا بھی بھندار ہے۔

”ولیم ہنٹر“ اور ڈاکٹر ایلفینسن نے اپنی تواریخوں میں ہندوؤں کے علم ہیئت کی بہت تعریف کی ہے۔ علم ہیئت کی طرف صرف وہی خوش قیمت تو میں توجہ دے سکتی ہیں۔ جو ہندو اور خوشحال ہونے کے علاوہ ریاضی، فلسفہ اور سائنس میں بھی سہمہ دل ہوں۔

”کاؤنٹ بی جابرٹ جونا“ نے اپنی تصنیف (The Jony of hindus) میں لکھا ہے کہ ہندو کججگ کے شرف میں علم ہیئت میں کمال حاصل کر چکے تھے۔ ہندوؤں کی گنت و دیا کے روستے کل جگ حضرت مسیح کی پیدائش سے (۳۱۰۲ سال) پہلے ۲۰۔ فروری کو ۴ بجکر ۲ منٹ اور ۲۰ سکند پر شروع ہوا تھا۔

دوسرے مصنف ”بیلی۔ جینٹل“ اور پیٹریز بھی کاؤنٹ کی تائید کرتے ہیں۔ اگر ۳۱۰۲ سال قبل از مسیح علم ہیئت کی یہ حالت تھی۔ تو تو کیا اسکی ابتدا کئی صدیاں پہلے دواپر میں ہوئی ہوگی۔ اور ریاضی و فلسفہ تو اس سے بھی کئی ہزار برس پہلے پورے جوہن پر ہونگے۔

ہندوؤں کے پرانے نقشوں کے مطابق سال ۳۶۵ دن ۵ گھنٹے ۵ منٹ اور ۳۵ سکند کا ہونا ہے۔ لیکن کبلی کے حساب سال کی عمر ۳۶۵ دن ۵ گھنٹے ۴۸ منٹ اور ۴۹ سکند ہے یعنی موجودہ سال کی آئو ر عمر اس زمانہ کے سال سے ۱ منٹ ۴ سکند کم ہے۔ یہ بات زمانہ حال کے محققین نے ثابت کر دی ہے۔ سال کی عمر راجین کال کی نسبت رفتہ رفتہ گھٹ رہا ہے۔ تقریباً ۴۹ صدیوں میں ۱/۲ سکند کا فرق پڑتا ہے۔ اس سے ناظرین خود اندازہ لگالیں کہ کتنے ہزار برس پہلے ہندوؤں نے سال کی عمر کا فیصلہ کیا تھا۔

یونان اور عرب جن کو موجودہ ہندو یورپ کا استاد ہونے کا بھیمان ہے۔ بھارت ویش کے پرانے شاگر ہیں۔ ثبوت کی ضرورت ہو تو ”لری ہسٹری آف انڈیا جلد دوم“ دیکھیں جس میں پروفیسر وٹسن نے لکھا ہے۔

در پراچین خلیفوں خاصہ خلیفہ ماروں رشید اور الما مون نے ہندوستانی ہیئت دانوں کی بہت حوصلہ افزائی کی۔ ہندو ہندو میں بلائے گئے۔ اور انکی تصنیف کا عربی زبان میں ترجمہ کرایا گیا۔

اس سائنس میں کمال حاصل کرنے والے بھارت سپوتوں میں پاراسرمنی - آریہ بھٹ  
 وادہ جہر - برہم گیت - بھاسکر چاریہ اور نیل کنٹھ کے پوتر اور شبح نام خاص طور پر قابل ذکر  
 ہیں۔ ان میں سے آریہ بھٹ کے متعلق جہانگیر (تواریخ) روشنی ڈالتا ہے۔ ہدیہ ظہرین  
 بھارت ورش کے نام اور شہرت کو چار چاند لگانے والا یہ سائنسدان اسویم نامی گاؤں  
 میں جو موجودہ پٹنہ (جو بھی پائی پتر کہلاتا تھا) کے نزدیک تھا - کلچنگ کے ۳۵ء ویکال یعنی  
 ۳۳۷ء کے مٹاپن وڈیا کا سوتہ یہ ایک برہمن کل آکاش پر نمودار ہوا - یعنی جنم لیا - بعض مورخ  
 آریہ بھٹ کا جنم ۳۲۲ء میں بتاتے ہیں جو غلط ہے - کیونکہ خود یہ بھارت سپوت اپنی تصنیف کے وہ  
 کتاب آریہ بھٹ سوتیں اپنا جنم ۳۵۷ء کلچنگ میں تحریر کرتا ہے ۔

کہا ہے کہ یہ موہنارہٹیت دانی کا ہی داغ بیکر پیدا ہوا تھا - بچپن میں ہی گھنٹوں آکاش  
 میں تاروں کی طرف ٹنگی لگا کر دیکھا کرتا تھا جس سے اسکی مانا اکثر گھبرا اٹھتی - اور چون بھوت وغیرہ  
 کے آسیب سے رکھشا کے لئے برت کرتی - اور تعویذ حاصل کیا کرتی تھی - بھائی اور مہتر ورگ  
 بھی اس نرے سائنسدان کا مذاق اڑا کرتے تھے - آہستہ آہستہ اس مرض نے ترقی کی اور  
 آریہ بھٹ گھر سے کل کھڑے ہوئے - برسوں تک کیا - اور پڑاتا سے یہ پرلر بھٹناک - کہ وہ اسے اس  
 عجیب غریب آسمانی دُنیا کو جاننے کی اور سمجھنے کی شکتی پر دان کرے - آخر تپس یا رنگ لائی - وہ  
 کھوڑے عرصہ میں ہی مشہور مہیت دانوں میں شمار ہونے لگا۔ سب سے اول اُس نے "دس گیتی"  
 سوتر ایک چھوٹی سی کتاب لکھی - جو تمام وکمال منظم میں ہے - اسکی مشہور تصنیف "آریہ بھٹ  
 سوتر" بھی نظم میں ہی ہے - یہ کتاب اسنے اپنی عمر کے چوبیسویں سال سے پہلے ہی لکھ لی تھی -  
 اور اسی عمر میں اسکی شادی ہوئی تھی - اسکا ایک سپوت "دیورجن" نامی بھی مشہور مہیت دان  
 گذرا ہے - اور کئی ایک کتابوں کا مصنف ہوا ۔

دھرتی زمین کی بناوٹ کے متعلق آریہ بھٹ لکھتا ہے -

ترجمہ شلوک

”زمین آکاش رخلا کے درمیان ہے - اور پانچ تہوں سے گول شکل کی بنی ہوئی“

آریہ بھٹ سوتر کا مترجم نیل کنٹھ (جو بھارت کے مہیت دانوں میں ایک مشہور عالم تھا - زمین  
 کی شکل جو بیچھل یعنی لمبوں کی بتلاتا ہے - زمین کے گول ہونے کی وجہ سے سورج ایک ہی وقت تمام  
 روئے زمین پر نظر نہیں آسکتا - اسکی مثال ”گول پد“ کے قریبوں شلوک میں دیتے ہوئے لکھتا

ہے۔ کہ جس وقت سورج لنکا میں چڑھتا ہے۔ اُس وقت بستہ پوز میں غروب ہوتا ہے۔ اور اُسی وقت یا واکوتی میں دوپہر اور رومکامیں آدھی رات ہوتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آریہ بھٹ زمین کو گول مانتا تھا۔ زمین کی گردش اور ستاروں کے سکون (ساکن ہونے) کی نسبت آریہ بھٹ لکھتا ہے۔

### ترجمہ شلوک

”ستاروں کا گنبد ساکن ہے۔ زمین اپنے محور کے گرد بار بار گردش کرتی ہے جس کے سبب ستارے طلوع اور غروب ہوتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں“  
اس کے علاوہ زمین کی قد قدامت کے بارہ میں بھی لکھتا ہے۔ کہ اس کا محیط ۴۹۶۷ جون اور قطر ۱۵۸۱ جون ہے۔ (ایک جون یا یون = ۵ انگریزی میل) اس حساب سے زمین کا محیط ۲۸۳۵ میل اور قطر ۹۰۵ میل ہوتا ہے۔  
دوسرا ہیئت دان ذراہ ہر چاند گرہن اور سورج گرہن کا مطالعہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ چاند گرہن کے وقت چاند زمین کے سایہ میں آجاتا ہے۔ اور سورج گرہن کے وقت سورج کی بھی یہی دشا ہوتی ہے۔ اس لئے چاند گرہن کبھی مغرب کی طرف سے شروع نہیں ہوتا۔ انجلیڈ نے ناضل اہل اور مشہور سائنسدان محقق و موجد نیوٹن (Newton) کے جنم سے صدیوں پہلے ”سبعات شروینی“ کے دوران مصنف بھاسکر اچاریہ نے زمین کی آکیشن شکتی رکشش ثقل کی بابت یوں تحریر کیا ہے کہ۔

در زمین اپنی کشش کی وجہ سے تمام چیزوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اور اسی سبب تمام اشیاء اور ستارے وغیرہ ایک باقاعدہ نظام میں ہیں۔  
یہ تو بھارت کے پراچین زمانہ کے سائنسدانوں کا ذکر ہے۔ لیکن آج سے کچھ صدی پہلے بھی ایک بھارتیہ پوت کو ہیئت دانی کا متغہ حاصل ہو چکا ہے۔ اور وہ ہندوستان کا سب سے آخری ہیئت دان تھا یعنی ”راجہ جے سنگھ ٹانی“ جے پور جسکی بابت سر ویلیام ٹھٹر لکھتا ہے۔  
”راجہ جے سنگھ نے اپنی راجدھانی جے پور و بنارس میں تھرا۔ دہلی اور آجین میں obsewvatories قائم کیں۔ وہ سائیس میں اتالیوگ تھا۔ کہ اس نے Delshire کی سنگھ کی طبع شدہ Table کو درست کیا“

## دریائے تومی

راست کشمیر میں شہر جٹوں کے نیچے جوندی بہتی ہے۔ اسے تومی کہتے ہیں۔ بلند پہاڑوں کے درمیان رُفیع جٹیں کی طرح اُسکی خم بہ خم روانی اور صدائے خنکی میں اُسکے شغاف پانی کی دنگش آواز دو ایسی خوبیاں ہیں جنہوں نے اسے عروسِ نظامہ سادیا ہے۔ سرسبز ساحلوں کے ساتھ اس کا بہاؤ ناظر کے لئے وہی کیف انگیز منظر پیش کرتا ہے۔ جو کسی ناظر کو اپنے محبوبے علیحدگی میں ممکن ہو چکا پھر یہ نظم خاص جذبات کے تاثر کا نتیجہ ہے راہگیر

اے تومی اے سرسبز تقوین دُنیا کی نمود تیرے صلتے میں ہوئی قطروں سے بُرا کی نمود  
موجزن تجھ میں ہوئی حُسن خود آرا کی نمود تو نے چاہی جذبہ شوق تماشا کی نمود

وادئی و کُہسار سے مستانہ ٹھکانی ہوئی  
کوہ سے اُتری پہاڑی گیت تو گاتی ہوئی

کوہ و میدان کے جواہر ٹپے ہیں راہ میں گیند کی مانند گویا ہیں وہ بازی گاہ میں  
کھیلتی ہے اُن سے ذوقِ اشتیاق آگاہ میں ذرے ذرے سے لپٹ جاتی ہے اپنی جہاں میں  
بادِ حُسن ازل کے نشہ میں کیا چور ہے  
شوخی جذبِ محبت سے مگر مجبور ہے

چشمہ سیلاب جٹوں شہر کے دہن میں ہے نقرہ سیال کی رَو وادئی امین میں ہے  
ذرا ذرا جو ہر اک آئینہ روشن میں ہے جلوہ بیتابی دل تیرے سادہ پن میں ہے

نود لہزاں سرسبز ہے تیری موجِ زندگیاں  
صاف پانی کا اُچھلنا آنکھ پر ہے عکسِ بار

تیرا آبِ نیلگوں ہے کاف کی نیلم پری کوٹ کر جہیں بھری ہے شوقی دھنڑہ گری  
تجھ میں جو اُشنان کو آئیں بتانِ کافری پروردہ پوشی تجھ سے پائے اُنکی عواں پیکری

شعلہ قد آور شعلہ رُخ کے لئے فانوس ہے  
چادرِ آبِ رواں اُن کے لئے لمبوس ہے



ذرہ مائے ریگ ساحل میں کہ پُر انوار میں      یہ شرر بے سوز گویا گہر شہوار میں  
 حُسنِ سینکے ترے سنگ آئینہ بزر میں      چشم و ابرو کی طرح زیب درو دیوار میں  
 سنگریزے تیرے ساحل کے نہیں ہیروں کے      اود یہ ہیرے بھی مل سکتے ہیں بے دام و دم  
 پوچھتی ہے کیوں صبا و بحر خرام ناز و نوح      کہہ ماہے خود لب ساحلِ حدیثِ ناز و نوح  
 چھیر دیتی ہے روانی پر وہ مائے سناوچ      کیسی دلکش ہے توی کی صبح دم آواز و نوح  
 نغمے زندہ ہیں نفس کی جنبشِ مضرب سے      جل ترنگ اک نغمہ زن ہے تارِ مہرِ آب سے  
 شب کو جب چھاتی ہے خاموشی ہو گئی تار میں      جب نہیں پتا بھی ملتا دشت اور گلزار میں  
 نیند گھل جاتی ہے چشمِ لردمِ بیا میں      جب ہے اک عاشق ہی بیدار انتظارِ بیا میں  
 شوقِ منزلِ تجھ کو رکھتا ہے سدا کرم سفر      دو پہر ہو۔ شام ہو۔ شب ہو کہ ہو وقتِ سحر  
 لبت کو آپ رواں ہیں قصِ غمِ ماہِ تاب      نور افشانی میں ہو رشکِ شعاعِ آفتاب  
 ہوئے آپ رواں مہنت کشِ جامِ جباب      ساقیِ فطرت کُنڈھائے کیفِ جلوہ کی شراب  
 اس نظائے کے لئے اک چشمِ مینا چاہئے      چشمِ مینا جو مقصودِ تماشا چاہئے  
 پھیلیاں آ آ کے جب لہروں سے ہم آغوش ہو      غفلتیں دو نو کی فطرت میں سرا سر جوش ہو  
 جاگے گہرائی میں دم بھر کے لئے خاموش ہو      اشتیاقِ آوج سے پھر سطحِ پر ہم دوش ہو  
 دیتی ہیں بیتابیاں یہ رازِ ہستی کا سبق      ان سے مل سکتا ہے ہم کو آوجِ وستی کا سبق  
 تو سنِ عمر رواں کی طرح ہے آپ رواں      کوئی تو پوچھے کہ یہ پُر جوش جاتا ہے کہاں  
 نظرہ کی معراج ہونا دہر میں ہے بے نشا      جزو کو نکل ہی میں ملتی ہے جہادِ جاوداں  
 ہستی آپ رواں ہی میں ہے آپ زندگی      دور ہی میں ہے دمِ جامِ شرابِ زندگی

# کنادری اور اس کا ویشک شاستر

آجکل مغربی عالم اپنی توجہ زیادہ تر مادے کی بناوٹ کی تحقیق پر فرج کر رہے ہیں۔ مادے کی بناوٹ کی ابتدائی تھیوری ایک مشہور سائنسدان ڈالٹن نے لوگوں کے سامنے رکھی تھی۔ مبدی ذیل اسکی تھیوری کے پانچ مشہور نکتے تھے۔

۱۔ ہر مادہ (Solid) مادے کے بنائیت ہی چھوٹے چھوٹے جیسے ہیں۔ جو کہ آگے چھوٹے حصوں میں نہیں کاٹے جاسکتے۔

۲۔ ہر مفرد چیز کے پانچ ایک جیسے ہوتے ہیں۔ اور ان کے وزن برابر ہوتے ہیں۔

۳۔ مختلف مفرد اشیاء کے پانچوں کی خاصیتیں مختلف ہوتی ہیں۔

۴۔ مرکب اشیاء مختلف مفرد پانچوں کے سادہ اور سطی میں مل جانے سے بنتی ہیں۔

۵۔ مختلف اشیاء کے اوزان مرکب پانچوں کے اوزان مرکب بناتے ہیں۔

ان نکتوں میں سے پانچوں نقطہ غلط ثابت ہو چکا ہے لیکن یہ نقطے خود ان میں سے ایک آدھ غلط ہیں لیکن صحیح خیال اور اُمید بھی ان خیالات سے ظاہر ہوتی ہے۔

ڈالٹن سے پہلے ہندوستان میں رہنے والے ریشیوں نے مثلاً سانکھ۔ کناد وغیرہ نے مادے کی بناوٹ پر بہت تحقیق کی ہے۔ اس مضمون میں صرف کنادری اور اسکی تھیوری پر بحث کیا جائیگا۔ سب سے پہلے کنادری کی زندگی کے چند حالات قلمبند کرتا ہوں۔

رشی کا نام کناد اور اُنوک دونوں ہیں۔ یہ بدھ سے آٹھ سو سال پہلے زلنے کا ہے۔

کے وقت پر ایک گھنے جنگل میں رہا کرتا تھا۔ اور وہاں سوچا کرتا تھا۔ اور دنیا سے علیحدہ ہی رہا کرتا

تھا۔ رات کو جب لوگ آرام کرتے تھے۔ وہ لوگوں میں آکر ادھر ادھر روئی کے لئے پھر کرتا تھا۔

اسی لئے اسے اُنوک بمعنی رائو کہا کرتے تھے۔ اس کا نام کن بمعنی یا کن بھکش بھی تھا۔ کن بمعنی

چاولوں کا ایک ٹانہ۔ اور بھکش بمعنی کھانا۔ یہ نام اس طرح بنا کہ کناد کے رات کو کھو اکرتا

تھا۔ لیکن چونکہ جان عورتیں اس کو دیکھ کر ڈر جاتی تھیں۔ وہ چھپ کر چلیوں کے پاس چلا جاتا تھا۔

اور وہاں سے چاولوں کے دانے اٹھا کر کھا لیا کرتا تھا۔ اسی لئے اس کا نام کناد پڑ گیا۔ نیز اسے

ویسٹشک کا گرو بھی کہا کرتے تھے۔ ویسٹشک کے معنی ہیں بنائیت اعلیٰ یعنی نفع پانے والا یہ نام اس لئے رکھا گیا۔ کہ یہ شاستر طرح دوسرے شاستروں سے بڑھ چڑھ کر تھا۔ اور نیز یہ شاستر ایک ایسے آدمی سے بنایا گیا تھا جس کا دماغ بہت ہی اعلیٰ درجے کا تھا۔  
 (یہ حالات زندگی ایک چینی تحریر سے لئے گئے ہیں) واقعی ایسے تب اور ریاضت کی زندگی بسر کرنے سے دماغ بلاشبہ بنائیت اعلیٰ اور گراں پایہ کا ہو جاتا ہے۔

### کناد کی فلاسفی کا نقطہ نگاہ

بعض لوگ شاستروں کو پڑھ کر کہہ دیتے ہیں۔ کہ ان چھ شاستروں کے مت آپس میں مختلف ہیں۔ کوئی کچھ کہہ رہا ہے کوئی کچھ کہہ رہا ہے۔ کوئی خدا کو مانتا ہے۔ کوئی نہیں مانتا۔ جس میں یہ بات نہیں ہے۔ شاستروں کا مدعا اصلیت کا راز بتانا ہے۔ یعنی ناموں اور شکلوں کے پرے میں جو اصلیت چھپی ہوئی ہے۔ یعنی خود او غیر خود میں تفریق کرنا جس سے روحانی ترقی میں آسانی ہو سکے۔ یہاں آکر تمام شاستر مل جاتے ہیں۔

پروفیسر میکس ملر صاحب کہتے ہیں۔ جتنا زیادہ میں نے مختلف شاستروں کو پڑھا ہے۔ اتنا ہی مجھ پر اس پتہ جاتی کہ جو مختلف شاستروں کو پیچھے ایک شاستر کو منڈ ہے۔ جسے کہ ہم قومی یا ہر دھرمی فلاسفی کے نام سے پکار سکتے ہیں اور جو کہ ایک بڑا بھاری سمندر فلسفیانہ خیالات اور زبانی کا ہے جس سے ہر ایک نے اپنے ارادوں کے مطابق خیالات لئے ہیں۔

کناد کی فلاسفی ایشیاء پر ایک خاص نقطہ نگاہ سے لکھی ہے۔ اور یہ نقطہ نگاہ ان لوگوں کا ہے جن کے لئے خدا کی فلاسفی بنائی گئی تھی۔ اس لئے اپنے میں یہ فلاسفی ایک مکمل فلاسفی نہیں ہے۔ بلکہ یہ ہندوؤں کی سوشل اور مذہبی سسٹم پر مبنی تھی۔ اور یہ فلاسفی خدا کی ہستی۔ اور روح کا امر ہونا۔ مسئلہ تنازع اور دنیا کی پیدائش وغیرہ اصولوں کو ماننے کے بعد بھی گئی۔ وہ اشخاص جن کو یہ سیکچر دیئے گئے تھے۔ وہ ایک خاص ڈگری ان سیکچروں سے پہلے اپنے پاس رکھتے تھے۔ اور بہت سے اصول اور مسئلے ان سیکچروں سے پہلے وہ سمجھ چکے تھے۔ اور بہت سے مسئلے جو کناد نے اپنی فلاسفی میں درج نہیں کئے۔ اس کا یہ مطلب نہیں تھا۔ کہ وہ ان کو جانتا نہیں تھا۔ بلکہ وہ بلاتذکرہ کئے ہی ان کو مانتا تھا۔ جس طرح ایک لڑکا دسویں جماعت سے کالج میں داخل ہوتا ہے۔ تو یہ ماننا پڑتا ہے کہ وہ بہت سے اصول جانتا ہے اور اسکے استاد وہ اصول اسے نہیں سمجھاتے۔ اور وہم فلاسفی شاستر کاروں کے لئے صرف ایک دماغی و دیش ہی نہیں تھی۔ بلکہ اس کا مدعا ایک اوجھے روحانی

زینے تک پہنچا تھا۔

کنناد کے شاگرد آتم انجھو کو کسی درجے تک حاصل کر چکے تھے۔ اور ان کا چال چلن بلا  
 داغ تھا۔ انہیں یہ خیال ہو چکا تھا۔ کہ وہ اس دنیا میں قیدی کی طرح ہیں۔ اور وہ کرم کے قانون  
 کو سمجھ چکے تھے۔ اور مسئلہ تسخیر کے قابل تھے۔ وہ جانتے تھے۔ کہ آتما کی ہستی کے جانے بغیر ان  
 جوں سے چھٹکارا نہیں ہو سکتا۔ لیکن آتما کی ہستی جاننا بھی ایک بڑی دیر اور محنت کا کام ہے  
 اور یہی طریقے نیکہ و نیکہ رشی نے اپنی ہستری کو بتائے تھے۔

کنناد کے شاگردوں نے دنیا کی ٹیکلیوں کو محسوس کیا تھا۔ اور وہ ان سے چھٹکارا حاصل  
 کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے وید سمرتی اور اتھاس وغیرہ پڑھا تھا۔ اور وہ جان گئے تھے۔ کہ  
 آتما کا جاننا ہی مکتی کا کارن ہو سکتا ہے۔ اس لئے انہوں نے قابل عزت رشی کنناد کی مکتی کا  
 کرم وہ نہیں آتما کو جاننے کے طریقے بتائے اور آتما کا فرق غیر آتما سے بیان کرے۔ اس لئے  
 کنناد اس نقطے سے شروع ہوا۔ اور اسی لئے یہ سسٹم ہر ایک جگہ عائد ہو سکتا ہے۔ دینی علاج بتا  
 ہوا کہنا ہے کہ اب میرے شاگردوں کو زیادہ تر سوچنے کی ضرورت ہے اور انہیں خود اور غیر خود  
 میں تمیز کی ضرورت ہے۔ یہ ویسٹک شاستر کا اصل منبع ہے۔ اس لئے کنناد کا نقطہ نگاہ پریکٹیکل  
 (Practical) تھا۔

کنناد صرف فلسفہ نہیں۔ اسکے شاگرد و فقہیت حاصل کرنا نہیں چاہتے تھے۔ بلکہ  
 باقاعدہ کام کے شائق تھے اور مشق کرنا چاہتے تھے۔ دوئم کنناد کا نقطہ نگاہ روحانی ہے وہ  
 روح اور رائے میں فرق بیان کرتا ہے۔ وہ مادے اور غیر روحانی کی تشریح صرف اس لئے کرتا  
 ہے کہ اسے روحانی سے جدا کر سکے۔

تیسرے اس کا نقطہ نگاہ یہ ہے کہ دو انسانوں کے کرم کبھی بھی ایک جیسے نہیں ہو سکتے۔  
 اس لئے وہ یہ بتاتا ہے کہ کس طرح یہ ہر ایک انسان کے لئے ممکن ہے کہ وہ اہلیت کو جان کر  
 یعنی آتما اور غیر آتما میں فرق معلوم کر کے موکش درجات حاصل کر سکے۔ اس لئے کنناد نے اپنے  
 شاستر میں مانے پر بہت زیادہ بحث کی ہے۔

کنناد تمام چیزوں کو مختلف جماعتوں میں منقسم کرتا ہے۔ اور پھر ان اشیاء کو ان کے مختلف  
 چھوٹے سے چھوٹے اجزاء میں تقسیم کرتا ہے۔ ان کو پڑا نووں کے نام سے پکارتا ہے۔

ہندو سسٹم میں قیامت اور پیدائش ہر ایک دو طرح کی ہے۔ ابتدائی۔ غیر ابتدائی

پہلے آتما سے دُنیا کے مادے کی پیدائش یہ ابتدائی پیدائش ہے۔ اور پھر اس مادے سے دُنیا کی پیدائش دوسری پیدائش ہے۔ اسی طرح دُنیا کا مادے میں علیحدگی اور مادے کا آتما میں شامل ہونا مانا جاتا ہے۔ غیر ابتدائی قیامت عارضی ہوتی ہے۔ کیونکہ غیر ابتدائی قیامت کے بعد غیر ابتدائی پیدائش ہوتی ہے۔ یہ سلسلہ اسی طرح رہتا ہے۔ اور کتنا دے اپنے شمار میں اس سلسلے کو یہاں تک ہی بیان کیا۔ کہ تمام چیزیں پُرانوں کی شکل میں علیحدہ ہو جاوینگی۔ اس سے بعد وہ یہاں تک نہیں پہنچے کہ وہ پُرانوں پھر آتما میں مل جاوینگے لیکن اس سے وہ ہندوؤں کے آفس اور ویدک اصول کو کہ سب کچھ خدا سے ہی بنا ہے۔ اور آفس میں خدا ہی ہر ایک چیز کا سبب غلط ثابت نہیں کرنا۔ اور جیسا کہ بعض مغربی عالموں نے کنا پر الزام لگایا ہے۔ کہ وہ دُنیا کو خود بخود مادے سے بنی ہوئی مانتا ہے غلط ہے۔ ایک مغربی عالم نے لکھا ہے۔ کہ کنا کا کسمٹم دُنیا کی پیدائش محض اتفاقیہ بیان کرتا ہے اور خدا کی ہستی سے منکر ہے۔ یہ بات بالکل غلط ہے بنیاد ہے۔

یہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ مادے کا مختلف ذروں سے بنا ہوا ہونا یعنی پُرانوں سے اور ان ذروں کا متحرک ہونا۔ اور پھر ان کا آپس میں مل جانا۔ جیسا کہ موجودہ سائنس نے معلوم کیا ہے۔ یہ اسی پرانے ہندووشی کتا دے داغ سے نکلا ہوا ہے۔

کنا دے تین طرح سے اپنا مطلب سمجھایا ہے۔

۱۔ رُادیش چیزوں کی ترتیب اور جانوتوں میں تقسیم

۲۔ لکشن ان کی تعریف کہ وہ کیا ہیں ؟

۳۔ پرکشا چیزوں کا بغور مطالعہ اور مشاہدہ

مادے کی واقفیت تشبیہ اور تفریق دونوں طریقوں سے بنائی گئی ہے۔

میں اس چھوٹے سے مضمون میں کنا دے کی تمام فلاسفی اور پُرانوں۔ بھو اور بھو پرکشت بنیں کر سکتا۔ صرف کنا دے کی تھیوری دُنیا کی پیدائش اور فنا کی بابت اور روح کی ہستی کی بابت بیان کر سکتا۔

## دُنیا کی پیدائش و فنا

غیر ابتدائی پیدائش کے شروع میں زمین۔ پانی۔ آگ۔ ہوا۔ وقت اور آکاش۔ خلا۔ روح اور مَن تمام کے پُرانوں موجود ہوتے ہیں۔ ابتدائی پیدائش کا مطلب انہیں پُرانوں کا برہمن سے

بھگتا ہے۔ پیدائش کا مطلب صرف رُوح کا باقاعدہ نوکشی حاصل کرنا ہے۔ ہر ایک غیر ابتدائی پیدائش اور اس سے میکرو ایک غیر ابتدائی فنا تک (31,10,40,00,00,00,00,00) سال کا وقفہ ہوتا ہے۔ اور اس طرح کے کئی وقفے گزر جاتے ہیں۔ جب کہ ہمیں جا کر ابتدائی فنا اور پھر ابتدائی پیدائش ہوتی ہے۔ اور جب فنا کا وقت آتا ہے۔ اس وقت برہم یہ خواہش کرتا ہے کہ رُوح کو آرام پہنچایا جائے۔

جُزئی یہ خواہش ہوتی ہے۔ اُسی وقت کچھ ایسے اُصول کام کرتے ہیں کہ تمام رُوحیں اور جنم علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ اور تمام مادہ وغیرہ بھی اسی طرح پُراناؤں کی شکل میں آ جلتے ہیں اور پُراناؤں اور رُوحیں کچھ دیر تک اسی حالت میں رہتی ہیں۔ پھر اس وقفے کے گزرنے پر برہم کی پھر خواہش ہوتی ہے۔ اور کرم انوسا تمام ارواح موافق جسام سے مانوس ہو جاتی ہیں۔ برہم کی خواہش سے ہوا کے پُراناؤں دوسرے ہو جاتے ہیں۔ اور وہ آکاش میں متحرک ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح پانی کے پُراناؤں پیدا ہوتے ہیں۔ پھر مٹی کے پُراناؤں پانی میں پیدا ہو جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

اندر طرح جن طرح پہلی پیدائش میں رُوحوں نے کام کئے تھے ویسے ہی ان کو جہم مل جاتا ہے۔ اسی طرح کی حیوانی۔ انسانی جُزئوں میں سب جاتے ہیں۔ ایک دوسرے کی بُدھی مختلف ہوتی ہے۔ گو کھانا نے اتنا مکمل بیان نہیں دیا۔ لیکن اس کے سوتروں سے پتہ چل سکتا ہے۔ کہ وہ ان باتوں کو مانتا ہے۔

پُراناؤں کیسے ہیں رکنا دے دلائل

دائمی وہ ہے جو کہ موجود ہے۔ لیکن اس کا سبب رعیت (کوئی نہیں ہے۔ دائمی چیز جو ہوتی ہے۔ اور اشیاء جنسی کہ وہ نظر آتی ہیں۔ کیونکہ وہ کاریہ (معلوم) ہیں۔ اس لئے وہ پیدا کی جاسکتی ہیں۔ اور فنا بھی ہو سکتی ہیں۔ ان میں جو کوئی کا تعلق ہے۔ وہ لامحدود نہیں ہیں اور نہ ہی ویریت اور ایک رائی کے دانہ کی مقدار کے ماے میں کوئی فرق نہ ہو۔ اس لئے ہر ایک چیز کی حد ایک ایسی چیز یا ذرے تک ہے جو کہ آگے تقسیم نہیں ہو سکتا اور وہ چیز پُراناؤں ہے۔ پُراناؤں کی حد یہ دیکھا نہیں جاسکتا۔ اور چونکہ چار مفر دہ شیا ہیں۔ اس لئے پُراناؤں کی بھی صرف چار اقسام ہیں۔ یہ خیال رہے کہ پیدائش اور فنا کے وقت نظر نہ آنے والے اُصول کام کرتے ہیں۔

رُوح کی کُمتی:۔ حرکت دو طرح کی ہو سکتی ہے (۱) با مطلب رس کام یعنی کسی

خاص چیز کی خواہش اور حصول کے لئے (۲) بے مطلب رشکام یعنی پھس سے ناپذیر ہونے کا  
کے بغیر صرف ادنیٰ کی فرض کے لئے ۔

بالمطلب حرکات سے دھرم اور ادھرم پیدا ہوتا ہے لیکن بے مطلب جست یعنی من کی درستی اور  
پرترہ حاصل ہوتی ہے ۔ اور دیا ر نہ جاننا کے اثر سے رُوح دُنیا میں پھنس جاتی ہے ۔ اور دھرم  
اور ادھرم کرتی رہتی ہے جن کے اثر سے بائربیب عمدہ زندگی با بری زندگی مگر کرتی ہے ۔ لیکن  
چونکہ اپنے کاموں سے بچ و غم اٹھاتی ہے ۔ اور اس کے زیر اثر یہ ایسے پھندوں میں پھنسنے  
ہے ۔ اس لئے یہ خود بخود اپنے لئے مکتی کا ذریعہ بن سکتی ہے ۔ کنا دکا مکتی کا آدرش یہ ہے کہ اس  
حالت میں ہر اقسام کے دکھوں سے نجات مل جاتی ہے اور بود و ہست کے چکر سے چھٹکارا ہو  
جاتا ہے ۔

یہ مکتی کیسے حاصل کی جاسکتی ہے ۔ دھرم اور ادھرم دونوں پیدائش کے کارن ہیں ۔ خود  
سے دھرم اور ادھرم پیدا ہوتا ہے ۔ اور خواہش ہمیشہ تکلیف اور خوشی سے پیدا ہوتی ہے ۔ اور  
خوشی رُوح کی کسی چیز سے یا من سے متعلق ہونے سے پیدا ہوتی ہے ۔  
یہ تعلق من کی حرکت سے قائم ہوتا ہے ۔ اگر من کی حرکت سحر رساکن (ہو جائے) تو پھر اس  
رُوح کا تعلق برونی اشیاء سے قائم نہیں ہو سکتا ۔ اس لئے کوئی دھرم یا ادھرم پیدا نہیں ہو  
ایسی حالت کو یوگ کے نام سے پکارتے ہیں ۔ اس حالت میں رُوح کو اندرونی و بیرونی حواس  
پورا قابو حاصل ہو جاتا ہے ۔ اور اسے دوبارہ بدھی وغیرہ سے آزادی مل جاتی ہے ۔ پھر اس کا دوبارہ  
جنم نہیں ہو سکتا ۔ اور اسے ایک محدود وقت آرام حاصل کرنے کے لئے بل سکتا ہے ۔

پیائے پڑھنے والو ۔ اتنی باریک بینی اور نکتہ دانی سیکنے اعلیٰ درجہ کا کام ہے ۔ اور ہمارے  
یشی کس طرح مکمل طور پر فلاحی اور روحانی علوم میں ماہر تھے ۔



نئے خریدار دہندگان سے پرارتھنا کہ وہ پیارے جو کہ انتہائی کوشش سے اپنے  
سارے ستارہ جوگی کے نئے خریدار بناتے  
ہیں ۔ ان کے اہم گرامی میں ہر سال میں چھاپ دیتا ہوں ۔ اگر غلطی سے کسی پیارے کا نام درج نہ ہو  
سکے ۔ تو توبہ پا کر کے فوراً اطلاع دے دیا کریں ۔ تاکہ دوسرے رسالہ میں ترمیم کر سکوں ۔  
(ایڈیٹر)

## بادشاہ کے ولیعہد کی تعلیم پُرانے زمانے میں

ولیعہد کی تعلیم ایک نہایت ذستے واری کا کام تھا۔ اول اس لئے اس کا حاس تذکرہ ہندو  
پنتی گرنختوں میں آتا ہے۔ اور پرنس (Prince) کی تعلیم کو نہایت واضح طور پر بیان کیا  
گیا ہے۔ پرنس یعنی ولی عہد کی تعلیم کے لئے نہایت دانا و ذہینک استادوں کے پُر کیا جاتا تھا  
تین سال کا ہو جانے کے بعد اسے وزن مالا یعنی لپی اور حساب یعنی سکھ سان پڑھا جاتا تھا  
یکساہ سال کی عمر کے بعد زیادہ اونچے درجے کے گرنتھ اور اعلیٰ قسم کی تعلیم اسے دی جاتی تھی  
یعنی عالم اور پندت اسے مختلف کتلیں پڑھاتے تھے۔ گورنمنٹ کے مڈبر اور پولیٹیکل آدمی  
اسے بحث مباحثہ اور بات چیت کا ڈھنگ سکھاتے تھے۔ اور پریکٹیکل یعنی مشق بھی کرتے  
تھے۔ ڈنڈینی زبانی اور مشق محر واکر پڑھواٹی جاتی تھی۔ ان کے علاوہ ولی عہد ہر روز عالموں  
کی زبان سے تواضع کے سبق لیا کرتا تھا۔ تواضع کے گرنختوں میں پُران۔ دھرم شاستر اور تہ شاہ  
وغیرہ وغیرہ شامل تھے۔

ان کے ساتھ ساتھ ہی اسے فوجی تعلیم دی جاتی تھی یعنی ماٹھی اور گھوڑے کی سواری  
سکھاٹی جاتی تھی۔ رتھ کا چلانا۔ اول اس کا بند و بست کرنا۔ دھن پر واکر کرنا۔ اور اپنے آپکے  
بچانا وغیرہ۔

تعلیم کے زمانے میں ولی عہد کو برہمچاری ہوتے ہوئے تعلیم کی تمام تکالیف برداشت کرنی  
پڑتی تھیں۔ کوئٹہ نے لکھا ہے کہ ولی عہد کو صبح کے وقت فوجی اسباق شام کو ابھاس اور دن  
کے باقی حصوں میں دوسرے مضامین پر سبق پڑھنا چاہئے۔ کیونکہ اس زمانہ کے لوگ جانتے  
تھے کہ بلا تعلیم اور مطالعہ کے ولیعہد کبھی بھی ایک دانا اور کامیاب حاکم نہیں بن سکے گا۔  
اسی لئے آرتھ شاستر میں مذکور ہے کہ ”وہ بادشاہ جس کے پاس تعلیم ہے۔ اور جو اپنی رعیت کا  
بھلا کرتا ہے۔ اسے تمام زمینوں میں کوئی نفرت نہیں کوڑا۔ نہ اسکی برابری کرنے کی کوشش کرے  
سولہ سال تک تعلیم حاصل کرینگے بعد پرنس سکول سے واپس آ جاتا تھا۔ اور اپنے گھر میں  
رہتا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد اسکی شادی ہو جاتی تھی۔ اور وہ زندگی کے ایک نئے مرحلے میں



قدم رکھتا تھا۔ اسکے سامنے تمام قسم کی مشکلات دُبنا آتی تھیں۔ اور تمام وہ باتیں اٹھائیں جو بادشاہ کی حالت میں اس کے سامنے آتی چاہئیں۔ اسکے سامنے لاتی جاتی تھیں۔ تاکہ اسے مشق ہو جائے۔ کہ کس طرح ان محنت کو خُش کیا جاتا ہے۔ یعنی اسے کچھ حصہ و خیر اختیار کر دیا جاتا تھا۔ کئی محنتوں کا اسے ذمہ دار بنادیا جاتا تھا۔ مگر وہ ان تمام مرحلوں کو عبور کر لیتا تھا۔ تو پھر اسے فوج کا حکمران بنادیا جاتا تھا۔ جہاں مشق حاصل کرنے کے بعد وہ بادشاہ بنا جاتا تھا۔

اور تھے شاستر میں لکھا ہے کہ بادشاہ کو بچپن سے ہی پرہیز کی تعلیم کا بندوبست کرنا ضروری ہے۔ اگر پرہیز اچھے چلن کا نہ ہو۔ تو اس کا خاص بندوبست کرنا چاہئے۔ اور اگر پرہیز اس حالت میں بھی نہ سدرے تو اسے جلاوطن کر دینا چاہئے۔ لیکن شاستروں نے پرہیز کو کبھی اجازت دی ہے کہ اگر ان کے پنا ان سے بلا وجہ برا سلوک کریں۔ تو ان کو اختیار ہے۔ کہ وہ معمولی طریقہ سے ان کا انصاف کریں۔ اور اگر اس طرح باز نہ آئیں تو زبردست ذرائع استعمال میں لادیں۔

## یادِ معبود

مجھ کو گراں ہے آسمان اور گراں زمین کو میں  
جس رہا ہوں لذتِ طرے، اولیں کو میں  
مخون جگر میں رنگِ نول دہن و دہن کو میں  
دینے لگا تیلیاں چشمِ نظارہ میں کو میں  
دیدہ دل سے دیکھوں صورتِ دل نشین کو میں  
اسکے عوض نہ لوں تبھی زانوئے خورشید کو میں  
دیکھ رہا ہوں سرخ و تر دامنِ آستین کو میں  
کعبہ دلیں رکھ چکا ایک بہتِ حسین کو میں  
رکھوں چھپا کے اب کہاں رازِ دلِ حوس کو میں  
دکھتا ہوں بھی فلک اور کبھی نہیں کو میں  
کہا کروں یکے ساقیا ساغرِ آبِ گیس کو میں

راہ ملے اگر مجھے جاؤں بھل کہیں کو میں  
اور دے بھر کے ستیا جامِ شرابِ کیف ز  
دیدہ تر کا حوصلہ کچھ توڑے گا اس طرح  
آنے لگا پیامِ دیدہ مخفی لگی نقابِ رُخ  
کیا ہے اگر نہیں نصیب دید چالِ ظاہری  
آپ کا سنکِ ستاں تکیہ سر ہے اگر  
دلیں پہا ہوا نہ ہو۔ ماتمِ خونِ آرزو  
آپ یہ بنائے کفر ہو یا کمالِ عاشقی  
کہو یا سینہ چاک چاک نوکِ سنانِ یاس نے  
یاس بھی ہے بڑی بلا وہ بھی فراقِ دوست میں  
بادہ کش کہیں ہو میں چاہئے مجھ کو تلخ و تیز

شامی اُلٹ نہ دے ہمیں محفلِ کائنات کو  
روکے ہوئے ہوں ہجر میں نالہ آتشیں کو میں

## مجھے کیا باغِ عالم میں بہار آئے خزاں آئے

نہ لطفِ موسمِ گل ہے نہ ہے ہم خزاں مجھ کو  
نہ ہے وجہِ تکرر کچھ میرا اوجھاں مجھ کو  
نہیں برسات کے دن باعثِ آرامِ جاں مجھ کو  
یہ سب آلائشیں ہیں اور بے اثر ہوں  
کہ کانٹا سی کھٹکتی ہے بہارِ بوستان مجھ کو  
نہ ہے بُو باس کی وسعت کا دنیا میں گمان مجھ کو  
ڈرا سکتی نہیں نہار کالی آنکھیاں مجھ کو

نہالِ بے ثمر ہوں میں

مجھے کیا باغِ عالم میں خزاں آئے بہار آئے  
کسی کی ڈایوں میں اندھیوں سے انتشار آئے  
کسی پر زارِ غ کی ہر وقت بانگِ ناگوار آئے  
میں تنہا ہوں چمن میں اور با حالِ دگر ہوں  
کوئی ہمسر پھلے کھوے کسی کو برگِ و بار آئے  
کسی کی شاخ پر بہرِ نوا سخی ہزار آئے  
محبت سے بھرا بھنورا کسی پر بقرار آئے

نہالِ بے ثمر ہوں میں

میرے نزدیک یکساں ہے سدا وجہِ پریشانی  
مجھے ہیں ایک سی بادِ بہاری بادِ طوفانی  
ہر اک خوبیِ نظر آتی ہے مجھ کو دہریں فانی  
یہ ہے قسمت کا رونا گر چمن میں نوحہ گر ہوں  
زغن کے شور و غل اور بلبلوں کی زمرِ غنائی  
کر دکے گرمیوں کے جاگزا فصلِ زستانی  
سبق آموز ہے میرے لئے میری گناہانی

یہ ہے قسمت کا رونا گر چمن میں نوحہ گر ہوں

نہالِ بے ثمر ہوں میں (جنت)



## ویدک زمانے کی کونسل

ویدک زمانے میں قومی زندگی کے خیالات کا اظہار اہمبل اور مجلسوں کے ذریعہ کیا جاتا تھا۔ اس قسم کی مجلس ”سمتی“ کے نام سے پکے جاتے تھے۔ سمیتی کے معنی باہم ملنے جھٹکنے کے ہیں۔ اس مجلس میں تمام اشراف اکٹھے ہوتے تھے اور راجہ کو چننے تھے۔ تمام انسانوں کا فرض تھا۔ کہ وہ مجلس میں حاضر ہوں۔

سمتی کے کام

سمتی کا کام راجہ کا چناؤ تھا۔ نیز اور کام اس کا یہ تھا۔ کہ یہ کئی اور شاہی معلومات پر بحث کیا کرتی تھی۔

بادشاہ اور سمیتی

بادشاہ کو بھی اس مجلس میں حاضر ہونا پڑتا تھا۔ یہ اس کا فرض تھا۔ اگر وہ اس میں حاضر نہ ہو۔ تو وہ سچا نہیں سمجھا جاتا تھا۔ ایسی مجلسیں چھاندو گیتھ اپنشد کے زمانہ تک قائم رہیں۔ سوچ بچار، مجلس میں لوگ لیکچر بھی دیا کرتے تھے۔ اور مقرر اپنے آپ کو لائق اور قابل اعتراض ثابت کرنے کی کوشش کرتا تھا۔

مجلس کا غیر ملکی کام :- ملکی معاملات کے سوا اور بھی کئی امور پر اس مجلس میں غور کیا جاتا تھا۔ چھاندو گیتھ اپنشد میں مذکور ہے کہ شویت کیتو اپنے آپ کو مکمل و دروان خیال کرتا تھا۔ وہ سمیتی میں حاضر ہوا۔ راجہ نے اسے پانچ فلاسفی کے سوال پوچھے۔ اور ان میں سے ایک کا بھی جواب شویت کیتو دے سکا۔ آخر اسے یہ کہا گیا۔ کہ جس کو ان سوالات کا جواب نہیں آتا۔ وہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ میں نے تعلیم پوری کر لی ہے۔ اور مجھے سب کچھ آتا ہے۔

مہند ب سوسائٹی اور سمیتی :- اصل میں سمیتی انسان نے میں ظہور پذیر ہوئی۔ جب کہ ہندو سوسائٹی کافی ترقی کر چکی تھی۔ بحث و مباحثہ اور قیل قال کی آزادی۔ اور بحث کر نیو کا یہ خیال کہ وہ دوسری پارٹی پر فتح حاصل کرے۔ یہ امور ترقی یافتہ سوسائٹی کو ظاہر کرنے میں یورپ کی مجلسوں میں ایک آدمی بولتا ہے۔ اور باقی تمام انسان سننے والے ہوتے ہیں۔ اور کبھی کبھی حاضرین تائیاں بجا کر اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ ایسی مجلسوں سے سمیتی کو تشریف نہیں

دی جا سکتی +

سمتی کا صدر :- ایک اور نقطہ اس زمانہ کی جہتِ سائٹی کو ظاہر کرتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ سمی کا ایک صدر یعنی پریذیڈنٹ رہتی ہو کرتا تھا۔ گرتھوں میں لکھا ہے :- کہ سمی کا صدر سب سے زیادہ اختیارات رکھتا ہے +

سمتی کے اصول و قواعد :- یہ تو ظاہر ہے کہ تمام انسان سمی میں حاضر ہونے چاہئیں لیکن بعض اوقات ایسا ضروری نہیں ہوتا۔ مثلاً شویت کیتو کی حالت میں مجلس میں صرف پینڈ اور فلا سفر ہی آئے ہونگے۔ اور گرتھوں میں مذکور ہے کہ ”گاؤں کو جواز ہو جاتا تھا۔ یا گاؤں وعدہ کرتا تھا“ تو اس سے ظاہر ہے کہ نزدیک نزدیک دیہاتوں کے نمائندے تو ضرور سمی میں آتے ہونگے۔ اور وہ نمائندے تمام گاؤں کی رائے کو ظاہر کرتے ہونگے +

سمتی کے تواریخی حالات :- سمیتیاں عموماً بڑی بڑی دیر تک چلتی رہتی تھیں۔ اور ویدوں میں اسے ”پرچاپتی کی لڑکی“ اور ”لافانی“ کہلے۔ چھاندو گیتہ اُپنشد میں بھی اسکے بے انت ہونے کا ذکر ہے۔ پانچ سو برس قبل مسیح کے بعد سمیتوں کی بجائے بادشاہتیں قائم ہوئیں اور اُس زمانے کی کتابیں سمی، لفظ کے صرف حوالے ہی مذکور ہیں۔ رگ وید کے زمانے سے لے کر سات سو یا چھ سو سال قبل مسیح تک سمی کی عمر ہے +

سبھا :- سبھا کو سمی کی بہن کہا گیا ہے۔ اور یہ بھی پرچاپتی کی لڑکی ہے۔ یہ بھی سمی کے ساتھ ساتھ ہی چلتی رہی۔ گرتھوں میں پرارتھناؤں سے پتہ لگتا ہے۔ کہ لوگ سبھا اور سمیتوں میں نا اتفاق سے بچہ ڈرتے تھے۔ سبھا کا ایک اور نام ”نریشٹھا“ رکھا ہوا تھا۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سبھا میں بولنے والا تمام حاضرین کو اپنا ہم خیال سمجھتا تھا۔ یا بنانے کی کوشش کرتا تھا۔ اسلئے سبھا میں بھی کھلے مباحثے ہوا کرتے تھے۔ اور سبھا میں جو ریزولوشن پاس ہوتا تھا۔ وہ سبک ماننا ضروری تھا۔ کیونکہ ”نریشٹھا“ کا مطلب ہی ہے کہ وہ ریزولوشن جو کبھی ڈوٹ سکے۔ اس سے ظاہر ہے کہ سبھا سمی کی طرح ایک مشہور مجلس تھی +

سبھا کے ممبر نہایت عالم اور قابلِ عزت شخص ہوا کرتے تھے۔ اس کا صدر بھی ہوا کرتا تھا جسے سبھاپتی کہتے تھے۔ اور شاید سبھا میں بزرگ اور بوڑھے آدمی شامل ہوتے تھے +

سبھا دیوانی و فوجداری مقدمات کا فیصلہ کیا کرتی تھی۔ اور سبھا کا نام مصیبت اور خطرہ رکھا ہوا تھا۔ جو انسان سبھا سے کامیاب واپس آتا تھا۔ اسے لوگ گناہ سے بری خیال

کرتے تھے۔ اور بجز وید میں ذکر ہے کہ لوگ بھائی جاکر اپنے گناہوں پر افسوس کرتے تھے۔ ریگ وید کے آخری حصے میں مذکورہ خواص والی بھائی کا ذکر آتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ستمی کی طرح بھائی بھی ریگ وید کے آخری زمانے میں شروع ہوئی۔ اس زمانے میں اور بھی ایک دو قسم کی بھائیاں ہوا کرتی تھیں۔

ویدوں کے بعد کے زمانے نے بھائوں کی قسموں اور تعداد میں زیادہ ترقی کی۔ اور پُرانی ویدوں کی بھائوں کے حالات کو اپنے اندر شامل کیا۔ لیکن ویدوں کے بعد کے زمانے میں یعنی چھاند و گیہ پنشد کے آخر میں ہندوستان میں راجوں وغیرہ اور بادشاہت کا رواج ہونے لگا اور خود مختار حکومتیں قائم ہونے لگیں۔ چھاند و گیہ پنشد کے بعد کا زمانہ خود مختار حکومتوں کا زمانہ کہلاتا ہے۔

## آریوں کی میونسپل کمیٹی

پرانے ہندوستان میں محکمہ حفظانِ صحت بڑے غور و خوض اور ہوشیاری سے اپنا کام کھتا۔ اور عوام الناس کی صحت کا خاص بند و بست کیا جاتا تھا۔  
کوٹلیہ کی کتاب ”ارتھ شاستر“ میں مذکور ہے۔

”ہر ایک گھر سے ایک ایسی نالی پانی کے لئے نکلی چاہئے۔ جو کہ ۳ پد لمبی ہو۔ اور جس کا ڈھلوان کافی ہو۔ تاکہ اس میں پانی بہہ کر بڑی نالی میں جا پڑے۔ اس قانون کا توڑنے والا جرمانہ کی سزا کا مستوجب ہوگا۔ جو ۵ پن ہوگی۔ دو گھروں کے درمیان تین یا چار پد کا ضروری فاصلہ ہونا چاہئے۔ دو نزدیک نزدیک گھروں کی چھتیں چار انگل فاصلہ پر ہوں۔ یا آپس میں ملی ہوئی ہوں۔ گھروں کے مالک جس طرح مرضی ہو گھروں کو بنائیں۔ لیکن انہیں صحت پر بُرا اثر ڈالنے والے حالات کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔ اور کثرتِ بارش کے نقصانات سے گھروں کو بچانیکے لئے چھت پر دھتی دار چٹائیاں بچھا دینی چاہئیں۔ جو کہ ہوا سے نہ اڑ سکیں۔

اگر کوئی گھر پانی کی نالی بیڑھی۔ گوہر کا ڈھیر یا گھر کا کوئی حصہ عوام کی تنگی کا باعث ہو یا کسی طرح عوام کی آزادی میں حائل ہو۔ یا گھر کے ارد گرد گندہ پانی جمع ہو جایا کرے جس سے

دوسرے گھروں کی دیواروں کو خطرہ ہو۔ تو ایسے گھر کے مالک جرمانہ ہوگا۔ اور اگر گندگی پیشیا وغیرہ جمع ہو جایا کریگا۔ تو جرمانہ دینا ہوگا۔ پانی کی نالی میں پانی بائکل جمع نہیں ہونا چاہئے اور آسانی سے پانی بہ جانا چاہئے ورنہ ۲۰۰ روپے جرمانہ ہوگا۔

بیماریوں کو روکنے اور ان کا علاج کرنے کے لئے بھی کافی بندوبست تھا۔ اور میونسپل کمیٹی ان آدمیوں کی خاص نگرانی کرتی تھی جو پبلک ہیلتھ (Public Health) کا خیال نہ کرتے ہوئے اپنے مفاد کے لئے گندگی پھیلاتے تھے۔ مذکور ہے کہ:

”ہسپتالوں کے ساتھ گودام اور دوائیوں کے اس قدر ذخیرے تھے کہ سالہا سال تک ختم نہیں ہو سکتے۔ اور ذخیروں میں تازہ سامان ہمیشہ تیار رہتا تھا“

اور تھ شاستر میں چار قسم کے وثید بیان کئے ہیں :-

(۱) بھشج یا چکٹ سُکا یعنی عام وید

(ب) جانگلو ودا یعنی زہروں کے معالج

(ج) سوتکا چکٹ سُکا۔ یعنی بڈ والوڈ (Mildew) اگر کھیتی

عورتوں اور زچہ کا علاج کرنے والے +

(د) سینا چکٹ سُکا :- یعنی فوج کے اندر علاج کرنے والے سرجن +

گر کھیتی عورتوں کے معالج اور فوجی معالجوں کے پاس جراحی کے اوزار بھی ہوتے تھے۔

اور نیتربھی۔ درودوں کو رفع کرنے والے تیل اور پٹیاں بھی موجود تھیں۔ جانوروں کی بیماریوں

کا علاج کر نیے لئے بھی سرجن موجود تھے۔ اور وید کی بوٹیاں اور پودوں کی کاشت کا خاص

انتظام تھا۔ اور اس کام کے لئے بہت سی زمین گورنمنٹ کی زیر نگرانی کاشت کی جاتی تھی اور گورنمنٹ

ہی علاقے میں حکمت اور طبابت کی مشق کی نگرانی رکھتی تھی +

”بیماریوں کو روکنے کے لئے بھی ذرائع استعمال کیے جاتے تھے مثلاً غلہ تیل۔ نمک۔

خوشبودوں اور دوائیوں میں بے ایمانی کرنے کی بڑی بھاری سزا تھی۔ اور شہروں اور تنگ جگہوں

میں صفائی کا خاص انتظام تھا۔ گندگی پھیلانا یا سڑکوں اور عام گزرگاہوں میں پانی جمع کرنے

کی بھی سزا مقرر تھی شہر کے کسی حصے میں یا شہر کے نزدیک جانوروں یا انسانوں کی لاشوں کو

پھینکنا جرم تصور کیا جاتا تھا۔ مردہ جسم کو مقررہ دروازوں کے علاوہ دوسرے راستوں سے

لے جانا۔ اور خاص مقررہ جگہوں سے باہر مردوں کو نہ جلانا میونسپل قوانین کی خلاف ورزی سمجھی

جاتی تھی۔ اور اس کے لئے مزاحمت دی جاتی تھیں۔

یہ بات غلط ہے کہ پوسٹ مارٹم (Post mortem) کا پڑانے زمانے والوں کو علم نہیں تھا۔ بھارت ورش میں اسکی مشق کی جاتی تھی اور عام رواج تھا۔

لاش کو تین میں ڈوب دیا جاتا تھا۔ یا تیل کی ماسش کر دی جاتی تھی۔ تاکہ گلنی اور سڑنی شروع نہ ہو جائے۔ تمام قسم کی اچانک اموات مثلاً زہرے یا دم گھٹ کر۔ یا پھانسی یا ڈوب جانا یہ تمام کیس طبی افسروں کے پاس لائے جاتے تھے۔ اور افسروں کو جاننا کہ جسکے موت کی درست وجہ معلوم کرنی پڑتی تھی۔ نشانیاں وغیرہ دیکھ کر رجن کا مکمل تذکرہ اور تھ شاستر میں کیا گیا ہے (موت کا سبب معلوم کیا جاتا تھا۔ تمام حالات کا ہنایت غور سے مشاہدہ کیا جاتا تھا اور اگر کوئی شہادت وغیرہ کی گئی ہو۔ تو گواہ دے کر مقدمہ عدالت کے سپرد کیا جاتا تھا۔

شہر کے باشندوں کے فرائض بھی مقرر تھے۔ ان کا تذکرہ حسب ذیل ہے۔

۱۔ اگر گھر کے مالک پانچ سو روپے یا زائد مالدار ہو۔ تو اسے اپنی جڑانہ کیا جائیگا۔

۲۔ ایک عدد کبچہ (یعنی گھڑ پانی رکھنے کے لئے)

۳۔ ایک درون یعنی لکڑی کا بنا ہوا بڑا سا ٹپ (ٹاٹا)

۴۔ ایک سیڑھی اور ایک کھانا جس سے شہید وغیرہ کاٹے جاسکیں۔

۵۔ ایک چھاج۔ جو کہ دھوئیں وغیرہ کو اڑائے۔

۶۔ ایک ہنگ جس سے دروازوں کے جلتے ہوئے حصوں کو کھینچا جاسکے۔

۷۔ ایک چمڑے کا تھیلہ

۸۔ پانچ برتن جن میں پانی بھرا ہو۔

نیز لواؤں اور سناہ وغیرہ یعنی جواگ کے ذریعہ کام کرتے ہیں۔ ان کے مکان دوسروں کے بالکل علیحدہ ہوں۔ تمام چوراہوں اور بڑے بڑے بازاروں کے علاوہ شاہی محلات میں بھی ہزاروں پانی

سے بھرے ہوئے گھڑوں کی قطاریں بنی چاہئیں۔ اگر کہیں آگ لگ جائے تو جو مکان والا وہاں ڈوڑ

کر مدد کے لئے نہ جائیگا۔ اسے ۱۲ اپن جڑانہ ہوگا۔ یہ قانون کرایہ داروں کے لئے نہیں ہے۔

اس قسم کے دیگر بہت سے اصول اور طریقے مفصل درج ہیں جن کا بیان ارادنا حذف کیا گیا ہے

یہاں صرف یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ پڑانے زمانے میں کس قدر باقاعدہ پیکٹ دیکھ کر نظر رکھا

جاتا تھا۔ اور ان کی بہتری کے لئے ہر ممکن تدبیر عمل میں لائی جاتی تھی۔

# ہندوؤں کے جیوش گرو

عموماً انگریزی رسالوں میں عموماً اس قسم کے متھے شائع ہتے ہتے ہیں۔ کہ ایک دو تین وغیرہ  
سودہ ہندسوں کو چار لائنوں میں اس طرح ترتیب دیا جائے کہ ہر طرف سے ان کا مجموعہ ۳۳ ہو وغیرہ  
مثلاً ۸ کے ایک انگریزی رسالے میں مدج ہے کہ اس متھے کے حل پر کئی اشخاص نے سر دیا  
لیکن یہ حل نہ ہوا۔ اس متھے نے کئی حساب دانوں کو پاگل بنا دیا لیکن اس متھے کے کئی حل ہو سکتے  
ہیں جن میں سے ایک حسب ذیل ہے۔

اس ترتیب میں خواہ کسی طرف سے ہندسوں کو گنا  
جائے۔ ان کا مجموعہ ۳۳ ہی ہوگا۔ یہ متھے بازی  
کوئی نئی نہیں ہے بلکہ ہندسوں کے قدیم جیوش کے  
گزشتوں میں ہندسوں کو ایسی ترتیب دینے کے کئی  
طریقے مدج ہیں۔ جیوش تو میں ایک یہ طریقہ بتایا گیا ہے۔

پانچ بکریں عموماً ایک دوسرے سے کچھ فاصلے پر کھینچیں۔ پھر پانچ بکریں ہاری زنگل  
پہلی عموماً دی لائنوں کو کاٹتی ہوئی کھینچیں۔ اس طرح ایک بڑا مربع بن جائیگا جس میں ۱۶ خانے  
ہونگے۔ سب سے پہلے خانے میں ہندسہ ۱ لکھیں۔ ساتویں خانے میں تین۔ نویں میں ۴۔ اور  
ہندسوں میں ۵۔ پھر ان ہندسوں کے دائیں طرف ایک ایک ایسا ہندسہ لکھیں جس سے دو  
کا مجموعہ ۹ ہو جائے۔ یعنی یہ شکل بن جاوے گی۔ پھر ہر ایک قطار

۱	۸		
		۳	۶
۷	۲		
		۵	۴

کا جو مجموعہ آپ بنانا چاہتے ہیں۔ اس کا نصف کر لیں۔ یہ خیال  
رہے۔ کہ اس طریقے سے مجموعہ ہر طرف نصف عدد ہی بن سکتا ہے طاق  
کا طریقہ آگے مدج ہوگا) جو خانہ آپ بھرا چاہتے ہیں۔ اس کو نمبر ایک  
خانہ شمار کرتے ہوئے ڈائریکٹل (diagonal) سے

کی طرف تیسرے خانے میں جو نمبر ہو وہ نصف مجموعے سے تفریق کر دیں۔ اور جو کچھ باقی رہے  
وہ اس خانے میں بھر دیں۔ بالآخر آپ گن کر دیکھیں۔ تمام قطاروں اور ڈائیگنلوں کا مجموعہ آپ کی  
حسب منشا ہوگا اور مربع کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک لائن کھینچی جاتی ہے۔ اسے ڈائیگنل



کہتے ہیں۔ اس پیر کے متوازی پیکروں کو بھی ڈرائنگن کی طرح کی پکریں ہی خیال کیا جاتا ہے۔  
 طریقے کو مثال سے واضح کیا جاتا ہے۔ مثلاً آپ ہر قطار کا مجموعہ ۳۳ بنانا چاہتے ہیں۔ اس کا  
 نصف ۱۷ ہوا۔ آپ ہندسہ ۳ کا پچھلا خانہ بھرنے چاہتے ہیں۔ اس خانے کو ایک شمار کرتے ہوئے  
 ڈرائنگنل میں تیسرے خانے میں ہندسہ ایک درج ہے۔ اسے ۱ سے منہا کریں۔ باقی ۱۶ بچے  
 اسے ۳ کے پچھلے خانے میں لکھ دیں۔ اگر آپ ۳ سے اوپر کا خانہ بھرنے چاہتے ہیں۔ تو اس خانے کو ایک  
 شمار کرتے ہوئے ڈرائنگنل میں تیسرے خانے میں ہندسہ ۷ ہے۔ اسے ۱ سے تفریق کریں تو  
 باقی ۱۰ بچے۔ ۱۰ کو ۳ سے اوپر والے خانے میں درج کریں۔ اس عمل سے مندرجہ ذیل شکل بن  
 جائے گی۔ ہر قطار اور ڈرائنگن کا مجموعہ ۳۳ ہو گا۔

۱	۸	۱۰	۱۵
۱۲	۱۳	۳	۶
۷	۲	۱۶	۹
۱۴	۱۱	۵	۴

اس طریقے میں یہ ضروری ہے۔ کہ مجموعہ  
 ۳۰ سے کسی صورت میں کم نہ ہو۔ اور اگر ایک ہندسہ  
 کو صرف ایک دفعہ ہی لکھنا ہو۔ تو مجموعہ ۳۳ سے کم نہ ہو۔

## ایک ہندوستانی زیور (نتھ)

ہندوستان کے تمام علاقوں میں کسی نہ کسی شکل میں نتھ (ناک کی بالی) کا رواج ہے۔ بھارت  
 جہاں شہر ہندو پنجاب۔ شمالی اور وسط ہند میں ہندو عورتیں گہنے کے طور پر اپنے ناک میں  
 ایک بالی سی ڈالتی ہیں مسلمان عورتیں بلوچ استعمال کرتی ہیں۔ جو کہ ناک کی دھیمیانی دیوار میں  
 سوراخ کر کے پہنی جاتی ہے۔ یہ گہنا کب سے رواج پڑ گیا۔ اس کا کچھ زیادہ پتہ نہیں چلتا۔ سنسکرت  
 علم ادب اور گھنٹوں میں اس کا بالکل ذکر نہیں آتا۔ جس سے بلا خوف تردید یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے  
 کہ ہندوستانی تہذیب اس زیور سے بے بہرہ تھی +

نتھ کے کئی نام ہیں مثلاً بالی۔ ویسیر پتھنی۔ نتھ۔ لفظ سنسکرت کے مصدر زنا محووم سے  
 بنا ہے۔ ویسیر لفظ سنسکرت کے کسی مصدر سے بنا ہوا نہیں معلوم ہوتا۔ اور ظن غالب ہے کہ  
 یہ کوئی غیر ملکی لفظ ہو +

ہندوستان میں نتھ مختلف شکلوں میں اور مختلف طریقوں سے پہنی جاتی ہے۔ گجراتی

عورتیں ناک کے بائیں طرف سُورخ ہوا کرتے پہنتی ہیں۔ مدراس میں دہلی طرف پہنی جاتی ہے پنجاب کی مسلمان عورتیں درمیانی دیوار میں سُورخ کمر کے اسے استعمال کرتی ہیں۔  
نہیں ایک معمولی سونے یا پتیل کی تار سے بیکر نہایت قیمتی اور مختلف قسم کی ہیروں سے جڑی ہوئی ہوتی ہیں بعض اوقات ان کی شکل کم و بیش طاؤس سے ملتی جاتی ہے۔

بندھی نٹھ اس قدر بھاری ہوتی ہے کہ ہنس کا پتلا جیسے پہننے والی عورت کے بالوں کے پتلے سے کچھ سے بندھا ہوتا ہے جو کہ منہ پر سے ہوتا ہوا زیور تک پہنچتا ہے۔ اور کبھی کبھی قسم کی نٹھیں ہوتی ہیں مثلاً کانٹو جس کا ایک سر ناک میں ہوتا ہے۔ اور دوسرا سر دائرے کی شکل میں جو اہرات سے مرتب ہوتا ہے۔ اور نیچے لٹکتا رہتا ہے۔ لٹان بھی دائرے کی شکل میں ناک کی دھانی دیوار میں ڈالی جاتی ہے یہ صرف مسلمان عورتیں پہنتی ہیں۔ کبھی کبھی ان ہندو لڑکوں کو بھی پہنا جاتی ہے جو بہت سے بچے مرنے کے بعد زندہ بچیں۔ اس حالت میں ان کا نام بلاتی دہلی نام تھا وغیرہ رکھا جاتا ہے۔

عزرائی عورتیں بھی نٹھوں کا استعمال کرتی ہیں۔ اور اس کا ذکر ایک انگریزی مصنف نے کیا ہے۔ لیکن ہندوؤں میں یہ زیور اس قدر رائج ہو چکے ہیں کہ باوجود بھی سنسکرت کی کتابوں میں نہیں پایا جاتا۔ اسکی حقیقی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس زیور کو مسلمانوں نے رواج دیا۔ نٹھ اصل میں غلامی کی نشانی تھی۔ اور شاید عورتوں کو غلام خیال کرتے ہوئے یہ زیور کے طور پر ان پہنا جاتی ہو۔ عرب میں نٹھ اور کانوں کی بالیاں غلامی کا نشان تھیں۔ یہ امر بالکل واضح اور سیدھا اسی امر کا ہندوستان میں بھی ۱۶۲۹ء میں رواج تھا جیسا کہ ایک چین مصنف کی تجویز کی ایک تصنیف میں پایا جاتا ہے۔

راز حیر و جے سوری اس باب میں شلوک

توں چیلانے اے استاد گرو سیتی کیوں کرنا واد  
گرو نیچے پکڑی تجھ ماتھ پھاڑی ناک پر وے ناتھ  
یہ شلوک ایک چینی جہاز پرش کے ذندگی کے ایک واقع پر روشنی ڈالنے کے لئے لکھے گئے ہیں۔

ایک دفعہ اس جہاز پرش کا ایک شاگرد دستاخ ہو گیا۔ اس وقت پولیس کے آدمی نے اس جہاز کو یہ ابغاظ کہے۔ جو کہ مندرجہ شلوک میں بتائے گئے ہیں۔ اور جن کا مطلب صاف ہے کہ ”تم“

اسکے شاگرد ہو۔ اور وہ گھٹارا استاد ہے۔ مہتاری کیا طاقت ہے۔ کہ گرو کی ہتک کر سکو  
گرو کی طاقت ہے کہ ہتھیں کوڑ کر لجاے۔ رنڈاموں کی منڈی میں (اور وہاں ہتھیں جیکر مٹاے  
ناک میں سورخ ڈلو کر تھ پھنوا دے)۔

کئی اصحاب یہ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ تھ فارسی علم ادب اور لغاتوں میں نہیں ملتا۔ لیکن  
یہ اعتراض بھلے ہے کیونکہ بلاق بالکل مستمالوں کا گھنا ہے۔ خان بہادر نواب عزیز جنگ بھادر  
حیدر آباد دکن نے جو لغات تالیف کی ہے۔ یہیں انہوں نے لفظ بلاق کی مکمل تشریح کرتے ہوئے  
تجزیہ فرمایا ہے۔ کہ۔

”لفظ بلاق کے کئی معنی ہیں (۱) سورخ (۲) تھنا (۳) رستی جو کہ اونٹ کے خنٹے میں  
پروٹی جاتی ہے اور (۴) ناک کا ایک زیور۔ وہ فرماتے ہیں کہ مصنفوں کی کثیر تعداد اس لفظ کو  
ترکی زبان کا مانتی ہے۔ غیاث اللغات میں بلاق سے صرف ناک کا زیور مراد لیتگی ہے۔ یہ زیور ضرر  
عورتیں پہنتی ہیں۔ اس کا رواج ترکستان سے دوسرے ممالک میں پھیلا۔

مذکورہ اقتباسات سے عیان ہے کہ تھ زیور کی شکل میں مسلم ممالک سے ہند میں آیا۔ کس  
زمانے میں اس نپید نے ہند میں رواج پکڑا۔ اس کا ٹھیک ٹھیک ابھی تک پتہ نہیں لگا۔ اور نہ ہی محققوں  
کی سمجھ میں ابھی تک یہ آیا ہے کہ وہ زیور جو بلاق کی شکل میں رجو کہ ناک کی دوسری دیواریں پہنی جاتی  
ہند میں وارد ہوا کس طرح تھ کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔ اس کا سوائے اسکے کچھ جواب نہیں ہو سکتا  
کہ مختلف علاقوں کے لوگوں نے اسکے ساتھ مختلف اقسام کے خیالات وابستہ کرنے شروع کر دیے  
یا لوگوں کے مذاق کے موافق اس کی شکل آہستہ آہستہ بدلتی گئی۔ جتنی کہ مختلف علاقوں میں اس کی شکل  
مختلف اشکال ہو گئیں۔

در اصل زیوروں کی بناوٹ اور ان کے طرز عمل و محل استعمال کا چٹا دھڑ صوبے کے لوگوں  
کے اپنے مذاق پر منحصر ہوتا ہے جو زیور رکھنے کے لوگ استعمال کرتے ہیں۔ اور جو انہیں بھاتے  
ہیں وہ مدراس کے لوگوں کو پسند نہیں۔ مدراس کے لوگوں کے زیور پنجابیوں کو پسند نہیں۔  
محققوں اور عالموں کو لازم ہے کہ وہ اس امر کی تحقیقات کریں۔ کہ ابتدا میں حضرت انسان  
نے کب زیوروں کا استعمال شروع کیا۔ اور کیوں اس کے وہیں ایسا شوق پیدا ہوا۔ اس سے  
پتہ لگ سکے گا۔ کہ زیور کا انسانی مذاق سے کیا تعلق ہے۔



## اتحاد

مختصر کرتا ہے غم کی مدتوں کو اتحاد      ملتا ہے بیکسی کی دلتوں کو اتحاد  
استواری بحث ہے ہمتوں کو اتحاد      ٹھیک کر دیتا ہے بگڑی حالتوں کو اتحاد

کیوں یں جھگڑیں ہاں کیوں ہم غم ہو کر رہیں

ایک ہے سب کا وطن سب ایک دل ہو کر رہیں

ملک دو مختلف قوموں کی ہے اک انجمن      سب کے دلیں سب کا گھر ہو سب کا وطن

بہن بھائی سرو قمری مختلف اہل وطن      سب نصیب جھینلتے ہیں جبراً جبراً ہے چین

ملک کا ہے ایک قالب روح کیا ہے اتحاد

فائدہ قالب سے کیا جب روح کہدے خیراً

آج تک کی خانہ جنگی کو نصیب جانے      ہو وطن ہونے کا ہے جو فرض اُسے پہچانے  
ہو چکی ضد اب خلوص باہمی کی ٹھانے      چھوڑے کہنا قمر کا یہ مقولہ مانے

خافظا محمد وصل خواہی صلح کن باخاض علم

باسمائل اللہ باللہ با برہن رام رام

## طوفانِ وحدت

غلط ہے محیط ہے پایاں - یاں وار کہاں اور کہاں  
گنگا ہے کہاں اور باغ کہاں - ہے ضلع کہاں پیکا ر کہاں  
یاں نام کہاں اور روپ کہاں - اخطا ہے کہاں اظہار کہاں  
ہیں ایک جہاں دو چار کہاں - اور مجھ میں سوچ بچار کہاں  
ماں باپ کہاں استاد کہاں - گورو چیلے کا یاں کار کہاں  
احسان کہاں آزار کہاں - یاں خادم اور سردار کہاں  
ہیں زیر زبریں پیش کہاں - تقطیع اور شعر اشعار کہاں  
اک نور ہی نور ہوں شعلہ فشاں - گلزار کہاں اور خار کہاں

## انسان کیوں ایک ہاتھ کو زیادہ پھرتی سے استعمال کر سکتا ہے

یہ عموماً دیکھا گیا ہے کہ کثرت سے انسان دایں ہاتھ کو آسانی سے استعمال کر سکتے ہیں اور کئی آدمی بائیں ہاتھ اور بازو کو دہن کی نسبت زیادہ آسانی سے استعمال کر سکتے ہیں بعض بائیں ہاتھ والے انسان کوشش کرنے سے دایں ہاتھ والے بن جاتے ہیں۔ ان باتوں کی کیا وجہ ہے اور کیوں انسان قدرتی طور پر دایں ہاتھ میں زیادہ زور یا بائیں ہاتھ میں زیادہ زور لئے ہوئے پیدا ہوتا ہے۔ مدت سے اس نکتہ پر سائنسدانوں میں بحث ہو رہی ہے +

زیادہ تر سائنسدانوں کی رائے ہے کہ انسان کے دماغ کے دو حصے ہیں۔ ایک دایاں دوسرا بائیاں۔ دایں حصے سے نسین کل کر دماغ کے نیچے سے ہوتی ہوئی بائیں حصہ جسم میں بکھرجاتی ہیں۔ اور بائیں حصہ دماغ کی نسین جسم کے دایں حصے میں بکھری ہوئی ہیں۔ اس لئے دماغ کے جس حصے کو ابتدا سے ہی ہم نشو و نما دینے لگتے ہیں وہ دوسرے حصے سے زیادہ ترقی کر جاتا ہے۔ اس لئے دایں ہاتھ والے انسان صرف دایں ہاتھ ہی زیادہ زور نہیں رکھتے۔ بلکہ ان کے جسم کا سارا دایاں حصہ بائیں حصہ سے زیادہ ترقی پذیر ہوتا ہے۔ ان کی دایں آنکھ تیز ہوتی ہے دایاں پاؤں اور دایں ٹانگ مقابلتہ پھرتی ہوتی ہے۔ دایں حصے کی جلد بائیں سے زیادہ جست رکھتی ہے اور دایں حصے کے تمام اعضا بائیں حصے سے تیز ہوتے ہیں +

لیکن اس تھوڑی پرکھ جس طرف کو ہم زیادہ استعمال نہیں۔ وہ ترقی کر جاتی ہے۔ بہت سے اعتراض کیے گئے۔ اور اس کی صداقت کو پرکھنے کے لئے کچھ نو زائیدہ تجویز کو ایسے طریقے سے پایا گیا۔ کہ ہمیں دیکھا دیکھی ست کوئی خاص حصہ جسم استعمال کرنے کی عادت نہ رکھے۔ بالآخر ان تجویز کا امتحان کیا گیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ وہ ایک ہاتھ کو زیادہ پھرتی سے استعمال کر سکتے ہیں اور ان کا ایک حصہ جسم دوسرے سے خود بخود ترقی کر گیا ہے +

اس لئے اسکی ایک اور وجہ پیش کی گئی۔ کہ انسان کے جسم کا مرکزی نقطہ درمیانی پیر سے دایں طرف واقع ہوتا ہے۔ اس لئے دایں پاؤں اور ٹانگ پر جسم کا زیادہ بوجھ پڑ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دایں بازو اور ہاتھ میں زیادہ طاقت آجاتی ہے۔ لیکن بچے چلنا سیکھنے سے پہلے ہی اپنے ایک

ہاتھ کو دوسرے ہاتھ کی نسبت پھرتی سے استعمال کرتے ہوئے پائے گئے ہیں۔ نیز بائیں ہاتھ  
وایں انسانوں میں یہ نقطہ بائیں طرف ہونا چاہئے۔ لیکن ایسا دیکھنے میں نہیں آیا۔ کہ بائیں ہاتھ وایں  
انسانوں کے اندرونی اعضا بائیں طرف کو واقع ہوں۔ بندر اور گوبلیے جن کا یہ نقطہ وایں طرف  
بایاں طرف کو واقع ہے۔ یکدم ایک ہاتھ کو دوسرے کی نسبت زیادہ پھرتی سے استعمال نہیں کرتے  
ان رتھ اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے سائنسدانوں نے ایک اور تصور پیش کیا ہے۔

انسان بندروں اور گوبلیوں کی طرح ابتدا میں دونوں ہاتھوں کو یکساں استعمال کر سکتا  
تھا۔ لیکن اشارے وغیرہ کرنے کے لئے دایاں یا بایاں صرف ایک ہی ہاتھ استعمال کیا جاتا تھا  
برمان، وائی کی ابتدائی تحریریں ایسی لکھروں سے بنی ہوئی ہیں۔ جو وایں سے بائیں اور بائیں  
سے وایں طرف تھیں کئی ہیں۔ لیکن دونوں ہاتھوں کا یکساں استعمال اس وقت جاتا رہا جبکہ  
لوگ بھاری اور لڑائی پیشہ ہو گئے۔ اس وقت وہ دل کی حفاظت کیلئے وایں ہاتھ میں لٹکا  
اور وایں ہاتھ میں تلوار پکڑنے لگے۔ یا نیزہ اور ڈنڈہ وغیرہ وایں ہاتھ میں رکھنے لگے۔ اس طرح  
آہستہ آہستہ ہمارا دایاں ہاتھ بہ نسبت بائیں کے زیادہ طاقت ور اور پھرتیلا ہو گیا۔

عضو ڈاکٹر کہتے ہیں کہ ہمارے جسم میں کئی ایسے غدود ہیں جن میں سے خاص قسم کی مٹو  
نکلتی رہتی ہیں۔ ان مٹو کو ہارمونز *hormones* کہتے ہیں۔ اپنی ہمارا  
چال چلن جسم کا رنگ اور ہماری تذکیر و تاہنث وغیرہ مبنی ہے۔ شاید اپنی ہمارا وایں یا بائیں  
ہاتھ والا ہونا منحصر ہو۔ اس حالت میں ہماری وایں یا بائیں طرف کے غدود زیادہ طاقتور اور  
پھرتیلے ہونگے۔

کچھ سال ہوئے ایک چھوٹے سے سکول میں ایک معلم جبکہ دایاں بازو ٹوٹ گیا تھا۔ لڑکوں  
کی جماعت میں آیا۔ اور تختہ سیاہ پر اسے بائیں ہاتھ سے لکھنا شروع کیا۔ ساری جماعت کے لڑکے  
خیران ہوئے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ استاد نے اُردو لفظوں کو بجائے وایں سے بائیں طرف  
کو لکھنے کے بائیں سے وایں طرف کو لکھنا شروع کر دیا۔ اور حرف بھی اُٹے تھے۔ مثلاً میں جا رہا  
ہوں کی بجائے اس نے ”میں جا رہا ہوں“ لکھ دیا۔

انہی کی وجہ تھی۔ صرف یہ کہ وہ استاد جب پہلے اپنے وایں ہاتھ کو استعمال کرتا تھا۔ اس  
وقت اس کا دایاں حصہ داغ نشوونما حاصل کر رہا تھا۔ اور جس طرح اس کا دایاں حصہ بڑھ رہا  
تھا۔ اس کے عین مقابل سمت اس کا بایاں حصہ داغ بھی بڑھ گیا۔ جب اس کا دایاں ہاتھ ٹوٹ گیا

اور اس نے بائیں کا استعمال شروع کیا۔ اس وقت اس کا بائیں ہاتھ اسی طرح بکھنے لگا۔ جیسی کہ اُس نے قدرتی طور پر نشو و نما پائی تھی۔ اس اٹلی طرح بکھنے کو تحریر آئینیہ وار کہہ سکتے ہیں۔ جس میں ہم کی تحریر کا قدرتی خاصہ خود بخود قدرتی کر جاتا ہے۔ اس بات کو ثابت کر دینے سے بہت سے واقعے ظہور پذیر ہوئے ہیں۔

لیونارڈو جب بوڑھا ہو گیا۔ تو اس کا دایاں بازو بے حس ہو گیا۔ اس لئے اُس نے بائیں بازو کا لیکن کئی دفعہ جب وہ بیہوش ہو جاتا تھا اور بکھنے لگتا تھا۔ اس وقت کے پکھے ہونے صغیر نہیں ساجھتے۔ تحریر آئینیہ وار ہونا تھا۔ وغیرہ وغیرہ۔ ان تمام باتوں سے ثابت ہوا ہے۔ کہ انسان کا دماغ کے دو علیحدہ علیحدہ حصے ہیں۔

اس تھوڑی سے کئی عملی اسباق بھی نکالے جاسکتے ہیں۔ پہلا یہ کہ وہ بچے جو قدرتی طور پر بائیں ہاتھ کو پھرتی سے استعمال کر سکتے ہوں۔ ان کو کبھی دہیں ہاتھ کا استعمال کرنے کے لئے مجبور نہیں کرنا چاہئے۔ یہ تکلیف دہ ہونیکے علاوہ خطرناک بھی ہے۔ اور نہ بہت سے بچے جن کو ایسا کرنے پر مجبور کیا گیا ہے وہ یا تو ننگا کر چلنے لگتے ہیں۔ یا ان کی زبان کھٹک کرنے لگتی ہے۔ کیونکہ جب زبردستی ان کے برعکس ہونے دماغ پر ایسا کرنے کے لئے دباؤ ڈالا جاتا ہے۔ تو ان کے کئی خائبہ دماغ کو ضعف پہنچ جاتا ہے جن سے اُسکے خاص خاص اعضا کی نشو و نما رُک جاتی ہے۔

بلکہ ایسے بچوں کو پیارا اور محبت سے دونوں ہاتھوں کا استعمال سکھانا چاہئے۔ ان کو ایسے استاد کی زیر نگرانی رکھنا چاہئے۔ جو کہ بائیں ہاتھ کو استعمال کرنے کے خلاف نہ ہو۔ اور جو محبت و پیار سے اور یہ خیال کرتے ہوئے کہ میں تعصب سے نہیں بلکہ اسکی خوبیاں بڑھانیکے لئے اس کو دوسرے ہاتھ کا استعمال سکھلا رہا ہوں۔ اپنا کام کریں۔ کیونکہ دونوں ہاتھوں کو پھرتی سے استعمال کر سکرنا ایک خوبی ہے۔

مذمت سے ہمارے بزرگ اسکی تعریف کرتے آئے ہیں اور ایسا کرنے کی نصیحت بھی کرتے رہے ہیں۔

اٹھا کر آنکھ کھلا دیکھوں چمن سبزہ روں کو  
طبیعت ٹھونڈی ہے اب سکوں ہر دور روں کو  
نڈانے نے ہزاروں کو دہیں بدلی ہیں ہر لحظہ  
سکوں آیا نہ لیکن گردش قیمت کے ماروں کو

## سائیں کی صدا

یہ دُنیا جائے گزشتن ہے  
یاں جو ہے روتے بہ فتن ہے  
گمانی نہ رہے دھبانی نہ رہے  
تھے آخر تو فانی نہ رہے  
تھے کیتے کیتے شاہ زمیں  
ہیں آج کہاں وہ مکان وکس  
نہ وہ سُرور ہے نہ وہ بیر ہے  
نہ امیر ہے نہ فقیر رہے  
اے ہمسفران طبرقِ عدم  
گم گشتہ راہ فنا ہوئے ہم  
جو چیز یہاں کی فانی ہے  
دُنیا کیا رام کہانی ہے  
آنے جانے کا ہے تارنگا  
دل نہ اس میں نہ تو زہنارنگا  
یاں مُرد دُوبی کہلاتے ہیں  
جو جاتے ہیں اود آتے ہیں  
کیوں عمرِ عبث تو نے کھوئی  
سچ کہتا ہوں تجھ سے یاں کوئی  
بتہ کر بتہ کر بستر اپنا  
دُنیا کی سدا کو گھر اپنا  
کیا گھوڑے چ کے سوتا ہے  
جو سوتا ہے پھر روتا ہے

سائیں کی ہے یہ صدا بابا  
تو اس میں دل نہ لگا بابا  
تھے کیا کیا لاشانی نہ رہے  
فانی کو کہاں ہے بقا بابا  
تھے کیتے کیتے محلِ سلگیں  
نہ نشان رہا نہ پتہ بابا  
نہ وہ شاہ رہے نہ وزیر ہے  
مولا کا نام رہے بابا  
نہیں چھوڑے ہیں نشانِ قدم  
کہو کوئی تو کیا ہے بقا بابا  
جو جنس ہے آئی جانی ہے  
کچھ حال ہمیں نہ کھلا بابا  
دُنیا ہے یہ اک ازارنگا  
کب بکلا وہ جو پھنسا بابا  
جو جا کر پھر نہیں آتے ہیں  
وہ مُرد نہیں اصلا بابا  
کچھ کرے اب بھی خدا جوئی  
نہ رہا نہ رہا نہ رہا بابا  
باندھ اٹھ کر رختِ سفر اپنا  
تو نے ہے غلط سمجھا بابا  
کیوں وقتِ عبث تو کھوتا ہے  
کہتے ہیں مُرد خدا بابا



وہ پیک اہل کا آتا ہے  
سب جیتے جی کا ناتا ہے  
جتنا یہ مال و خزانہ ہے  
سب چھوڑ یہاں سے جاتا ہے  
یہ ملک و مال یہ جاہ و ختم  
سب جیتے جی کے یہ ہیں ہدم  
کیا دل دنیا میں لگایا ہے  
یہ چلتی پھرتی چھایا ہے  
دنیا کو منت کہہ میری ہے  
سائیں کی جینے پھیری ہے  
تو ساتھ ہی لیکر جاتا ہے  
پھر کوئی یہاں کس کا بابا  
جسے تو نے اپنا لانا ہے  
کرتا ہے سراہم کیا بابا  
یہ خویش و اقارب جمع ہیں ہم  
پھر چلنا ہے تنہا بابا  
ہم سوچ یہ چھوٹی مایا ہے  
کیا اعتبار اس کا بابا  
دنیا غافل کب تیری ہے  
پھرتا ہے تو اس بلا بابا

تفصیل

## انسانی طریق گویائی کا ابتدا

انسانوں کا موجودہ طریق گویائی دو علیحدہ حصوں سے مرکب ہے۔

۱۔ فونیشن *Phonation* یعنی ہوا کا اوپر کو گزرتے ہوئے آواز پیدا کرنے کی روش کے ساتھ جو گلے میں موجود ہیں لگ کر گزرا۔ جب یہ فیض مزاحمت کرتے ہیں۔ تو اس سے ایک قسم کی آواز سی پناہ منے لگتی ہے جو کہ باقاعدہ ہوتی ہے۔

۲۔ آرٹیکولیشن (*articulation*) یعنی ہوا جب لیشوں میں گزرتی ہوئی ”ہم۔ ہم“ کی آواز پیدا کرتی ہے اس وقت منہ کے اندرونی خلا کی شکل کو تبدیل کرنا گلے۔ زبان اور ہونٹوں کے بلا جھکا کر اندرونی خانے کی شکل بدل دینا جس سے مختلف آوازیں پیدا ہو سکیں۔

فونیشن کا طریقہ ہمارے احساس کی زبان ہے۔ یہ طریقہ جانوروں میں بھی پایا جاتا ہے۔ انسان میں جب بولنے کی طاقت آئی۔ اس سے پہلے وہ اپنے غصے اور خوشی۔ تکلیف اور محبت کو اسی آواز سے ظاہر کیا کرتا تھا۔ آرٹیکولیشن کے ذریعہ ہم اپنے بول کے جنالات کا اظہار کرتے

ہیں۔ یعنی اپنی مرضی کے مطابق منہ کے خانے کی شکل تبدیل کر کے دوسرے پر پڑنے اندرونی خیاات کا انکشاف کرتے ہیں۔

جب ہم آہستہ آہستہ کانوں میں باتیں کرتے ہیں۔ اس وقت ذرا صل ہم صرف آریٹیکولیشن کا ہی استعمال کر رہے ہوتے ہیں ہوانالی میں سے لگا تا رہا ہر نو نکلتی ہے۔ آدانیہ کرنے والے ریشے مزاحمت سے ہمیں تبدیل پیدا نہیں کرتے۔ عبرت ہوٹ۔ زبان وغیرہ کے ہلانے سے ہم ہواسے مختلف آوازیں پیدا کرتے ہیں۔

لیکن جس وقت ہم ہوا کو نالی سے اس طرح نکالتے ہیں کہ آواز کے بیٹھے بھی ہوا کے زور سے متحرک ہوں اور وہ ہواسے آزادانہ راستے میں روکاوٹ پیدا کریں۔ اور ساتھ ہی ہم ہونٹوں اور زبان اور گھٹے کے متحرک کرنے سے اندرونی خانے کی بناوٹ کو تبدیل کرتے ہیں۔ تو اس وقت اونچی آواز پیدا ہوتی ہے اور ہم باتیں کرتے ہیں۔ بغیر فونیشن کے بولنے اور اس طرح بولنے میں یہ فرق ہے کہ اس طرح آواز دوسرے سنائی دیتی ہے۔ ایک زیادہ آدلی سن سکتے ہیں۔ اور یہ آواز قیاس اور مدلل ہر دو قسم کے جذبات کی مظہر بنتی ہے۔

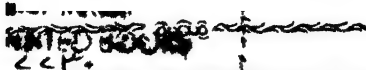
تحقق اس بات کی تحقیق میں لگے ہے۔ کہ کس طرح آریٹیکولیشن کا طریقہ انسانوں نے سیکھا ان کا قیاس اس بات پر غالب ہے کہ یہ طریقہ اشاروں اور جسمانی حرکات کے ذریعہ باتیں کرنے سے ظہور پذیر ہوا یعنی آواز کے ذریعہ ظہار خیالات کرنے سے پہلے انسان جسمانی حرکات سے اپنے خیالات کو دوسروں تک پہنچاتا تھا۔ قدرت میں جانوروں کے اندر بھی یہی اصول کام کرتا ہے۔ گھٹا جب خوشی ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ تو وہ چھٹا نکلیں لگتا ہے۔ اور دوسرے گھٹے سے دشمنی ظاہر کر دیتے گھٹے دہت دکھاتا ہے۔ اگر اپنے مالک کو کبھی جگہ لے جانا ہو۔ تو وہ مالک کے آگے قدم دوڑتا ہے۔ پھر واپس آ جاتا ہے۔ اور پھر تھوڑا سا آگے کی طرف دھڑکتا ہے۔

ہندوستان میں بھی کئی باتیں لوگ اشاروں کے ذریعہ کرتے ہیں مثلاً "ہاں" کہنے کے لئے سر کو اوپر سے نیچے کی طرف ہلاتے ہیں۔ "نہ" کہنے کے لئے ایک طرف سے دوسری طرف ہلاتے ہیں وغیرہ۔ آجکل کے ریڈیو اینڈ ٹیلی ویژن میں اشاروں کے ذریعہ کہتے ہیں ریڈیو اینڈ ٹیلی ویژن کی اشاروں والی زبان پر ایک مضمون ماہ اکتوبر میں شائع ہوا ہے۔

لیکن جوں جوں انسان ترقی کرتا گیا۔ اس کے ہاتھ اور جسم کے حصے دیگر کاموں میں مشغول ہو گئے۔ اس لئے وہ چہرے سے اشارے کرنے لگا۔ اور پھر آہستہ آہستہ صرٹ ہونٹوں



ایک اور سائنسدان نے ایسے آئے بنائے ہیں جن سے انسانی آواز کے فقرے کے فقرے نقل کئے جاسکتے ہیں مثلاً آئے زید میں ترے ساتھ چلوں گا وغیرہ کئی الفاظ ایسے بھی ہیں جن کی نقل کرنا ہنرِایتِ مشکل ہے مثلاً ت۔ ک وغیرہ +  
ہن تحقیق سے قدرت کے اُس اصول کی تائید ہوتی ہے کہ انسان نے آہستہ آہستہ ترقی کی ہے +



### مَعصُومِ بچہ

#### مَرْتے وقت اُس کی زبان پر کیا تھا؟

شریمان جنگی رام جی ایک نو عمر موہنا رہتے تھے جو کہ عرصہ سے مستانہ جوگی کو سیکھتے تھے جوگی سے اُس قدر پریم تھا کہ اُس کو پڑھ پڑھ کر سُٹتے رہتے تھے۔ اچانک موت نے آدایا۔ دُنیا دار تو حالتِ نزع میں ماں باپ بہن بھائی یا عورت بچوں کی جدائی میں روتے پیتے ہیں۔ اور جائیداد کی وصیتیں کرتے ہیں اور اُنکے پران بُت تکلیف سے بچتے ہیں لیکن بھولے بھالے جنگی رام کے چہرہ پر شہنائی تھی۔ اور مرتے وقت اُسکی صرف ایک خواہش تھی۔ اُس پیارے بچے نے دم توڑتے وقت اپنے پیارے پتار رام جی سے پرارہنا کی کہ میرا ساتھ تو اب پیارے مستانہ جوگی سے چھوٹ رہا ہے لیکن میرے مرنے کے بعد اپنے نازِیتِ مستانہ جوگی کا ساتھ نہ چھوڑنا۔ چنانچہ شہریان رام جی چاہتے۔ کُل ارائیاں والی مقام کو جہانوالہ نے اپنے بیٹے کی بستر مرگ پر رکھی ہوئی وصیت کو حرفِ بھوت پورا کیا۔ اور وہ اب جوگی کے پیاروں کے حلقے میں ہیں۔ آہ! ایک معصوم بچے تک کو موت کے منہ میں جاتے ہوئے بھی اپنے پیارے جوگی کا فکر رہا۔ پیارے بچے اِتری جدائی میں میری آنکھیں اور قلم ہمیشہ اشکبار رہیں۔ اور جب میں سفرِ زندگی ختم کر کے تیرے پاس آؤں گا۔ تو میری آنکھیں سے پہلے پھٹکوتا ش کوہنگی۔ میں موت سے پہلے زندگی میں جوگی کے من کو پایا۔ نکسلیں تک پہنچا نیکی کو شش کر دینا۔ تاکہ میرے بعد بھی بقرارِ دلوں کو نسکین دینے والا ایک مرکز قائم رہے۔ چنگے دل میں دزدے جو اُس پرالم حادثہ سے متاثر ہوئے ہیں کہ انکی جماعت میں سے بیدار و موت نے ایک ایسے پھول کو توڑ لیا ہے جو کہ شایخ دینا برا بھی ہی کھلا تھا۔ تو ان کو وہ جب ہے کہ مندرجہ بالا پتہ پر شہریان رام جی کو جہرِ دلی کے خط بھجواؤ انکی دُجوئی کو رہیں۔ کیونکہ وہ اپنے دھرماتما پتر کے علم میں حال ہیں۔ جوہنی رام جی کا خط میں نے پڑھا۔ کہ جس میں بچہ کی موت اور اُسکی وصیت درج تھی پھوٹ پھوٹ کر رویا۔ بچے اب بھگوان تیری رُوح کو شہنائی دیں + (صوفی)

## ہوا میں اڑنے والے

ستھوڑا عرصہ ہوا۔ ایک آدمی غبارے میں بیٹھ کر ۴۰ ۴۲ فٹ (۱۲۰ فٹ) اڑ چکا اور لکھا تھا۔ اس سے پہلے کسی نے انسان میں قدرتی ہوجنا نہیں جاسکا۔ کچھ کئی آدمیوں نے کوشش کی ہے اس قدر اڑنے والے کا ایک کسٹن گرس ہے۔ وہ بگھنے میں کد جب میں نہایت اوجھا پونچ گیا تو مجھے ایسا معلوم ہوا جیسا کہ میں ایک علیحدہ ہی نئی دنیا میں آگیا ہوں۔ میرے دل میں الحمد للہ کے خیالات چید ہونے لگے۔ میں نے زمین کی طرف دیکھا کہ وہ نہایت دور ہے۔ وہ مجھے بادلوں کے سمندر میں تیرتی ہوئی نظر آتی تھی میں یہ اندازہ نہیں لگا سکا کہ مجھے زمین کا کس قدر حصہ نظر آتا تھا۔ بادلوں نے رستہ روک دیا تھا۔ نظر کو ہم نہیں کر سکتی تھی۔ سر پر صاف نیلے آسمان میں سورج چمکتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ یہاں ہوا نہایت سخت مرو تھی۔ اور میرے ہتھ موگراف پر درجہ حرارت منفی بیالیس درجے یعنی برف کے درجہ حرارت سے بیالیس درجے کم تھا۔ ایک اور صاحب لغت میٹک ریڈی۔ کیپٹن گرے سے پہلے (۴۰ ۴۲ فٹ) اڑ چکا جائیکے تھے۔ وہ بتاتے ہیں کہ

دراگر ہوا میں بادل نہ ہوں۔ تو ہوا میں اڑتے ہوئے بلند دی سے زمین کو دیکھنا نہایت بھلا معلوم ہوتا ہے۔ شہر اور قصبے سوئی کے سرے سے بھی چھوٹے نظر آتے ہیں۔ اور بلندی میں اڑتا ہوا انسان یہ معلوم کرتا ہے کہ وہ بالیتوں کے ملک کو دیکھ رہا ہے۔ اوپر سے زمین برف کی طرح سفید نظر آتی تھی۔ اور کئی بڑے بڑے شہروں کے دھوئیں کے بادل صاف دکھائی دیتے ہیں۔ جیسا کہ عموماً لوگ خیال کرتے ہیں کہ اگر اوپر اڑ کر جائیں تو شفاف ہوا میں سے سائے بھی نظر آ سکتے ہیں۔ اور آسمان سیاہ نظر آنا چاہئے یہ درست نہیں۔ مجھے تو سائے بالکل نظر نہیں آتے۔ ہاں کچھ ہوائی نہایت چمکتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ اور آسمان نیلا سا جان پڑا تھا۔ ہوائی دنیا کے کل یہی حالات ہیں جو کہ نہایت محنت اور مشکلات سے پتہ لگ سکے ہیں۔ وہ انسان جو اڑتے ہوئے ان قطعہ لمے زمہ بریں جاتے ہیں۔ ان کے دل دھڑکنے لگتے ہیں۔ پھیدھ پھڑکے کام کرنے سے جواب دینے لگتے ہیں۔ جس بلندی پر کیپٹن گرے پہنچا تھا۔ وہاں ہوا کی کثافت زمین کی ہوا سے کم تھی۔ اس لئے

دیکر ہوا میں جانوروں کی طرح اُس نے بھی اپنے ساتھ آگے بڑھنے کے بجائے رکھتے ہوئے تھے لیکن پھر کبھی پھینچ پڑے تاروں کی طرح کام نہیں کرتے۔ اور اگر معمولی سی بھی مشقت کی جائے۔ تو نہایت شدید تکالیف ظہور پذیر ہو جاتی ہیں۔ اگر خدا نخواستہ اوسین ختم ہو جائے تو تباہی برپا ہو جاتی ہے۔ جہاز کے تمام آلات کی سوشیاں اڑنے والے کو دھندلی سی نظر آنے لگتی ہیں۔ لیکن وہ ان کی پروا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس کے خیالات منتشر ہو جاتے ہیں۔ اسے کلاک ٹھہرا ہوا معلوم ہوتا ہے اور اونچائی اپنے والد اُس کی نظر میں بہت تھوڑی بلندی نظر آتا ہے۔ زمین کے سامنے اُسے بادل ناچتے دکھائی دیتے ہیں اور زمین چونکہ بہت دور ہوتی ہے۔ اس لئے اُس کا تعلق زمین کے حالات سے بالکل قطع ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اڑنے والے پر ایک خطرناک تھکان وٹ سی طاری ہو جاتی ہے۔ اسے ہر ایک چیز سیاہ ہوتی ہوئی نظر آتی ہے۔ آخر کار اُس کا جہاز لڑکھڑانے لگتا ہے اور ایک بڑے وزنی تھکر کی طرح آسمان سے زمین پر آگرا تا ہے۔ اگر اڑنے والے کی قیمت یاد رہو تو زندہ بچے ورنہ کوئی امید نہیں ہوتی۔

یہی حال مسٹر شارڈر کا ہوا۔ وہ ۳۳۰۰ فٹ (اوپنچا جا چکا تھا جبکہ اُس کا آگے بڑھنے کا ذخیرہ ختم ہو گیا۔ چھ میل سے وہ جہاز سمیت پچھلے گرا۔ لیکن خوش قسمتی سے بچ گیا۔

کیا اپنی بلندی پر زندہ جاوڑ اور پرندے موجود ہیں۔ ہوا میں اڑنے والوں نے مونٹ ایورسٹ اونچائی کے نزدیک (۲۷۰۰۰ فٹ) کی بلندی پر کوئے اڑتے دیکھے ہیں جس پر پتہ ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ اونچائی پر رہ سکتے ہیں۔ ان کے علاوہ (۲۴۰۰۰ فٹ) کی اونچائی پر چھوٹے چھوٹے قد کی سیاہ کمریاں بھی لگتی ہیں۔ کیپٹن گرسے وغیرہ اونچائی پر رہنے والے پرندوں کا خاطر خواہ ملاحظہ نہیں کر سکے لیکن وہ ارادہ رکھتے ہیں۔ کہ اگلی دفعہ وہ اپنے ساتھ ایک کمرہ لے جائیں گے جس کے ذریعہ وہ اونچے رہنے والے جاوڑوں اور پرندوں کی تصاویر لے سکیں گے۔

اونچے طبقے بھی نہایت قابل دید ہوتے ہیں۔ ہوا میں صرف ٹوٹے والے ستاروں کی گرد موجود ہوتی ہے بعض دفعہ زمین کے آتش فشاں پہاڑوں سے دھوئیں کے بادل چالیس میل کی بلندی تک پہنچ جاتے ہیں۔ زمین پر خواہ کتنے ہی زور سے طوفان اور آندھیاں چل رہی ہوں لیکن ۱۵۰۰ فٹ سے ۳۰۰۰ فٹ کے درمیان کا قطعہ بالکل شانت اور چپ چاپ ہوا ہے ہوا کا درجہ حرارت معلوم کر نیکی نے ایک خاص قسم کے عکاس یعنی سونڈنگ بالون (Sounding balloon) بنائے جاتے ہیں۔ جن میں درجہ حرارت بتاوا لے

تھرمائٹر رکھ دیے جاتے ہیں۔ ان غباروں کو ہوا میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔ نہایت بلندی پر جا کر پکچھٹ جاتے ہیں لیکن ایسا انتظام کیا ہوتا ہے کہ تھرمائٹر اور بلندی ماپنے والے آلے نہایت حفاظت سے زمین پر آکر گرے ہیں۔ ان غباروں میں کوئی آدمی سوار ہو کر نہیں جاتا۔ ایک اور قسم کے غبارے ہیں جنہیں پانی لٹ بیلون (balloon) یا سٹوٹوپک (stotop) کہتے ہیں۔ ان میں آلے وغیرہ نہیں رکھے جاتے۔ بلکہ انہیں ایک خاص قسم کی دوربینوں سے دیکھا جاتا ہے۔ جن سے غباروں کی بلندی وغیرہ کا پتہ لگ سکتا ہے۔ اور ہوا کی حالت کا بھی + میل جرن کا ایک سونڈنگ بیلون (sounding balloon) یا سٹوٹوپک کی بلندی پر جا کر پکچھتا۔ لیکن ایک پانی لٹ بیلون (pilot balloon) چڑھ کر میل کی بلندی تک اڑتا ہوا پہنچ چکا۔ چڑھنے میں کی بلندی سب سے زیادہ اونچائی ہے۔ جہاں تک کہ انسان کی بنی ہوئی چیز پہنچ سکی ہے +

ایک خاص بندوق کو اگر آسمان کی طرف منہ کر کے چلایا جائے۔ تو اسکی گولی اس سے بھی زیادہ بلندی تک جا سکتی ہے۔ لیکن جب گولی زمین پر گرے گی۔ تو ایک طوفان برپا ہو دگی

اگر ایک اڑنے والی جھتری سے وہ ڈرک جاتا۔ تو اس نے ایک ٹوٹنے والے ستارے کی طرح طوفان برپا کرنا تھا +

آسمانی ہوائیوں کے ذریعہ سائنس کے آلوں کو اس سے زیادہ بلندی پر بھی بھیجا جا سکتا ہے کئی سائنسدانوں نے چاند تک پہنچنے والی ہوائیوں کو بنانے کی تجاویز پیش کی ہیں اور ساٹھ میل تک پہنچنے والی ہوائیاں طیارے کی ہیں +

ان تمام تحقیقاتوں سے پتہ لگتا ہے کہ کڑھ ہوائی دو قطعوں کا بنا ہوا ہے۔ پہلے قطعے کو ٹراپوسفیر (troposphere) کہتے ہیں۔ یہ وہ قطعہ ہے جس میں ہم رہتے ہیں۔ یہ (۳۵۰۰۰) فٹ کی بلندی تک ہے جوں جوں اس قطعے میں ہم اُپر جاتے ہیں۔ ہوا کا درجہ حرارت کم ہوتا جاتا ہے +

اس قطعے کے بعد دوسرا قطعہ یعنی سٹراٹوسفیر (stratosphere) شروع ہوتا ہے۔ اس قطعے میں درجہ حرارت یکساں ہے۔ یہ پتہ نہیں چلتا۔ کہ اس کے بعد ہوا کی حالت کیسی ہے۔ یہ تو ہمیں پتہ ہے کہ کڑھ ہوائی ۵۰۰ میل یا اس سے کچھ زیادہ بلندی تک پھیلا ہوا ہے +

علم ہیئت دانوں نے اندازہ لگایا ہے کہ زمین سے ہم میل کی بلندی سے اوپر ایک گرم تپھہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس کا درجہ حرارت  $80^{\circ}$  ہے۔ امداس میں صرف نائٹروجن گیس ہی موجود ہے بعض کہتے ہیں کہ مسٹر ٹالسٹر کے اوپر نائٹروجن گیس ہے ۔

ایک دفعہ ایک ہوا میں اڑنے والے نے اپنے سے زیادہ اونچائی پر دیکھا۔ تو اسے ایک بیلون کی شکل کی چیز نظر آئی۔ جب اس نے دوسری بار دوہرین لنگار دیکھا۔ اور غور سے دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ یہ بیلون نہیں تھا۔ اور اگر دیکھے علاقوں میں تحقیق کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ کوئی اور بیلون اڑنے کے لئے نہیں بھیجا گیا تھا۔ دیگر جہاز کے لوگوں نے بھی کہا۔ کہ اسی دن ہم نے ایک سیاہ سی چیز دیکھی تھی۔ لیکن غلطی سے ہم نے اسے بیلون خیال کر لیا تھا۔ شاید یہ کوئی ٹوٹنے والا ستارہ ہو۔ جو زمین کی کشش سے اس کے ارد گرد چاندنی طرح حرکت کر رہا ہو۔ آج تک یہ بات پردہ اخفا میں ہی رہی ہے کہ وہ کیا چیز تھی؟

سب سے پہلا اڑنے والا شخص "سینڈیر" تھا۔ وہ اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ صرف ۳۸ فٹ تک پہنچا۔ ہوا میں اس کے دو ساتھی دم گھٹ کر مر گئے اور سینڈیر بہوش ہو گیا۔ اس نے اپنے ہوا میں اڑنے والے اپنے ساتھ آکسیجن کے جتن نہیں جاتے تھے۔ دو انگریز ۲۹۰۰۰ فٹ پر جا کر بہوش ہو گئے۔ لیکن ایک بہوش ہونے وقت عباس کے دو کو دانوں سے کھینچ کر نکال رہا۔ جب ہوا آہستہ آہستہ بھٹنے لگی۔ تو وہ نیچے آنا شروع ہوئے۔ مگر شکل سے ان کی جان بچی۔ اس کے سنی سال بعد کوئی آدمی اڑنے کا حوصلہ نہ کر سکا۔ آخر سن ۱۹۱۱ء میں دو جرمنی کے آدمی ۵۴۲۳ فٹ کی بلندی تک پہنچ گئے ۔

ہوا کے بلند قطعات کے حالات ابھی تک حضرت انسان سے پوشیدہ ہیں۔ شاید نئی ایجادیں اور تجربے انسان کو اس سے زیادہ بلندی پر اڑنے والے جائیں۔ جنوں جنوں اڑنے والے زیادہ اڑنے جا رہے ہیں۔ ہماری معلومات بڑھ رہی ہیں اور ہمیں پتہ لگ رہا ہے کہ ہمارے اوپر کے قطعات میں کیا ہوا ہے



عام مرد اور عورت روزانہ خوراک کے ساتھ پانچ پونڈ پانی پیتے ہیں۔ لیکن ہر روز انسان کا وزن پانچ پونڈ گھٹ جاتا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اسکی طاقت خرچ ہوتی ہے۔ ہر روز صرف اس لینے سے انسان کا وزن ایک پونڈ گھٹ جاتا ہے ۔





# آلہ قتل کے موجد

سب سے پہلے خود ہی اپنی ایجادوں سے قتل ہوئے

۱۔ پیرس میں ایک زندان ہے۔ جسے بشپیل کہتے ہیں۔ اس کو پیرس کے کو تو ال ہوگس آبروی اٹانے مجرموں کے لئے تعمیر کیا۔ لیکن اسی اثنا میں خود کو تو ال پر احماد کا الزام لگایا گیا۔ اور سب سے پہلے اسی کو اس زندان میں ڈالا گیا۔

۲۔ یونان کے پاپیخت آیتھنز کا ایک شخص پیرس نامی بھی اپنی ایجاد کا خود شکار ہوا۔ اس نے انگریزی جنٹم کے ظالم بادشاہ فیلارس کے ظلم و ستم کو انتہائی کٹھنجانے کے لئے اسے ایک خوفناک کل بنادی۔ یہ کل شکل میں ایک برنجی بیل تھا جس کے پیٹ میں کانٹے کے لئے ایک آد لگا تھا مجرموں کو اس بیل کے پیٹ میں بند کر دیا جاتا تھا۔ اور پیٹ کے نیچے آگ روشن کر کے اسے سڑخ کیا جاتا۔ اس کے بعد اس آلہ کو حرکت دی جاتی تھی۔ اور مجرم جل کر اور کٹ کر نہایت عذاب سے ہلاک ہو جاتا تھا۔ کہتے ہیں کہ جب مجرم بیل کے پیٹ کے اندر جھپٹا تھا۔ تو اس کی آواز بیل کے منہ سے نکل کر ٹھیک بیل کی سی آواز معلوم ہوتی تھی۔

فیلارس اس شیطان کی کل کو دیکھ کر نہایت محفوظ ہوا۔ اور پیرس کو سجدہ انعام دیا۔ لیکن چند ہی روز بعد پیرس نے کوئی ایسی حرکت کی کہ ظالم بادشاہ نے ناراض ہو کر سب سے پہلے اسی کو اس کل میں رکھ کر مار ڈالا۔

۳۔ شہر تلی آنز (فرانس) کے ایک حکیم گلوٹن نامی نے مجرموں کا سر کاٹنے کے لئے ایک عجیب و غریب کل ایجاد کی۔ جو اس کے نام پر گلوٹن مشہور ہو گئی۔ مگر جس شخص کا سر سب سے پہلے کاٹا گیا۔ وہ خود موجد گلوٹن تھا۔ اس پر بغاوت کا الزام لگایا گیا۔

۴۔ ورڈن رفرنس کے بشپ نے ایک دفعہ مجرموں کو سزا دینے کے لئے ایک ایسی قفس بنایا۔ اس میں جو بلی پھرتی۔ کہ کوئی شخص اس میں نہ تو آسانی سے لیٹ سکتا تھا۔ نہ بیٹھ سکتا تھا اور نہ ہی کھڑا رہ سکتا تھا۔ ہر چار طرف آہنی سیخیں نکلی ہوئی تھیں۔ عجیب بات ہے کہ سب سے پہلا اس پر قفس خود بشپ تھا۔ جو انیس دس سال تک مقید رہا۔

۵۔ آٹلی کے ایک دانشور شخص لڈاو کو سفارڈا نامی نے گنہگاروں کو ہلاک کرنے کے لئے لہجے کا

ایک کفن بنایا۔ اس میں مجرموں کو بند کر کے ٹکچوں میں گس دیا جاتا تھا۔ عجیب بات ہے کہ پہلا مجرم خود موجود تھا۔ اس سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہوئی کہ حکام وقت نے اسے اسی ٹکچہ میں گس ڈالا۔

۶۔ ٹکڑا لڑتے کے بعد حکومت میں ایک سکالج آدمی ”ریجنٹ مارٹن“ نامی نے ایک کہنی مجسمہ مجرموں کا سر کاٹنے کے لئے ایجاد کیا۔ یہ ایک عورت کا مجسمہ تھا۔ جسے ”سینڈن“ رد و شیرزہ کہتے تھے اس کے سینہ میں سر کاٹنے کا ایک آندہ پوشیدہ تھا۔ جس مجرم کا سر کاٹنا ہوتا۔ اسے اس مجسمہ کے سامنے لاتے اور یہ فقرہ کہہ کر ”خدا تجھے رد و شیرزہ کے سایہ عاطفت میں آرام دے“ اسے رد و شیرزہ کے سینہ پر دھکیل دیتے۔ پہلا مجرم جیبر اس رد و شیرزہ کا سایہ ڈالا گیا۔ خود مارٹن تھا۔

۷۔ کسٹینجنز یونان کا ایک شہید تھا۔ سب پہلے جلا وطنی کا قانون اسی نے پاس کرایا تھا۔ جس شخص کو جلا وطن کرنا ہوتا۔ اس کے متعلق عامۃ الناس کے دوٹ لے جاتے۔ ابھی اس رسم پر عملدرآمد نہیں ہوا تھا۔ کہ کسٹینجنز سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہوئی۔ کہ حکومت کو سب پہلے اسی کو جلا وطن کرنا پڑا۔

۸۔ سالتبری رینگستان کا نواب سب پہلا شخص تھا جس نے توپ ہتھیال کی۔ اور سب سے پہلا شخص یہی تھا۔ جو توپ کے گولہ سے ہلاک ہوا۔

۹۔ یونان میں رسم تھی۔ کہ اگر کوئی شخص کسی بہت بڑے جرم میں ملوث ہوتا۔ تو جگہ کسی عرجا یا خانقاہ میں پناہ گزین ہو جاتا حکومت یہ سمجھ کر کہ اس نے خُدا کے ہاں پناہ لی ہے اس کا جرم معاف کر دیتی اور اس طرح ہزار مجرمین بچ بچھٹتے تھے جب شہنشاہ آریکلیڈی اس کا عہد آیا تو اس کے وزیر اعظم اٹراپی اس نے بادشاہ کو مشورہ دیا۔ کہ آئندہ اس رسم کو ترک کر دیا جائے۔ اس نے اس باسے اس نے اس فرمانروست دلائل پیش کئے۔ کہ بادشاہ کو مجبوراً اسکی تجویز پر کاربند ہونا پڑا۔

لیکن بدقسمتی سے ”اٹراپی اس“ سے کوئی ایسا قصور سرزد ہوا۔ کہ بادشاہ اس سے سخت ناراض ہو گیا۔ ”اٹراپی اس“ جان کے خوف سے ایک گر چا میں جا چھپا۔ لیکن چونکہ اس قسم کی جان بخشی خود اسی نے اور تمام بند کراوی تھی۔ اس نے نئے قانون کی رو سے اسے وہیں گرے ہی میں قتل کر دیا گیا۔

۱۰۔ اسی ضمن میں اس واقعہ کا اظہار بھی غالباً درجی اور عبرت سے خالی نہ ہو گا۔ کہ ہندوستان میں سب پہلے لارڈ رٹھوری نے ٹیلیفون کا افتتاح کیا یہ سلسلہ ٹیلیفون کلکتہ شہر اور کلکتہ بندرگاہ کے درمیان منسلب کیا گیا۔ جس پر ٹیلیفون بالکل کمٹ ہو گیا۔ لارڈ موصوف بڑے شوق سے اسکا افتتاح کرنے لگا۔ سب پہلی جو خبر اسے موصول ہوئی وہ یہی کہ ”جس جہاز میں آبی لیڈی آری ٹھیں وہ بندرگاہ کے قریب آکر غرق ہو گیا ہے“ لارڈ موصوف کو اپنی بیوی سے کمال محبت تھی۔ یہ خبر اس کے لئے موت سے کم بھی وہ ایسا شکستہ دل ہوا۔ کہ فوراً استعفیٰ دیکر ولائٹ چلا گیا۔ اور وہاں پہلے چند ماہ بعد مر گیا۔

## میں کون ہوں کیا ہوں

برپا ہے بزمِ عشرتِ مجمع ہے اہلِ دل کا  
یہ اپنی کہہ رہا ہے وہ اپنی کہہ رہا ہے  
رودادِ شامِ فرقت اسکی زبان پر ہے  
ناکامیوں کا اپنی ماتمِ گھسار وہ ہے  
دلہیں ہے دردِ الفت لب پر ہے آہِ سوز  
بیزار ہے وہ اپنی بے لطفِ زندگی سے

موضوعِ گفتگو ہے ہر ایک کا زلال  
افسائے اک ہے غم کا قصہ ہے اسکی  
کچھ بخت کی شکایت کچھ آسماں کا ٹکڑا  
از فرق تا قدم ہے تصویرِ غم سرا  
آنکھوں کی اسکی جاری ہے آنسوؤں کا دریا  
مرنے کی ہے تمنا ہے منتظرِ اجل کا

دیکھو وہ آہی ہے آوازِ قہقہوں کی  
فردِ طرب سے چہرہ گلنار ہو رہا ہے  
قیمت کا وہ دھنی ہے تقدیر کا سکند  
مہنس نہیں کہہ رہا ہے افسانہِ محبت

مسرور کا مرانی ہے اک جوانِ رعنا  
بجلی ترپ رہی ہے ہونٹوں پہ بے محابا  
حاصل ہے اسکی سب کچھ یاور ہے بخت اسکا  
آثار کا مرانی چہرہ سے ہیں ہویدا

اک درد مند انسان شیدائے ملک و ملت  
اک لغزِ گو سخنورِ مستِ مئے سخن ہے  
آواز اسکی دیکشِ جذبات اسکی عالی  
القصد کہہ رہا ہے ہر ایک اپنی اپنی  
میں سب کی سن رہا ہوں لیکن یہ واقعہ ہے  
میں سب دیکھتا ہوں سب میں جی نظریں  
دیکھا ہے جب کبھی جانا ہے جب کبھی  
جلوہ ترا نظر میں ہے یا ویری دلہیں  
یہ بھی خبر نہیں ہے میں کون ہوں کیا ہوں  
جو کچھ ہے تو جی تو ہے میں ہوں اور خوشی

افسائے کہہ رہا ہے بربادے وطن کا  
کس نے سے گا رہا ہے فردوس کا ترانا  
جادو جگا رہی ہے اس کی زبان گویا  
محفل میں چار سو ہے ہنگامہ ایک پا  
آتا نہیں سمجھ میں اک عرف بھی کسی کا  
پہنچتا نہیں میں لیکن کسی کو صلا  
مطلب نہیں کسی سے ناداں ہوا وہ دانا  
باقی نہیں رہا ہے کچھ ماسوا کا جھکڑا  
خاک ہوں یا کہ وُری قطرہ ہوں یا کہ دیا  
جب تو ہے جلوہ فرا کیا ذکرِ ماسوا کا

# مقتول کی آنکھ

(۱)

میرا نام لمبرٹ ہے۔ یمن عجیب کا ایک سُرغسان ہوں۔ میں مدت تک پہنچتا رہا کہ اس پیشہ سے میری طبیعت کو خاص لگاؤ نہیں ہے۔ یہی سبب ہے کہ میں نے ایک مکتور کی شاگردی کر لی۔ اور جب کبھی میں اپنے فرض منصبی سے فاسخ ہوتا۔ اس مکتور کے پاس چلا جاتا تھا۔ اور اس سے عکسی تصویر کا کام سیکھتا تھا۔ مکتوری کا کام میں جلد جلد سیکھ رہا تھا۔ اور اس سے میرے دل میں یہ خیال آتا تھا کہ اگر میں نے حکمہ سُرغسانی سے استعفا دیا۔ تو اس پیشہ کے ذریعہ سے گزران کر دینگا۔

ایک دفعہ ریوے پولیس کے کشر نے میرے نام ایک تار بھیجا جس کا مضمون یہ تھا۔ کہ انور پ کے قریب یں کی سڑک کے کنارے ایک لاش ملی ہے۔ اسکی تحقیقات کے لئے تمہاری ضرورت ہے۔ حکم فوراً اپنے تئیں انور پ میں پہنچاؤ۔

میں اس تار کو پڑھتے ہی انور پ کو روانہ ہو گیا۔ اور وہاں پہنچ کر میں ریوے پولیس کے دفتر میں گیا۔ جب میں نے لاش کے ملاحظہ کرنے کی افسر پولیس سے درخواست کی۔ تو وہ مجھے ایک کمرہ میں لے گیا۔ جہاں مقتول کی لاش ایک میز پر پڑی ہوئی تھی۔ لاش ایک نوجوان شخص کی تھی۔ جسے بس اور شکل سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ کوئی امیر آدمی ہے۔ لاش پر حملہ آور کی ضرب کا کوئی نشان نہیں تھا۔ مگر چوٹ کے نشان تھے جو ریل سے بچنے گرنے کو ثابت کرتے تھے۔ اس نے میں نے قیاس کیا۔ کہ وہ گھلا گھونٹ کو مارا گیا ہے۔

لیکن وہ بظاہر قوی مہکل اور طاقتور نظر آتا تھا۔ اس لئے میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ اگر وہ جاگتا ہوگا۔ تو اسے قاتل کے ساتھ ضرور کشمکش کی ہوگی۔ اور آسانی سے اس کا گلا گھونٹ سکا ہوگا۔ مقتول شخص کی دونوں آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ اور ان کے دیکھنے سے خون پیدا ہوتا تھا۔ میں نے خیال کیا۔ کہ جب قاتل نے اس پر حملہ کیا تو وہ سورا ہوگا۔ پھر کیا ایک اسکی آنکھ کھلی ہوگی۔ اور اس نے اپنے تئیں قاتل کے پنجوں میں پھر دیکھا ہوگا۔

افسر پولیس نے بیان کیا۔ کہ سڑک پر لاش سے ذرا فاصلے پر ایک کس بڑا ہڈا نظر آتا تھا۔ جو اندازہ سے خالی تھا۔

میں نے اُس کس کو تنگ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اُسکی شکل بالکل نیچے جیسی ہے۔ میں نے اُس کو دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ لیگ کا نو بچا دیکس ہے۔ اور اس میں قیمتی چیز ہے۔ میں سوچنے لگا کہ قاتل اس کس کی حقیقت سے واقف ہوگا۔ کیونکہ یہ ایسا تھا کہ جب کوئی مسافرس کس میں نوٹ یا روپیہ رکھ کر اپنے سر کے نیچے بطور تحفے کے رکھ لیتا ہے تو دیکھنے والوں کو مطلق یہ خیال نہیں ہوتا کہ یہ کس ہے۔ قاتل نے کوشش کی ہوگی کہ اُس کو مقتول کے برے نیچے سے نکال لے۔ مقتول جاگ اٹھا ہوگا۔ اور اُس نے بھی کوشش کی ہوگی کہ قاتل کس لینے نہ پاوے مگر غصیا کہ قاعدہ ہے گہری پیند میں سوتا ہوا آدمی جب آنکھ کھولتا ہے تو فزادیر میں اس قابل ہوتا ہے کہ ماتھے پاؤں ہلا سکے۔ مقتول بھی اچھی طرح ہوشیار نہ ہوا ہوگا۔ کہ قاتل نے اس کا گلا دبا دیا ہوگا۔ اور ریل کی کھڑکی کھول کر اُس کو باہر پھینک دیا ہوگا۔

ان حالات سے صاف ثابت تھا کہ قاتل کی نیت نوٹ یا روپیہ حاصل کرنے کی تھی۔ مگر اب سوال یہ تھا کہ قاتل کون ہے؟ اس سوال کو حل کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ کیونکہ جب وہ ریل میں سوار ہوا۔ تو خود اجانے کہاں اتر گیا ہوگا۔ اور کہاں سے سوار ہوا ہوگا۔ مقتول کی لاش سیر پر پڑی ہوئی تھی۔ اور میں اُس کے ایک ایک عضو کو بغور دیکھ رہا تھا اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ کہ قاتل کا سرخ کیونکر لنگاؤں؟

میں نے بہت سی لاشیں دیکھی تھیں۔ مگر خود اہی جانے اس لاش کی آنکھوں میں کیا جا دو بصر تھا کہ میں بغور انکی طرف دیر تک دیکھتا رہا۔ اور خود بخود میرے جی میں آیا کہ اگر میں اپنے ساتھ کیمرو لے کر تو ضرور اس لاش کا کلس اتار لیتا۔ یہ خیال بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچا کہ میں نے آفسر پولیس سے سوا کیا کہ کیوں جناب تصویر کھینچنے کا کوئی کیمرو بھی یہاں بل جائیگا یا نہیں؟

آفسر پولیس۔ ہاں ہاں۔ بل جائیگا۔ مگر آپ کا اس سے کیا مطلب ہے؟  
میں۔ لاش تو اب منقریب دفن کر دی جائیگی۔ اور اس لاش کے سوا اور کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس سے تحقیقات میں مدد ملے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اسکی ایک کلسی تصویر کھینچ لوں۔ اور اپنے پاس رکھوں۔

آفسر پولیس۔ اوہ۔ تو کیا آپ تصویر کھینچنا بھی جانتے ہیں؟  
میں۔ ہاں میں نے یہ فن بھی بھی سیکھا ہے۔  
آفسر پولیس۔ تو میں بھی کیمرو تنگ کرنا ہوں۔ مگر یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ اس لاش کی

تصویر سے آپ کو تحقیقات میں کیا مدد ملے گی ؟

میں ۔ مدد ملے یا نہ ملے ۔ جب تحقیقات کر نیکے لئے اس لاش کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے تو پھر کیا کیا جائے ۔ افسر پولیس یہ بات سن کر خاموش ہو گیا ۔ اور اُس نے آدھ گھنٹہ میں سیرہ منگا کر میرے حوالے کیا میں نے ہنہات ہو شیاری سے لاش کی تصویر کھینچی ۔ اور ریوے پولیس سے دفتر سے نکل آیا کہیں قابل کی تلاش میں کوشش کرونگا ۔

(۲)

برسبز میں وہیں آئینے بعد میں نے اُس تصویر پر غور کرنا شروع کیا ۔ جس کو میں اپنے ساتھ انٹورپ سے لایا تھا ۔ تصویر میں بھی مقتول نوجوان کی آنکھیں خاص طرح کی معلوم ہوتی تھیں ۔ اور ان میں ایک شکش تھی کہ وہ بے اختیار میرے دل کو کھینچ رہی تھیں ۔ اور میرا جی چاہتا تھا ۔ کہ میں ہمیشہ اُن کی آنکھوں کی طرف الجھتی باز دھکر دیکھتا رہوں ۔ چونکہ تصویر کے فن سے مجھے خاص لگاؤ معلوم ہوتا تھا ۔ اس لئے میں نے ارادہ کیا ۔ کہ جس طرح ممکن ہو ۔ فقط آنکھوں کی تصویر اُتاروں اور دیکھوں ۔ کہ ان میں خاص بات کیا ہے ؟

یہ خیال کر کے میں نے آنکھوں کی علیحدہ تصویر لی ۔ اور اس تصویر کو الٹا سراج کیا ۔ چھوٹی تصویر جب بڑی ہو کر میری نظر کے سامنے آئی ۔ تو میں اس بات کو دیکھ کر حیران رہ گیا ۔ کہ آنکھوں کی پتلیوں میں ایک قوتی ہیکل اور دراز قد آدمی کی تصویر ہے ۔ جو مقتول کے گلے پر بٹھا ہوا ہے ۔ اس تصویر کو دیکھ کر مجھ پر سکتہ کا عالم طاری ہو گیا ۔ اور میں دیر تک مہووت رہا ۔ میری اس قدر حیرانی کی کیا وجہ تھی ؟ کیا میں اس بات سے حیران تھا ۔ کہ مقتول کی آنکھ میں یہ تصویر کیونکر پیدا ہو گئی ۔ نہیں نہیں ۔ ہرگز نہیں ۔ یہ تو میں پہلے ہی جانتا تھا ۔ کہ اگر کسی مقتول کی آنکھیں کھلی رہیں تو ان میں قاتل کا عکس ضرور قائم رہتا ہے ۔ اور مقتول کی آنکھ کی جو علیحدہ تصویر میں نے لی تھی ۔ اُس کا سبب زیادہ تر یہی خیال تھا ۔ جو مقتول کی آنکھوں کو دیکھ کر میرے دلیں پیدا ہوا تھا ۔ ناظرین ! میری حیرانی کا پہلی باعث یہ تھا ۔ کہ جو صورت مقتول کی آنکھوں میں قائم تھی ۔ اور جس کو میں نے الٹا سراج کر کے اپنی نظر کے سامنے رکھا تھا ۔ وہ اُس شخص کی ہو جو تصویر تھی ۔ جس سے میں مصوری کی تعلیم پا رہا تھا ۔

میں نے اپنے دلیں کہا ۔ وہ مسٹر میکسوں ۔ اس نوجوان آدمی نے تمہارا کیا گناہ کیا تھا کہ تم نے اُس کو قتل کر ڈالا ۔ اور اس کا روپ یہ بھی ٹوٹ گیا ۔ میں تو تم کو بہت شریف سمجھتا تھا ۔ یہ خیال

بھول کر بھی میرے دل میں نہیں آسکتا تھا۔ کہ تم چور ہو۔ قاتل ہو۔ اور ایسے ایسے سنگین جرموں کے کرنے کی جرأت رکھتے ہو۔

اس خیرانی اور تفکرتیں وقت کا بہت سا حصہ گزر گیا۔ اور شام ہو گئی۔ میں نے دل میں کہا کہ آخر میکسول ہے تو برسلز ہی میں۔ پھر جلدی کیا ہے۔ آج نہیں کل گرفتار کر لوں گا۔ میرے ہاتھ سے بچکر وہ کہاں جاسکتا ہے۔ دوسرے اُس کی اس بات کا سان گمان بھی نہ ہوگا۔ کہ مجھے اُس کے مجرم ہونے کی خبر ہے۔ اور اس کے اس خوفناک جرم کا کوئی ثبوت میرے ہاتھ میں ہے۔ یہ سوچکر میں نے کھانا کھایا۔ پھر سو رہا۔

( ۳ )

دوسرے دن صبح کے وقت جب دراز دن چڑھ گیا۔ تو میں نے میکسول کے مکان پر جانے کا ارادہ کیا۔ ایک طبقہ میں نے جیب میں رکھنا۔ اور وہ شخص زیر ساتھ لی۔ جو میکسول کے قاتل ہونے کو ثابت کرتی تھی۔ اس طرح تیار ہو کر میں میکسول کے مکان پر پہنچا۔ مگر وہاں جا کر مجھے معلوم ہوا۔ کہ میکسول شام کی گاڑی میں بیگ کی طرف روانہ ہوا ہے۔ یہ بات مجھے اُس کے نوکر کی زبان معلوم ہوئی۔ میں نے اُس سے پوچھا۔ یہیں کچھ معلوم ہے کہ وہ کس کام کیلئے بیگ کی طرف روانہ ہوا ہے۔ نوکر۔ مجھ سے کہا تو کچھ بھی نہیں۔ مگر قریب سے ایسا معلوم ہوا ہے کہ وہ اپنے چچا ہیرنگ کی جائیداد پر قبضہ کرنے کو گئے ہیں۔

میں۔ کیا میکسول کا کوئی چچا بھی تھا۔ اور وہ مالدار تھا؟  
نوکر۔ جی ہاں! میں نے ہیرنگ اپنیں کے چچا کا نام لیا ہے۔ وہ تو بہت بڑا مالدار تھا۔  
میں۔ کون ہیرنگ؟ کیا اس نام سے وہی شخص مراد ہے جس نے تیکہ ماسفری صندوق ایجاد کئے ہیں۔

نوکر۔ جی ہاں! وہی۔ کیا آپ نے سننا کہ انٹوپ میں ریل کی سڑک کے قریب اسکی لاش ملی تھی۔ انٹوپ کے اُسکے ایک رشتہ دار نے اس واقعہ کی خبر میکسول کو بھجوا بھیجی ہے۔  
میں۔ (توجہ سے) اوہ! یہ تو وہی ہیرنگ تھا جس کا ذکر تم نے کیا۔ اور کیا وہ میکسول کا چچا تھا؟

نوکر۔ جی ہاں! وہی اور کوئی نہیں۔  
میں۔ مگر تعجب ہے کہ میکسول اُسکی لاش کا انتظام کر نیکے لئے انٹوپ نہیں گیا۔ جاؤ اور

پر قبضہ کرنے کے لئے لیگ کو دوڑ گیا +

نوکر۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ اس کا کیا سبب ہے۔ یہیں کوئی مصلحت تو ضرور ہوگی +  
میں۔ اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ میری لیگ کی کوئی اولاد نہیں تھی +  
نوکر۔ ہاں سنا ہے کہ وہ بالکل لا ولد تھا +

(۴)

اب کئی عقدے حل ہو گئے۔ مجھ کو یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ مقتول شخص کون ہے؟ حقیقت قتل بھی مجھ پر صاف کھل گئی +

ایک بات یہ بھی دل میں کھٹکتی تھی۔ کہ نیکہ مٹا صندوق جو ابھی ابجا رہے ہیں۔ اور جن کا رواج بہت کم ہوا ہے۔ اور عام طور پر لوگ اُن کی حقیقت سے واقف نہیں کئے ہیں۔ اُن سے قاتل کیونکر باخبر ہو سکتا ہے۔ اب یہ راز بھی چھپا نہیں رہا۔ میرا قاتل کا گرفتار کرنا ابھی باقی تھا۔ اور اس مطلب کے لئے میں اسی روز گاڑی پر سوار ہو کر لیگ کی طرف روانہ ہو گیا۔ جب میں لیگ میں جا پہنچا۔ تو میں نے میری لیگ کے مکان کا پتہ پوچھا۔ اور کرایہ کی ایک گاڑی پر اُس مکان کی طرف روانہ ہوا۔ اُس وقت آفتاب غروب ہونے کو تھا۔ میری لیگ کے مکان پر جا کر معلوم ہوا۔ کہ میکسول ہلووری کے لئے بارگیا ہوا ہے۔ مجبوراً مجھے انتظار کرنا پڑا۔ مکان کے ایک ملازم نے مجھے ملاقات کے کرہ میں ٹھہرا دیا +

تقریباً ایک گھنٹے کے بعد میکسول ہلووری کر کے وہیں آیا جب وہ ملاقات کے کرہ میں داخل ہوا۔ تو مجھے دیکھ کر مسکرایا۔ اور اُس نے کہا۔ وہ مسٹر میرٹ! تم لیگ میں کیونکر آ چکے۔ مزاج تو چمکے ہیں +

میں۔ ہاں اچھا ہوں۔ ایک واردات کی تحقیقات کے لئے اتفاقاً میرا یہاں آنا ہو گیا +  
میکسول۔ میرے نزدیک سرِ غرسانی کا پیشہ بہت تکلیف دہ ہے۔ دیکھو تمہیں کس قدر آوارہ گردی کرنی پڑتی ہے۔ اگر تم مصوری کے فن میں ذرا مہارت پیدا کرو۔ تو بس ایک ہی جگہ بیٹھ کر آرام ہے اپنی زندگی پیدا کر سکو گے +

میں۔ جی تو میرا بھی یہی چاہتا ہے۔ اور یقین ہے کہ مصوری کے فن میں مجھے جلد مہارت ہو جائیگی۔ صرف آپ کی مہربانی نہ کار ہے۔ آپ کے چچے میں جب کبھی اپنے فرض منصبی سے فارغ ہوتا تھا۔ تو بس اسی کام کو لے بیٹھا تھا۔ چنانچہ میں نے بعض عمدہ تصویریں تیار کی ہیں۔ اور اُن کو



رہنایتِ محنت سے درست کیا ہے +  
**میکسول** - تو وہ مجھے ضرور دکھانا۔ اس میں شک نہیں کہ اس فن سے مہتمماری طبیعت کے بہت لگاؤ محکم ہوا ہے +

**میں** - مجھے بھی ایسا ہی معلوم ہوا ہے۔ سگڑاں آپ یہ تو فرمائیں۔ کہ آپ کو کیا ایسا کام تھا کہ ایک برس سے یہاں پھلے آئے؟

**میکسول** - اوہ! تم کو نہیں معلوم کہ میرے چچا ہیرنگ کے یکایک ماہ جانے کی خبر اخباروں میں چھپی ہے۔ انٹورپ میں ریل کی سڑک کے قریب اُن کی لاش پائی گئی ہے۔ اور معلوم ہوا ہے کہ کسی نے ریل میں گٹھونٹ کر ان کو مار ڈالا۔ اور ریل سے باہر پھینک دیا۔ چونکہ وہ لاولد تھے۔ اور مرنی جا رہا تھا کہ حق دار میرے ہوا کوئی نہیں تھا۔ اس لئے مجھے فوراً یہاں آنا پڑا +

**میں** - اور انٹورپ میں اُن کی لاش کا کیا انتظام ہوا؟  
**میکسول** - وہاں ہمارے کئی رشتہ دار موجود ہیں۔ انہوں نے تجویز و تحقیق کر دی ہوگی۔ میں اُدھر اس لئے نہیں گیا۔ کہ جا رہا تھا کہ انتظام کرا ضروری تھا +

**میں** - آخر اس بات کی بھی کچھ تحقیقات کی گئی۔ کہ اُن کو کس ظالم اور سنگ دل نے مارا؟  
**میکسول** - ابھی تک یہ بات تحقیق نہیں ہوئی۔ مگر جو خبر انٹورپ آئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام کسی چور کا تھا جس نے اُن کے صندوق سے جو سفر میں ساتھ تھا۔ سارا روپہ نکال لیا۔ اور اُن کو مار کر ریل سے باہر پھینک دیا۔ اُن کی لاش سے ذرا فاصلے پر صندوق بھی سرک پر پالا گیا ہے۔ جو اندر سے بالکل خالی تھا۔ اور اُس میں روپہ وغیرہ کچھ نہ تھا۔ میسٹر لمبرٹ! میرا ارادہ ہے کہ اپنے چچا کے قاتل کی سزا عوامانی کراؤں۔ اور اُس پر کچھ انعام مقرر کروں۔ کیا تم اس کام کو انجام دے سکتے ہو؟

**میں** - رہنایتِ خوشی سے اگر آپ انعام کیا تجویز کریں گے؟  
**میکسول** - میں نے ایک ہزار پونڈ انعام سوچ رکھا ہے +  
**میں** - تو آپ کو دینا ہو۔ کہ میں نے قاتل کا پتہ دریافت کر لیا ہے +  
**میکسول** - تعجب! کیا سچ کہتے ہو۔ تم نے کیونکر دریافت کیا؟  
**میں** - رہنایتِ عجیب طریقے سے اگر آپ یہ کہیں۔ کہ آپ انعام کے وعدہ سے تو بے پھر جا بیٹھتے؟

میکسول - ہنیں - ہرگز ہنیں - مگر آخر تم بتاؤ تو قاتل کون ہے ؟  
میں - رہنیں کر کہا بتا ہی دوں - اچھا سنتے - میری لنگ کو جس نے قتل کیا - وہ آپ

ہی ہیں ۔

میکسول - ( پیچھے ہٹ کر اور بتو بدل کر ) ہاں یہ تم نے کیا کہا - اس کا کیا ثبوت ہے ؟  
میں نے مقتول کی آنکھ کی تصویر حبيب سے نکال کر میکسول سے سامنے رکھ دی - جس کو دیکھ کر اس نے ایک چیخ ماری اور زمین پر گر پڑا - جب وہ ہوش میں آیا - تو اس نے اپنے تئیں میری قید میں پایا - دوسرے دن میں نے میکسول کو عدالت میں پیش کیا - اور اس نے اپنے جرم کا اقرار کر لیا - جس پر اس کو موت کی سزا دی گئی ۔

## صنعت و حرفت

چند منٹ میں صابون بنانا - لائیکورایو مینا ایک جزو تین سوا جزو - دونوں کو آپس میں حل کریں - پس صابن کی شکل بن جائیگی - اس صابن کو ہاتھ منہ دھونے کے کام میں لاؤ  
دنگ گورا کو تاپ ہے - چہرے کا رنگ نکھر جاتا ہے - کیونکہ یہ وہ صابون ہے جس کو یورپین استعمال کرتے ہیں - اور اس صابن کے مقابلہ میں کوئی دنیا بھر کے صابنوں میں رنگ کو گورا کر نیوالا نہیں -  
اگر سخت کرنا منظور ہو تو سفیدہ کا سفیدی یا نشاستہ خشک ڈال کر گھوٹ لو - اور نکلی بنا لو

کپڑے پر نشان کر نیکی ٹچتہ سیاہی - کیسے اور گہرا و ملا کر نشان کر دو - یا کاسٹک پانی میں گھول کر نشان لگاؤ - اس کا نشان کپڑے سے باوجود ہزار دھوئے کے نہیں مٹے گا ۔

ذیل کا وارنش ہر ایک چیز پر چڑھ سکتا ہے - ایک میرور عن اسی کو آگ پر خوب بکاؤ - اور اس کے گاڑھا ہو جانے پر دو چھٹا رنگ سفوف رال ڈال کر حل کر دو - اور اس میں دو قطرہ تانبہ کا تیل ڈال دو - اور کبھی روغنی برتن یا کلوچ کے ظروف میں رکھ کر کام میں لاؤ - یہ ہر ایک چیز پر چڑھ جائیگا ۔

**کلاک گھڑی کا وارنش** ۱۔ ایک بڑی بوتل میں سپرٹ اوف وائن تین چھٹانک عمدہ لاکھ ایک چھٹانک ایک تولہ روئی مصطفیٰ ڈال کر بوتل کا منہ بند کر کے دھوپ میں رکھیں۔ تین روزہ یا اس سے کچھ زیادہ عرصہ میں گل جائیگا۔ اور وارنش تیار ہو جائیگا۔ گھڑی پر پاکس پر لگانے سے گھڑی بالکل نئی ہو جائے گی۔

**واٹر پروف وارنش زرین کیلئے**۔ پتھر اور غنی برتن میں ۲۔ اونس سیاہ رال ڈال کر نرم آگ پر گلاؤ۔ جب دھنم ہو جاوے تو اس میں ۳۔ اونس موم ملاؤ۔ جب یہ دونوں جاویں۔ تب آگ سے اتار کر اس میں ۴۔ اونس عمدہ کاجل اور ۵۔ ڈرام پرشین بومینی انگریزی پیل باریک کیا ہوا ملا دو ان سب کو ملا کر خوب ہلاؤ اور دغنی تارپین اس قدر ڈالو۔ کہ لٹی بن جاوے پس اس کو سرد کر لو۔ اور اپنیج سے لگاؤ۔ جب سوکھ جاوے۔ تب برش سے لگا لو۔

**لکڑی پر وارنش** ۱۔ ایک پختہ ہانڈی کے تنے کو مٹی سے لپیٹ کر خشک کریں۔ پھر آگ پر رکھ کر اس کا تمام سرخ کر دو۔ جب سرخ ہو جاوے تو اس میں ایک سیر چند راس کے چھوٹے چھوٹے مکڑے کر کے والد دادر ہلاتے رہو۔ بعد ازاں تھوڑا تھوڑا کھرکے اس میں آس کا تیل ایک سیر ڈال دو جب گل جائے اور چاشنی بن جائے اتار لو۔ یہ لکڑی کے واسطے وارنش ہوگا جس چیز پر چڑھاؤ۔ ہنارٹ عمدہ ہے۔

**ریشین پر وارنش** ۱۔ ڈھائی پاؤ اسپرٹ ملی ہوئی لاکھ میں نصف چھٹانک ہلدی کا سفوف ملا کر سات یا آٹھ دن دھوپ میں رکھتے اور سفوف نہ دو تین بار ہلاتا ہے وارنش تیار ہو جائیگا

**مٹی کے برتنوں پر وارنش** ۱۔ سنگ چقار۔ سوڈا۔ ہونن ملا کر اور سفوف بنا کر کام میں لائیں

**ڈبل روٹی بنانا** ۱۔ ڈبل روٹی میدہ اور روٹی جو دو ٹولوں کو ملا کر اور غیر ذکر بنائی جاتی ہے۔ غیر روٹی تیار کرنا اور میدہ کو گوندھنا اس کام ہے ولایتی غیر تو ملک جو من کے شراب کے کاغذوں سے بنا بنایا آتا ہے جس کا نسخہ آج تک

کو معلوم نہیں +

مگر دینی خیر اس طرح بنایا جاتا ہے۔ کہ ایک بوتل میں ڈیڑھ پاؤ پانی گرم ڈال کر اس میں ۵ تولہ سوئف اور ایک تولہ تباشے ڈال کر بوتل کو ۵ یا ۶ روز تک کسی گرم مکان میں لٹکا چھوڑ دیا جائے۔ پانی خیر کے لائق تیار ہو جاویگا۔ آپ آدھ سیر میدہ کسی برتن میں ڈالو۔ اور یہ کل چھانک اس میں ڈالو۔ اور اچھی طرح گوندھ کر گرم جگہ میں رکھ دو ۴ گھنٹہ میں تیار ہو جاویگا۔ اور میدہ جب کافی پھول جائے تو اسے کسی چینی کے برتن میں رکھ دو یہ خیر سپندہ سیر میدہ کا عمدہ خیر کریگا۔ جب خیر کا اس طرح مصالحو تیار ہو جائے۔ تب پندرہ سیر سوجی میز پر رکھ کر اس کے دریاں میں گرہا بنا دو اور اسے تیار کر کے یہ خیر سے ریتا رکھئے ہوئے) آدھا حصہ اس میں ڈال کر گرم پانی سے چھینا دیکر گوندھتے جاؤ اور پھینٹتے جاؤ۔ ایک گھنٹہ تک اسی طرح کام انجام دو۔ تب سوجی خیر ہو جاویگا۔ اس کے الگ کھدو۔ پھر پندرہ سیر عمدہ میدہ باقی کا نصف خیر اس میں ملا کر اس کو کھجی سوجی کی طرح ایک گھنٹہ تک خوب اچھی طرح پھینٹو۔ جب میدہ بھی اچھی طرح خیر ہو جائے۔ تب سوجی آدھ میدہ دو نو خیر شدہ اشیاء کو آپس میں ملا کر خوب اچھی طرح پھینٹ لو کہ ایک جان ہو جاوے۔ تب ۲۳ تولہ چینی میں کسی قدر پانی ملا کر حل کر دو۔ اور اس مرکب خیر میں ڈال کر پھینٹو۔ جب چینی کا پانی خوب اچھی طرح حل جائے۔ تب پھر اسکے وسط میں گرہا بنا کر دس تولہ نمک پانی میں گھول کر ڈال دو۔ اور پھر ایک گھنٹہ تک خوب اچھی طرح پھینٹو۔ اب یہ خیر آسیا نرم ہو جاویگا۔ کہ اگر اس پر ٹاٹ کر رکھتے تو کبھی اپنی اصل حالت پر نہ رہیگا۔ بلکہ پھیل جاویگا +

جب خیر آسیا ہو جائے۔ جب دس منٹ تک اس کو ڈھک کر رکھ دو۔ اور پھر دو چھانک وزن کے پرے کاٹ کر سا پختے میں ڈال دو۔ اور سا پختوں کو تندو رکے پاس گرم جگہ میں رکھو۔ اور اوپر کہن ڈھانک دو۔ جب خیر پھول کر اوپر اٹھ آوے اور سا پختہ پون رہے بھر جائے۔ اور پوٹائی حصہ خالی رہ جاوے۔ تب سا پختوں کو تندو میں رکھ دو۔ اگر گرمی کا موسم ہوگا۔ تو گھنٹہ ڈیڑھ میں خیر پھول کر سا پختہ بھر جاویگا۔ اور اگر سردی کا موسم ہوگا۔ تو ۳-۴ گھنٹے لگیں گے +

جب سا پختہ تندو میں رکھ دیئے جاتے ہیں۔ تو آدھ گھنٹہ میں ڈبل روٹی بن کر تیار ہو جاتی ہے۔ اور اگر موسم زیادہ سرد ہوتا ہے تو پون گھنٹہ یا کبھی زیادہ وقت لگ جاتا ہے +

جب روٹیاں پک جائیں۔ تب سا پختوں سے باہر نکال کر اچھی طرح سرد کر لو۔ اگر گرم حالت میں رکھ دی جاویں گی۔ تو خراب ہو جاویں گی۔ سا پختوں کو کھجی لٹکا کر چکنا کر لینا چاہئے۔ تاکہ خیر ان کیساتھ

نہ چھٹ جائے \*

ڈبل روٹی کے اوپر کا حصہ سرخ کیوں ہوتا ہے ؟ اس کی وجہ یہ ہے یہ تندوڑ میں کھنے سے پہلے غیر کے اوپر کھن چھوڑ دیتے ہیں۔ پس کھن والی جگہ پر کس سرخ ہو جاتی ہے جب سا پختہ تندوڑ میں ہو تب تندوڑ کے پاس چند بکڑیاں جلا کر رکھتے ہیں۔ جو برابر شعلہ دینی رہتی ہیں \*

تندوڑ۔ ڈبل روٹی کا تندوڑ خمدار ہوتا ہے۔ باقی چھٹ پختہ اینٹ کی ڈاٹ ہوتی ہے۔ اس طرح کہ اوڑ دزمیان میں ایک چھوٹا سا محراب دار دروازہ ہوتا ہے جس میں کوئی کواڑ نہیں ہوتی ہے۔ تندوڑ کا فرش پختہ... اینٹ کا بنا ہوتا ہے جو ۶ فٹ لمبا اور ۳ فٹ چوڑا ہوتا ہے۔ دیوار ایک اینٹ برابر ہوا ہوئی اور ۳ فٹ اونچی ہوتی ہے۔ دروازہ ۱۸-۱۹ پختہ مرتبہ ہوتا ہے۔ گند کے اوپر کی چوٹی نوکدار بلکہ چوٹی ہوتی ہے۔ اس طرح تاکہ سردی کے موسم میں اس پر خیر کار بن رکھ دیا جاسکے وہ جو تندوڑ کی گرمی سے جلد پھول جاوے گی تب روٹی پکاتے ہیں \*

تب تندوڑ کے دروازہ کے آگے لمبے کا تختہ دیکر دروازہ بند کر دیتے ہیں۔ مگر ایسا بند نہیں کرتے۔ کہ ہوا بالکل بند ہو جائے۔ بلکہ ایک طرف کو دروازہ چھوڑ دیتے ہیں تاکہ اس راہ سے ہوا اندر باہر آتی جاتی رہے۔ اتنے بڑے تندوڑ میں قریب دو سو ڈبل روٹی پکا لی جاسکتی ہیں۔ اور گرم موسم میں ۳۰ سیر بکڑیاں اور سردی کے موسم میں سو امن بکڑیاں تندوڑ کے پتانے کے لئے کافی ہیں۔ سردی میں پورا گھنٹہ بھر گرم کرنے میں لگتا ہے۔ مگر گرمی میں چالیس منٹ کافی ہوا کرتے ہیں موسم برسات میں تندوڑ کو پانی سے محفوظ رکھنے کے لئے اندر گرم راکھ رکھنی چاہئے۔ جب مدت مذکورہ بالا گزر جائے اور تندوڑ گرم ہو جائے تب بکڑیاں اور کوئلے تمام اندر سے نکال دینا چاہئے۔ اور سا پختہ رکھ کر دروازہ بند کر دینا چاہئے \*

تندوڑ کو تیسرے چوتھے روز راکھ اور دھوئیں سے صاف کرنا چاہئے۔ ایک لمبے بانس کے ایک سرے پر کپڑوں کا منڈ باندھ کر اس سے تندوڑ کی دیواریں اور فرش صاف کر دینا چاہئے۔ سا پختہ ہونے کے بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ جو ایک لمبی کوئی پیر رکھ کر تندوڑ کے اندر رکھتے اور باہر نکالے جاتے ہیں \*

کوئی آٹا کام میں لایا جائے فائدہ ایک ہی ہے۔ گرم پانی میں تھوڑا سا نمک دیکر اس میں تھوڑا سا جامن ڈال کر خوب گوندھے اور چھوڑ دے۔ لیکن اس طرح رکھتے۔ کہ گرم ہے۔ ایک گھنٹہ یا خیر ڈبل گھنٹہ ہو جائیگا۔ وجہ یہ ہے کہ جو تین کے سبب غیر کے برابر ایک پتے میں کاربوئیٹک ایسڈ

بھرجاتا ہے۔ تھوڑی دیر چھپے یہ خمیر مٹنے لگے گا۔ کیونکہ گیس خارج ہونے لگتا ہے۔ لیکن پھر ٹھنکے لگینگا۔

اس وقت اس خمیر کو تمام آٹے میں ملا کر گوند ڈالتے ہیں۔ غوندھنے پر آٹا بڑا اکڑا رکھا جاتا ہے نہ ایسا نرم کہ ہاتھوں میں چپکے۔ اس وقت اس آٹے کی روٹیاں کاٹ کر روٹیاں بنا کر تندو میں رکھ کر سینک لیتے ہیں۔ ڈبل روٹیوں کا تندو اس طرح بنتا ہے کہ گرم ہو جائے پر وہ دیر تک ٹھنڈا نہ ہو سکے اور لکڑی یا کوئلے جلا کر جب اتنا گرم ہو جائے کہ لال پڑ جائے۔ تب اس میں روٹیاں رکھ کر سینکائی ہیں

**بسکٹ بنانا۔** یہ بھی ڈبل روٹی کے تندو میں پکائے جاتے ہیں۔ چیزیں تیار کرنے کی حسب ذیل ہیں۔

میدہ آدھ سیر کھن ۳ پھناک بشکر دو چھٹاک۔ نمک چمکی بھر سوڈا اور ناشورک ایسڈ مرکب آدھا چمچ۔ دو دو پالی بھر میدہ میں شکر اور سوڈا کا مرکب ملاؤ۔ پھر کھن میں نمک ملا کر اس کو میدہ میں ڈال کر دو دو کھا پھینسا دیکر خوب ملو جب ایک ذات ہو جائے۔ تب پیرے کاٹ کر سا پنچہ کی ڈیب سے بسکٹ کاٹ کر ٹین کے ٹکڑوں میں رکھ کر تندو میں سینکو۔

**عطاری** یہ پیشہ کافی روزگار کا ذریعہ ہے۔ اور ہر شہر و قصبہ میں ضرورت ہے دو سو روپیہ کے سرمایہ سے عمدہ طور پر کام چل سکتا ہے۔ روپیہ دو سو پیہ روز کی آمدنی ہو سکتی ہے۔ علاوہ خشک ادویات کے عطاری کو ہر قسم کے عرق۔ شربت۔ گلفند چٹنی سکنجبین۔ میوے۔ اطریفل وغیرہ بنانا پڑتا ہے۔ اس واسطے ہر چیز کے بنانے کی ترکیب کھچی جاتی ہے۔

**عرق نکالنے کی ترکیب** جس دوا کا عرق نکالنا ہو۔ اس کو رات کو بھگو دو۔ اور صبح کو عرق نکالو۔ خیال رکھو کہ آنچ دھیمی رہے۔ اگر تیز آگ ہوگی۔ تو بال آکر دوسرے برتن میں چلا جا دینا اور عرق خراب ہو جاوے گا۔ جو ادویات خشک اور سخت ہوں۔ ان کو کوٹ کر بھگو دیں اور جو ادویات زیادہ ہونگی۔ اسی قدر عرق تیز ہوگا۔ کاسنی۔ اجوائن۔ باربان۔ سونٹھ۔ ہلدی۔ دھوا نسہ۔ سیاہ کشینز۔ کومہ۔ منڈی۔ گاؤ زبان وغیرہ کو وزن دو سیر لیکر اور ان میں دس سیر پانی ڈال کر پانچ سیر کشید کرو تازی ادویات جیسے بھی ہوئی۔ پھول کلاب۔ مید خشک وغیرہ کے وزن سے تین گنا پانی ڈال کر ڈیڑھ گھنٹہ عرق کشید کرو۔

عرق عنبر مصطکی - بہمن بُرخ و سفید - دارچینی - ہر دو لاپچی - کلجین - ابریشم - صندل سفید  
کاؤ زبان - ناگ موٹھا کشنیز - ہر ایک ایک تولہ - پانی انار شیریں و انار ترش ہر ایک ایک سیر - عرق  
کاؤ زبان - عرق بادرنجبویہ - عرق گلاب و عرق بید مشک ہر ایک دوسیر - ادویات کو کوٹ کر عرقیات  
کو بھگوئیں - اور نیمحش مشک یقن ماشہ - عنبر اشب یقن ماشہ کی پوٹی شکاویں ۔

عرق عشبہ - عشبہ آدھ سیر - چوبھینی - برہم ڈنڈی - ینب کے پھول - ہر ایک پاؤ بھر - تر پھلہ  
یقن پاؤ کشید کریں ۔

سرق کا فور - دھینا - سونف - کاسنی - کاؤ زبان ہر ایک ایک پاؤ - تخم حیارین - تخم کاہو مغز  
کدو - مغز ہوزہ - تخم خرفہ - ہر ایک ایک چھٹانک - گلاب کے پھول - نیلوفر کے پھول - پھول شائبرہ  
پھول بید مشک - ہر ایک ایک پاؤ - کا فور قیصری ایک تولہ پانی آدھ سیر - عرق کشید کریں ۔

دوسری ترکیب یہ ہے - کہ صاف پانی کی بوتل لیکر اس میں ایک ڈل کا فور کی ڈال دیں ۔  
واضح ہو - کہ چند عرق اور بھی ہیں - جیسے آشک اور سونڈک - بواسیر - ملغم وغیرہ - وہ اکثر  
مرکت ہوتے ہیں اور ہر ایک حکیم اپنی اپنی مرضی کے موافق بناتا ہے - اور عرق قندی جو ہیں اس سب کے  
درج کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔

شربت بنانے کی ترکیب :- جو دو اسخت ہوں - ان کو جو کو ب کر کے رات کو بھگو دیں - اور  
برگ پھول وغیرہ کو صرف بھگو دینا ہی کافی ہے - بعض خوشبوئیات مثلاً کیوڑہ وغیرہ کو چاشنی تیار  
پر بھنڈا کر کے ملا نا چاہئے اور دیگر کو قند میں ملا کر اور ساتھ ہی پکا نامنا سبکے - چاشنی کے بارہ میں  
احتیاط ضروری ہے ۔

اگر چاشنی کچی ہو وے تو پھر شربت خراب ہو جاوے گا - چاشنی کی عمدہ شناخت یہ ہے کہ جب آ  
پک جائے - اس پختے ہوئے سے چمچ پر ایک قطرہ لیویں - اور قطرہ کو انگوٹھے اور پاس کی انگلی دونوں  
کے درمیان رکھ کر اس کا تار دیکھیں - اگر دو تار نکلیں تو جا نو کاب چاشنی تیار ہو گئی ہے - پھر بھنڈا  
کر کے بوتلوں میں نگاہ رکھو ۔

بنفشہ خواہ تازہ ہو یا خشک - اگر خشک ہو تو آدھ پاؤ بنفشہ کو آدھ سیر پانی میں بھگو کر صُج کو  
بال کہ وہ پانی آدھ سیر صبری یا قند سفید میں ڈال کر قوام تیار کریں - اگر بنفشہ تازہ ہو - تو ڈیرہ  
پاؤ لیویں ۔

شربت نیلوفر - نیلوفر ترکیب معندہ کورہ بالا ہے ۔

شربت عشبہ۔ عشبہ عرق کو آدھا پاؤ لیکر خوب جو کو ب کریں اور عنب دس تودہ کو عشبہ  
ایک سیر عرق شام تیرہ میں رات کو بھگو کر صبح کو شہد خالص سوا سیر ملا کر قوام تیار کریں  
شربت زونفا۔ عنب۔ بادرنجبویہ۔ کاؤ زبان بھی بطر مذکورہ بالا تیار کریں +

بائیسکل میں جلانے کا تیل۔ (۱) کا فور یعنی کیفور (Camphor) ایک اونس (ب) روغن ارند یعنی کیسٹر آئیل (Castor oil) دو اونس  
(ج) پٹرول (Petrol) ۴- اونس (د) روغن زیتون یعنی آبلہ آئیل دو اونس۔  
کا فور کو روغن زیتون یا روغن ارند میں حل کئے دو دن نیلوں کو باہم ملا دو پھر  
اسیں پٹرول ملا کر خوب ملاؤ۔ بائیسکل میں جلانے کا تیل جو یورپ کے بندوبستوں میں آکر نہایت جھنگا  
فروخت ہوتا ہے یہ بالکل اسکی طرح کام دیگا +

دیگر:- پیرافین آئیل (Paraffine oil) ایک اونس  
کالز آئیل (Calza oil) ۴- اونس۔ باہم ملایں۔ یہ بھی عمدہ قسم کا تیل بن  
جائینگا +

دیگر:- کا فور یعنی کیفور (Camphor) ایک اونس۔ پٹرول (Petrol) ۴- اونس۔  
کالز آئیل (Calza oil) ۲۰- اونس۔ کا فور کو کالز آئیل میں  
حل کر کے پٹرول ملا دیں۔ تیل تیار ہے +

سوتی اونی اور ریشمی کپڑوں کے امتحان کرنے کے طریقے

بعض وقت جب قیمتی اونی یا ریشمی کپڑے خریدنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور دوکاندار سے  
پوچھا جاتا ہے کہ کیا یہ خالص سبک یا خالص اُون۔ تو وہ کہہ دیتے ہیں۔ ہاں جی۔ اس بات کا امتحان  
مندرجہ ذیل ترکیب سے خود کیا جاسکتا ہے۔

ترکیب:- جس کپڑے کا امتحان کرنا ہو۔ اس کا تھوڑا سا ٹکڑا لیکر اسے ۵ فیصدی تیزاب  
یعنی فائیو ڈیکلو ریک ایسڈ کے اُبلتے ہوئے محلول میں ۵ منٹ تک ڈوبے رکھیں۔ بشرط  
اس کا رنگ اُدا ہوا یا اور جو کچھ اسے چمکانے کے لئے لگایا ہوگا۔ اُتر جائیگا۔ پھر نکال کر پانی سے خوب  
دھوئیں۔ اور خشک کر لیں۔ پھر اگر ہوسکے۔ تو تانے اور بانے کی تاروں کو علیحدہ علیحدہ کر لیں۔ تاکہ



دونوں کا علیحدہ علیحدہ امتحان کیا جاسکے۔

امتحان کے لئے مندرجہ ذیل ترکیب سے تھوڑے کر دو۔

تھوڑے سے دھاگوں کو جلاؤ۔ اگر انہی کو پیدا ہو جیسی پیشاب کے جلانے سے بڑھتا ہوتا ہے۔ تو تھوڑے سے دھاگے لیکر انہیں سوڑے کے محلول میں ڈال کر گرم کریں۔ جو گیس یا بخارات نکلیں۔ ان کو ٹونگیں۔ اگر ایوینا کی سی بو جیسی کہ نوشادر اور چرنے کو بھار کر اس میں تھوڑا سا پانی ڈالنے سے پیدا ہوتی ہے۔ پیدا ہو۔ تو خیال کریں کہ جوہر حیوانی دھاگے ہیں۔ یعنی حیوانی اجزاء سے بنائے گئے ہیں مثلاً اُون یا دیگر جانوروں کے بال۔

پیشاب کی سی بو پیدا ہو۔ مگر ایوینا کی بوجہ زہر۔ یا آپ پیسے ہی خیال کریں۔ کہ یہ حیوانی دھاگے نہیں ہیں۔ تو تھوڑے سے دھاگے بیشک کھورائڈ اور زہک اور تھوڑے سا *Calcium chloride* کے اُبلتے ہوئے حل میں ڈال دیں۔ اگر دھاگے بال حل ہو جائیں۔ تو وہ بیشک کے بنائے ہوتے ہیں۔ یا نباتاتی اشیاء سے تیار شدہ ہیں۔

جب اصل ہوئے دھاگوں میں تیزاب نمک ڈالیں۔ اگر یک تخت ذرے ذرے سے بن جائیں تو خیال کریں کہ خالص بیشک نہیں ہے۔ بلکہ اسکے ساتھ اُون یا دیگر نباتاتی اجزاء کریشے بنائے گئے ہیں۔ یعنی کپتاس وغیرہ۔

اگر یہ دھاگے زہک کھورائڈ *Calcium chloride* کے محلول میں حل نہ ہوں تو خیال کراد دھو کر انہیں سوڑا کے اُبلتے ہوئے کمزور سے محلول میں ڈال دیں۔ ۱۔ اگر بالکل کھل طور سے حل ہو جائیں۔ اور کچھ باقی نہ رہے تو خالص اُون ہے۔ ۲۔ اگر کھل طور سے حل نہ ہوں۔ تو اُون اور کپتاس کے اجزاء ملے ہوئے ہیں۔

۳۔ اگر جلانے سے پیشاب کی سی بو نہ پیدا ہو۔ تو خالص نباتاتی اجزاء ہیں مثلاً کپتاس وغیرہ میرے جناب میں۔ طریقہ اگر تجارت وغیرہ کے لئے بھی استعمال کئے جائیں۔ یعنی بیشک خالص اُون کا سوٹ خریدنے وقت انہیں امتحان کر لیا جائے۔ تو بچنے والے کو دھوکا دینے کا بہت کم موقعہ دیکھا۔ تجربے نہایت سستے ہیں۔ انہیں کوئی قیمتی دوا ہی استعمال نہیں ہوتی۔

خالص سونے کا امتحان۔ اگر سونا ڈل کی شکل میں ہو۔ تو اس کا وزن مخصوص

معلوم کر کے دیکھ سکتے ہیں۔ لیکن مندرجہ ذیل ترکیب بہت اعلیٰ ہے۔  
 کسوٹی پر سونے کی ایک بیکری پیچیں۔ اور اس بیکری پر روٹی کے کڑے سے شورے کا تیزاب  
 (Potash Soda) یعنی نائٹرک ایسڈ لگاویں۔ اگر بیکری اسی طرح قائم رہے۔ اور  
 اس کا کوئی حصہ تیزاب لگانے سے معدوم نہ ہو تو خالص سونا ہے۔ اگر بیکری تیزاب میں حل ہو جائے  
 تو تابنا سا تھلا یا گیا ہے۔ تجربہ کار آدمی یہ دیکھ کر بیکری کا کس قدر حصہ حل ہوا ہے۔ تقریباً درست  
 طور سے بتا سکتے ہیں۔ کہ کس قدر تابندی تولد ہوا یا گیا ہے۔

مٹی کے تیل کی بود و ور کرنا :- پٹاسیم پرمینگنیٹ (Potassium permanganate) ایک ادب۔ تیزاب گندھک یعنی سلیفوسک ایسڈ  
 (Sulphuric acid) نصف پائنٹ۔ پانی یعنی واٹر (water) ۳ پائنٹ۔  
 تیزاب کو تھوڑا تھوڑا کر کے پانی میں ہلاتے جایش اور ساتھ ساتھ اچھی  
 طرح ہلاتے جایش۔ اس طرح کرنے سے برتن کچھ گرم ہو جائیگا۔ سرور کر کے دو گیلن حجم کے ایک شیشے  
 کے برتن میں ڈالیں اور اس میں پرمینگنیٹ بلا کر خوب ہلائیں۔ حتیٰ کہ یہ حل ہو جائے۔ پھر اس میں ایک  
 گیلن مٹی کا تیل ملا کر خوب اچھی طرح ہلا دیں۔ اس کا ایک مشابہ روزناسی طرح پہننے دیں۔ اور کبھی کبھی  
 خوب اچھی طرح سے ہلا دیں کریں۔ بعدہ تیل کو نکال کر علیحدہ کریں۔ اور پچھلے محلول سے پھر مندرجہ  
 بالا عمل کریں۔

پٹاسیم پرمینگنیٹ (Potassium permanganate) ۱/۴ اونس  
 کاسٹک سوڈا (Caustic Soda ۹۸%) ۱/۴ اونس  
 پانی (water) ۲ پائنٹ

جب اس محلول سے مٹی کے تیل کو علیحدہ کرینگے۔ تو وہ بغیر بو کے ہوگا۔  
 بعض محققوں نے تجاہے کہ چوبیس گھنٹہ ان کو بلا کر پڑا رہنے دینا بہت زیادہ وقت ہے  
 اور اگر شیشوں سے ان محلولوں کو ہلایا جاوے۔ تو کام بہت جلدی ہو سکتا ہے۔

سیفٹی ریزر (Safety razor) یا سترے لگانے والے  
 چمڑے یعنی سٹراپ (Strop) پر لگانے والی مٹی۔

- ۱۔ ایمری (Emery) دو جھتے  
 ب۔ لارڈ یعنی چربی (lard) چار جھتے  
 ج۔ سیرین وکس (Ceramium wax) ایک جھتہ  
 ب اور ج کو ملا کر پھالیں۔ اور اسے اُنار کر ایمری اُس میں ملا کر اچھی طرح ہلاتے ہیں۔ تاکہ جم نہ جائے۔ جب خوب حل ہو جائے تو شیشیوں میں بھر دیں۔

مونگے کے موتیوں کی مصنوعی مالا۔۔۔ رال ایک چھٹانک شنگرت ایک نہ  
 م ماشہ۔ ہر دو کا علیحدہ علیحدہ سفون بنالیں۔ پھر دونوں کو ملا کر نرم آگ پر گرم کریں۔ اور خوب  
 اچھی طرح سے ہالیں۔ پھر ان کی مونگے کی طرح گولیاں بنا کر انیس سوٹی سے سوڈاخ کرتے ہیں  
 اور دھانگے میں پروتے جائیں۔

## طبی نوٹ

پیاز کا استعمال جب مصر کی پناہیں بن رہی تھیں۔ تو پانچویں سوئے  
 کے پیاز خریدے گئے۔ تاکہ مر دود وغیرہ جو میناروں کے  
 بنانے میں مشغول تھے انہیں استعمال کریں۔ ہزاروں سالوں سے پیاز کا استعمال مصر میں نہایت  
 کثرت سے جاری ہے۔ ہندوستانی لوگ اس چیز کی حقیقی قیمت کو شاید آج تک نہیں سمجھے۔  
 پیاز میں پختہ پیدا کرنے کی خوبی موجود ہے۔ اُبے ہوئے یا بھنے ہوئے پیاز کے ٹکڑوں کی  
 ایک پلیٹ اگر کھن اور روٹی کے ہمراہ استعمال کی جائے تو نہایت اچھی طرح پختہ آجاتی ہے وہ  
 آدمی جو تھکا کاٹ وغیرہ سے رات کو بسترے پر کمر ویش لیتے رہتے ہیں۔ انہیں مذکورہ طریقے سے  
 پیاز کھا کر دیکھنا چاہئے۔

پیاز کے رس اور شہد کا بنایا ہوا شربت بوڑھوں کے سانس پر بہت عمدہ اثر ڈالتا ہے  
 اگر کچا پیاز اچھی طرح چبا کر کھایا جائے۔ تو کھانسی کو کافی فائدہ ہوتا ہے۔ کچے پیاز کا اعتدال  
 کے ساتھ استعمال کرنا منہ کی رطوبتی تراوش کو بڑھاتا ہے۔ اور جسم سے پسینہ خارج ہونے میں مدد

دیتا ہے۔ پیاز اور گندنا ہر دو محرک جسم ہیں۔ اور سرد امراض میں پھنسے ہوؤں کے لئے بہت مفید ہیں۔ خون کو صاف کرنے میں اور نسلوں کو بڑھانے میں بھی پیاز مفید ثابت ہوئے ہیں۔ جزیرہ بردہ میں جہاں پیاز بہت کثرت سے پیدا ہوتا ہے اور استعمال کیا جاتا ہے۔ وہاں کی عورتیں عذگی صحت اور خوبصورتی رنگ کے لئے مشہور ہیں۔

لیکن دوسری سبزیوں کے برعکس اس میں ایک نقص ہے وہ یہ کہ اس میں چند ایسے ذرات بنائے جسام ہوتے ہیں۔ جو اگر دگر دسے غلیظ مادے کو کھینچ لیتے ہیں۔ اس لئے یہ خیال رکھنا چاہئے۔ مگر کبھی ایسے پیاز استعمال نہ کیئے جائیں جو غیر ہوا دار کمروں میں رکھے ہوں۔ یا ایسی جگہ بڑے بڑے ہوں۔ جہاں کوئی بیماری پھیلی ہوئی ہو۔

جس جگہ سفید پیاز پڑے ہوں۔ وہاں سے مکھیتاں۔ مچھر اور دیگر اسی قسم کے پروانے و حشرات دور رہتی ہیں۔ اس قسم کے پیاز کا رس ہڈیوں کے بنانے میں بہت مدد دیتا ہے پیازیں بنائے ناسفوس موجود ہوتا ہے۔ جو کہ ہڈیوں کا جزو اعظم ہے۔

عام لوگ پیاز اس لئے استعمال نہیں کرتے۔ کہ اس کے کھانے کے بعد منہ سے بدبو آتی ہے لیکن اگر پیاز کھا کر اوپر سے تھوڑا سا دھنیا چبا لیا جائے۔ تو تمام بوں نہ ہو جاتی ہے۔

~~~~~  
**حیوانی اغذیہ قابل استعمال نہیں ہیں** ڈاکٹر جان ماروے صاحب تحریر

انسانی کے لئے سب سے عمدہ غذا نہیں ہیں۔ اور نہ ہی یہ ہمارے قدیمی بزرگوں کی خوراک تھیں دنیا میں تمام غذاؤں کی ابتدا نہات سے اور کلوروفل گرین (Chlorophyll Green) کی حیران کن دیکھنے والی کیمیاوی خوبیوں سے ہوتی ہے۔ حیوانی اغذیہ بنائے جانے سے بنی ہوئی ہونے کی وجہ سے درجہ دوم کی غذا ہیں۔ انسانی نشو و نما کے لئے کوئی ایسی چیز نہیں جو حیوانی غذاؤں میں پائی جاتی ہو اور وہ بنائے انشاء سے نہ حاصل کی گئی ہو۔

جنگ عظیم کے دنوں میں مشہور اور چوٹی کے ڈاکٹروں نے یہ مان لیا تھا۔ کہ حیوانی اغذیہ کے استعمال کو جہاں تک ہو سکے۔ کم کر دینا چاہئے۔ تاکہ حضرت انسان کی بہتری ہو سکے۔ ان دنوں لندن روم اور پیرس میں ایک کانفرنس ہوئی جس کا نام "انٹرنیشنل سائنٹیفک فوڈ کمیشن" تھا۔ یہ ساری دنیا کی اور نہایت قابل اعتبار کانفرنس تھی۔ پیرس میں اس کمیشن نے اس سوال پر

بحث کی کہ حیوانی غذا کبھی مقدار میں استعمال کرنی چاہئے۔ فیصلہ یہ ہوا کہ ”جسم انسانی کو حیوانی آغذیہ کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ گوشت کے پروٹینز کی بجائے دوسری اشیاء مثلاً دودھ پنیر اور کئی دیگر بناتی اشیاء بلا فوف نقصان استعمال ہو سکتی ہیں“

امریکہ کے ڈیپارٹمنٹ آف ایگریکلچر نے ایک سرکلر شائع کیا ہے جس میں درج ہے ”حیوانی غذاؤں کے استعمال کو کم کر دینا یا اس کا استعمال بالکل ہی چھوڑ دینا ممکن ہے۔ کیونکہ یہ معلوم کیا جا چکا ہے کہ تمام ضروری پروٹینز اور قوت جو حیوانی آغذیہ سے حاصل ہوتی ہے وہ دیگر اشیاء سے حاصل کی جاسکتی ہے“

انسانوں کی پرورش کیسے ہونی چاہئے۔ اس مضمون پر جن علماء نے تحریر فرمایا ہے وہ کہتے ہیں۔ کہ حیوانی آغذیہ کے استعمال نے ہی موجودہ انسانوں میں اندریوں کی خرابیاں اور بواسیر پُریشانی وغیرہ امراض پیدا کر کے دنیا کو ہی نقصان پہنچایا ہے۔

تیمک گولم صاحب لکھتے ہیں: ”ہم بغیر بُرے اثرات پیدا ہونیکے خطرے کے حیوانی غذاؤں کو چھوڑ سکتے ہیں“

جانور کو قتل کرنیکے دوران میں گوشت غلیظ ہو جاتا ہے۔ اور اس میں جو کبیرا ہوتے ہیں۔ وہ غذا قلت کے کبیرا ہوتے ہیں۔ یہ کبیرا نہایت سرعت سے گوشت پر اثر کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ چوبیس سے ۴۸ گھنٹے تک تمام گوشت کبیرا سے بھر جاتا ہے۔ نتیجہ بہت سے تجربوں کے بعد سائنٹیفک دنیائے نکالا ہے۔ سائنس دان بتاتے ہیں کہ

”گوشت کو ان کبیرا کے بُرے اثرات سے محفوظ رکھنے کے لئے اپنی ہتھیاؤں کو محفوظ رکھنا ہوگا جن کو ڈاکٹر لوگ پریشن کے وقت عمل میں لاتے ہیں۔ جب تک گوشت تیار ہونے کا موجودہ طریقہ جاری رہے گا۔ یہ کہنا ہرگز مبالغہ نہیں ہوگا۔ کہ گوشت جو ہم کھاتے ہیں۔ سب زیادہ گندی چیز ہے۔ جسے ہم استعمال کر سکتے ہیں“

ڈاکٹر تیلی صاحب لکھتے ہیں کہ ”جانوروں کی اندریوں میں مضرت جرم ہوتے ہیں۔ جو نام گوشت کو غلیظ بنا دیتے ہیں۔ ڈاکٹر سی۔ ای۔ راڈرک نے سات قسم کے گوشتوں کا امتحان کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ”ان تمام نمونوں میں وہی کبیرا اکثریت سے موجود تھے۔ جو کہ کھادیں موجود ہوتے ہیں۔ حالانکہ ظاہری نظر سے گوشت میں کوئی تبدیلی نظر نہیں آتی تھی“

**وید منتر اور زہروں کا علاج** - وارث جھٹ ایک عامل یعنی تعویذ نگار ایک شخص کو سانپے کاٹ کھایا۔ ایک کرپولے کے پاس لیگئے۔ عامل نے مقام ماؤن کے اوپر ایک بنایت سخت بند باندھ دیا۔ اور منتر میں کچھ منتر پڑھتے ہوئے نغم پر ایک منکا سا گڑنا شروع کیا۔ کچھ دیر کے بعد مرتضیٰ کو آرام محسوس ہوا۔ جب میں نے منتر جو عامل منتر میں پڑھتا تھا۔ سنا تو مجھے کچھ شک پیدا ہوا۔ تحقیقات کے بعد پتہ لگا۔ کہ وہ منتر رکوید کے ہیں۔ اُن کا ارتھ حسب ذیل ہے۔

”ہے وش بے سے دُرس ہوئے انسان! جاتے ویش دیش میں ہوئی کنبلی کشنی ہے وہ تیرے وش کھا لیتی ہے۔ وہ بھی شیکھر دمرے۔ اور ہم لوگ بھی نہ مائے جاہش اس کشنی کے سینوگ سے وش کا یوگ دُور ہو جاتا ہے۔ ہے وش دھاری۔ وش ہرنے میں تھر وش ہرنے والا وید تجھے دھرتا کو پراپت کرتا ہے۔ اسکی دھرتا اگر بن کرانے اور وش ہرنیوالی وڈیا ہے؟“ بگ وید ۱-۱۹۱-۱۱ +

ہے منش! جو سات دھینوں کے سمان اکیس مورنی ہیں۔ وہ گھٹ بجانے والی کہاریوں کے سمان تیرے وش کو کوشیتا سے ہریں۔ منتر ۱۴

اسی طرح ایک اور جگہ آتا ہے کہ سکنتکا وش کو کھا لیتی ہیں چن پرندوں کا ان منتروں میں ذکر ہے۔ ”وہ کوی سُرغی۔ مورنی وغیرہ ہیں۔ دیگر جانوروں پر تو تجربہ نہیں کیا گیا۔ لیکن مرغیوں کو زہر کے دھیدے کے لئے استعمال کیا گیا۔ اس تجربہ کی رپورٹ ڈاکٹر جے۔ وائی۔ واؤس صاحب نے شائع کی ہے۔ جس کا مختصر سا حال لکھا جاتا ہے۔

۱۔ سانپے کاٹتے ہی ضروری ہے کہ مقام ماؤن کے اوپر سات یا آٹھ انگلی دوری پر مضبوط رستی باندھ دیں یہ خیال ہونا چاہئے۔ کہ اگر مقام دل کے نیچے ہے تو اوپر بند لگادیں۔ اور اگر مقام ماؤن دل کے اوپر ہے مثلاً گردن یا پیشانی۔ تو نیچے کی طرف بند لگادیں (اس طرح زہر کا ذرہ دل کی طرف بند ہو جاتا ہے) +

۲۔ مقام ماؤن کو چاقو سے کاٹیں اور دبا کر خون نکالیں۔ خون کے ساتھ زہر بھی نکلتا تھا یہ ضرور دھیان کر لیں۔ کہ نشتر سے زخم کھنکھنے سے پہلے آگ میں گرم کر کے میل دھیرہ صاف کر لیں۔ غلاظت خون میں بل کر خراب پیدا کرتی ہے۔ بالخصوص سے مقام ماؤن سے خون نکالنا بنایت ضروری ہے۔ اور مرغی کو استعمال کرتے وقت آسانی ہو جاتی ہے +

۳۔ پھر کم از کم دس مریغاں لائیں۔ اکثر ہر ایک گاؤں میں مریغاں کثرت سے بل جاتی ہیں۔ تو بھی دس پندرہ مریغاں ملنے تک انتظار نہیں کرنا چاہئے جس قدر بل جائیں۔ انہیں بیکر عمل شروع کریں۔

۴۔ مریغی کو ماتھ میں پکڑ کر اسکی گڈا ر جائے پاخانہ کے پر وغیرہ فوج دیں۔ اس جگہ کو اچھی طرح صاف کریں۔ ڈنگ کی جگہ پر مریغی کی گڈا کا حصہ لگا دیں۔ مریغی کو ڈنگ پر زور سے دبا کر رکھیں۔ تاکہ اوھڑ اوھڑ نہ پے اور نہ ہی اُڑ جائے۔ مریغی کی گڈا کے سوراخ میں نہر جذب کرنے کی طاقت ہے۔ اسلئے یہ مقام ڈنگ پر لگتے ہی دکان چپان ہو جاتی ہے۔

اکثر ایک دو منٹ میں ہی مریغی پر موت کی نشانیاں طاری ہونے لگتی ہیں۔ اسکے سانس کی رفتار بندھ جاتی ہے۔ بیہوشی سی غالب آنے لگتی ہے۔ ڈھائی منٹ کے بعد مریغی اس قدر ضعیف ہو جاتی ہے کہ اپنی گردن نہیں سنبھال سکتی۔ اور چار منٹ کے اندر ہی مر جاتی ہے۔ اس لئے دو ڈھائی منٹ کے بعد یعنی جب مریغی اپنی طاقت کے مطابق نہر کھینچ لے۔ تو اسے چھوڑ دینا چاہئے۔ اور نہ ترکیب کے دوسری مریغی لگانی چاہئے۔ حفاظت سے استعمال کرنے سے مریغی بھی زندہ بچ سکتی ہے۔ اور نہر بھی دور ہو جاتا ہے۔

تین منٹ میں جس قدر نہر مریغی اپنی گڈا کے رستہ کھینچ لیتی ہے۔ اس قدر نہر سے اسکے جسم پر کوئی بُرا اثر نہیں ہوتا۔ اسکے جسم میں اتنا نہر مضہم کرنے کی طاقت ہوتی ہے۔ اور اس کا خون اتنے نہر کے اثر کو زائل کر سکتا ہے۔

اس ترکیب سے لگاتار ایک بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری وغیرہ مریغی استعمال کرتے جائیں۔ اس طرح کرتے کرتے آخر کار ایسی حالت ہو جاتی ہے۔ کہ مریغی پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اور اگر دس منٹ تک مریغی کو مقام گزیدہ پر لگائے رکھنے سے اس پر نہر کی علامات ظاہر نہ ہوں۔ تو سمجھ لینا چاہئے کہ اب نہر بالکل دور ہو گیا ہے۔

اگر مریغاں بہت سی ہوں۔ تو دو دو منٹ بعد مریغاں بدلتے رہیں۔ ایسا کرنے سے مریغی کو بھی کوئی تھیف نہیں ہوتی۔ اور نہر بھی دور ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر مریغاں زیادہ نہ ہوں۔ تو مریغی کی موت تک اسے استعمال کر کے آدمی کی جان بچانی چاہئے۔

صرف دو منٹ تک لگانے سے مریغی نہیں مرنی۔ لیکن اس سے زیادہ لگائی جائے تو وہ نہیں بچ سکتی۔ اس لئے مریغیوں کی تعداد سے ہر مریغی کے لگانے کے وقت کا اندازہ لگالیں۔

جب سب زہر کھینچا جائے۔ تو آخری مرغی پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اس لئے اسکے بعد پر سینک  
 اینٹ آف پوائس (Antacid of potash) اور مارشمال  
 اینڈ (Tartaric acid) مسادی اوزن مارکٹ میں بھر دیں اس سوکھ کا اثر  
 زہر پر توجہ۔ ساتھ ہی نغم کے مقام پر صلیب مٹی ہونے لگتی ہے جس سے مارگریڈہ کو بند نہیں آتی۔  
 مرغیوں کا عمل کر نیکی بعد اٹھارہ گھنٹے تک مریض کو سونے نہیں دینا چاہئے۔ سو جانے سے نقصان  
 خطرہ ہے۔

اس ترکیب کے بعد مرغی کو آرام آجاتا ہے پسینہ آنا کم ہو جاتا ہے۔ میوٹی ڈور ہو جاتی ہے۔ اور  
 سستی ہٹ جاتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ نشان دکھائی دینے پر رستی کو کھولنے کا دھبنا کرنا چاہئے۔  
 لیکن رستی کو ایک دم ہی نہیں کھولنا چاہئے۔ کیونکہ ایک دم رستی کھول دینے سے کسی جگر پر ہاتھ پھوڑا  
 سا زہر اند خون میں پھیل کر بگاڑ پیدا کریگا۔ اس لئے رستی چھوڑنے کے وقت آدھ ہینٹ ڈھیل کر کے  
 پھر سخت باندھ دیں۔ پھر دس پندرہ منٹ کے بعد اسی طرح کریں۔ اس طرح تین چار بار کر کے نتیجہ دیکھیں  
 اگر زہر کا بالکل اثر ہو تو بند بالکل کھول دیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

لکھے ہوئے کاغذ کو صاف کرنا۔ جن کولرڈ (Tincture of Iron) اور  
 پانی (Water) ۴-۵ ڈرام۔ اس محلول کو اوٹ کے بالوں کے برش کے ساتھ کاغذ پر لگائیں  
 جب سیاہی یا رنگ کاغذ پر سے اڑ جائے۔ کاغذ کو پانی میں ڈبو کر جلدی سے نکالیں اور خشک کر لیں۔

زہروں سے کئے موت واقع ہوتی ہے۔ مدت سے ڈاکٹر اس بات کی کھوج میں تھے۔  
 کہ زہروں کا جسم پر کیا اثر ہوتا ہے کہ ان سے موت واقع ہوتی ہے۔ تھوڑا عرصہ ہوا۔ ڈاکٹر بوٹنر صاحب  
 نے بیان کیا تھا۔ کہ نباتاتی اور معدنی زہروں سے خطرناک نتائج پیدا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان سے  
 داغ اور نسلوں میں بھلی پیدا ہو جاتی ہے یعنی زہر پلانے سے جسم انسانی میں وہی فزولوجیکل تبدیلیاں  
 واقع ہوتی ہیں جو کسی انسان کو بھلی کی کوئی پر ٹھانے سے۔ ڈاکٹر بوٹنر صاحب نے بھی کہ ایک  
 نئے سیل (Scales) کا تذکرہ کیا جس میں زہروں کے محلول تبدیلیاں پیدا کر دیتے ہیں۔ اس  
 وہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ ہلکے زہر واقعی بھلی پیدا کرتے ہیں۔

زہر کی بہت خفیف مقدار مثلاً ایک حصہ زہر اور دس لاکھ حصے پانی ملا کر انڈس سیل میں



میں ڈال جائے۔ تو بھی سیل کی بجلی کی مقدار میں تبدیلی واقع ہو جاتی ہے۔ اور غیر معمولی شیار سے اپنی حالت میں سیل میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔  
ان امور کو مد نظر رکھتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے نتیجہ نکالا ہے۔ کہ ایک جانور جو کہ سرکس میں آئے اثر سے مراد اس کے جسم میں وہی تبدیلیاں واقع ہونگی جو کہ بجلی سے مائے ہوئے جانور کے جسم میں جب بھنگ نہر کھوڑی مقدار میں تقویت کے لئے دیئے جاتے ہیں اس حالت میں بھی دماغ اور سنسورینہ بجلی کی تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں۔ لیکن وہ اس قدر خفیف اور ناقاعدہ ہوتی ہیں کہ ان کا جسم پر عینہ اثر ہوتا ہے۔

ہمیشہ کا علاج جو کہ ایک فقیر نے کیا۔ ایک فقیر ایک گھر پرانے کے لئے آیا۔ لیکن گھر والے کی عورت کو ہینہ ہو گیا تھا۔ فقیر نے اجازت لیا عورت کو کھوڑے سے بھنگ کے پتے اور کھوڑی سی انیون ہلا کر بھنگ کے سبز پتوں کے رس کے ساتھ کھلا دیئے۔ اور اس کے ہاتھ اور پاؤں کو رسی سے باندھ دیا۔ اس سے ہینے کی تمام علامتیں دفع ہو گئیں۔ عورت دوڑی گئی اثر سے بالکل بہوش تھی۔ اس کو اس کو خوب گہری پند آئی۔ اگلے صبح جب عورت کو دیکھا گیا تو وہ بالکل تندرست تھی۔ جب اس فقیر سے پوچھا گیا۔ تو اس نے کہا۔ کہ ہر صبح کا پیار اس دوائی سے درست ہو سکتا ہے۔

بناتی برتن۔ رشیوں نے آٹے کے استعمال کو نہایت ہی مفید بتایا ہے۔ رشیوں نے آٹے کے استعمال کو نہایت ہی مفید بتایا ہے۔  
عمر بڑھتی ہے اور بال سیاہ اور چمکدار رہتے ہیں۔ وسط ہند کے اضلاع میں آٹے سے ایک خاصہ اٹھا لیا جاتا ہے۔ یعنی آٹوں کے گھوٹے اور دیگر برتن بنا کر گھروں میں استعمال کرتے ہیں تمام اقسام کے برتنوں سے بڑھکر ان میں بہتری ہوتی ہے۔ کہ یہ نہایت مضبوط ہوتے ہیں۔ گرختے ٹوٹتے نہیں۔ نیز طبی اہلوں کے موافق ان میں دودھ۔ پانی یا دیگر کھانے کی اشیاء ڈال کر استعمال کرنا صحیح ہے۔ ان کو حسب ذیل طریقے سے بنایا جاتا ہے۔۔

تازہ آٹوں کی کافی مقدار لیکر انہیں گھروں میں بھروسے۔ اور ان پر اس قدر تازہ پانی آٹا کر ان سے اوپر تک جائے۔ پھر ان گھروں کو چوڑھے پر سوار کر کے آگ جلا دیں حتیٰ کہ آٹے نرم ہو

جائیں۔ پھر آملوں کو ٹوکروں میں پٹ دیں۔ تاکہ پانی وغیرہ بہ جائے رہے۔ پانی پینا اور اس سے بالی دھونا بہت مفید ہے۔ اس پانی کو روشن کنگھ میں ڈال کر اس قدر جوش دیں کہ صرف تیل ہی باقی رہ جائے۔ نہایت عمدہ دھون آملتیا ہوگا۔ جو عام بازار سی روغذوں سے مفید ہوگا۔ انکی صبح میں برٹے سے برتن میں ڈال کر اٹھ سے لیں۔ گھٹیاں علیحدہ ہو جائیں گی۔ ان کو پھینک دیں۔ باقی ماہ کو ایک چٹائی پر بچھا کر سوکھنے کے لئے دھوپ میں رکھ دیں۔ اگلے دن ایک گھڑے کا پانی حصہ پانی سے بھر کر آگ پر رکھیں۔ جب پانی جوش اٹھانے لگے۔ تو خشک شدہ ٹائے کو اس میں ڈال دیں اور پکینے دیں۔ حتیٰ کہ مادہ بالکل نرم ہو جائے۔ پھر برتن کو آگ سے اُتار کر تمام پانی کو نکھاریں۔ پھر سب ضرورت مقدار کے لیسے لاون دستے میں خوب باریک کریں۔ اگر زیادہ خشک ہو جائے۔ تو تھوڑا سا آملوں کا رس شامل کر لیا کریں۔

پھر جس شکل کے برتن بنائے ہوں۔ اُسی شکل سے کچے سا پختے یوں۔ سا پتوں پر گرا اور آملوں کے رس کا پتلا سالیپ کر کے خشک کر لیں۔ پھر آملوں کے بنائے ہوئے گودے کی ایک پتہ تمام سلپتے پر لگا دیں اور جب ختم ہو چکیں۔ تو دھوپ میں خشک ہونیکے لئے رکھ دیں۔ اگلے دن پہلی دسے اُپر لکھ اور تہ لگا دیں۔ یعنی جس قدر موثر برتن آپ بنا چاہتے ہوں۔ اُسی قدر تہیں لگاتے جائیں۔ بالآخر جب خوب اچھی طرح خشک ہو جائے تو اندرونی سا پختے کو پھور کر باہر نکال دیں۔ پانی ڈال کر لگا دیں۔ جب کبھی ضرورت ہو۔ آٹے کے برتن میں دودھ بھر کر رکھ دیں۔ دیکھئے بعد استعمال کریں نہایت عمدہ فبسن کشا ہوگا۔

فارس کے لوگ ایک اور بناتا ہے جو کو پٹے وغیرہ بنانے کے کام میں لاتے ہیں۔ طریقہ یہ ہے کہ اسگوڈل (مان مکہ) کا لٹا کر ایک جود کو دیت میں بھون کر خشک کر لیں اور پھر میں اس میں سفوف میں جب پانی ملایا جائے تو ایک بہت عمدہ لیس دار لیس سی بن جاتی ہے۔ جسے فارس کے لوگ بھی اور تیل ڈالنے کے لئے پٹے بنانے میں استعمال کرتے ہیں۔ اسی لیس کو مٹی کے سا پتوں پر لپک کر دیا جاتا ہے لیکن سلپتے پر پچھلے پڑنے دیسی کپڑے کی ایک پتہ چڑھائی جیسی پائے۔ اس کپڑے پر پتہ پتہ نکورہ مریش کو لگاتے جائیں لیکن پہلی خشک کرنے پر دوسری لگائیں۔ خشک ہونے پر یہ پتہ خشک کی طرح دیواریں بن جائیں گی۔ پھر سا پختے کو ٹوکروں کے برتن کے منہ سے باہر نکال دیں۔ اس برتن پر پانی کا بہت کم اثر ہوتا۔ لیکن کمی دن پانی میں پڑا ہونے سے یہ حل ہو جاتا ہے۔ لکھی اور تیل رکھنے کے لئے ان برتنوں کا استعمال اچھا ہے۔ ان برتنوں کی خراسان میں بہت کبری ہوتی ہے۔

## علم جبری بونی

انار کا پھول رگل انار یا گنڈار یہ سُرخ رنگ کے اور تقریباً ایک انچ سے

دیر ہوا انچ تک لمبے ہوتے ہیں۔ تازہ پھول نہایت خوبصورت ہوتے ہیں۔ ان کا درمیانی زیرہ زرد ہوتا ہے۔

نوٹ: یہ پھول خشکی پیدا نہیں کرتا اور قابض ہے۔ کسی جگہ سے خون جاری ہو۔ اس کا سفوف چھڑ

دینا چاہئے۔ دانتوں سے خون جاری ہو۔ تو اس کا سفوف میں بعض کہتے ہیں کہ اس کے پھول تین عدد

روزانہ ایک پیچھے تک نگل لیں۔ تو ایک سال تک آنکھ نہیں دکھتی قلاع دہن میں منہ میں اس کا سفوف

چھڑک لیں۔ پیچھے زخموں کے لئے بھی فائدہ بخش ہے۔ انار کے تازہ پھولوں کا پانی دوسپ میں رکھا

سُکھا میں اور آنکھ کے ارد گرد لپیٹ کر لیں تو یہ آنکھ کے پتھوں کو طاقت دیتا ہے۔ یا اگر اس کو گلاب

کا کر آنکھ میں ٹپکائیں۔ تو اس کا دم ٹھیل ہو جاتا ہے۔ اور مواد کا اس کی طرف آنا

رُس میں گھوٹا رہے۔ انار کی کلیاں۔ بٹول کے تازہ پتے اور تھوڑا سا زیرہ ملا کر پانی میں پیس لیں۔ اور

چھان لیں۔ پھر پتھر گرم کر کے اس میں بچھالیں۔ اور پتے کو پلا دیں۔ کھنڈے سے کھنڈ دست اس سے بند

جاتے ہیں۔ انار کا پھول انار کا قائم مقام ہے۔ اس کا مزاج سرد و خشک ہے۔

انالی: شناخت۔ ایک ہستانی پودا ہے۔ یہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک قسم کے پتے

آبی کی طرح ہوتے ہیں۔ لیکن ان سے ذرا بڑے ہوتے ہیں۔ یہ زمین پر بچھا ہوا ہوتا ہے۔ دوسری قسم کا

پودا کھڑا ہوتا ہے۔ اس کے پتے مٹی کے پتوں کی طرح اور یہی قد سخت ہوتے ہیں۔ پتا توڑیں تو میل

سے نہیں ٹوٹ سکتا۔ قسم اول کا پھول سفید اور دوسری قسم کا اودا ہوتا ہے۔ پھلی سے جو بیج نکلتے

ہیں۔ دوسری قسم کے بیج کی طرح ہوتے ہیں۔ یہ بے مزہ ہوتا ہے۔ دوسری قسم کی پھلیوں پر رُس نہیں

ہوتا۔ اس بیج کو مٹک کی طرح ہوتا ہے۔ مزہ قد سے تلخ ہوتا ہے۔ یہ پودا موسم برسات میں پیدا ہوتا

**فوائد**۔ اس کی جڑ کو اترام کے روز زمین سے نکالیں۔ اور بریض تپ کے بازو پر باندھیں تو تپ ندر ہو جاتا ہے۔ اگر اسکے تمام اجزاء کا عرق کھینچیں اور استعمال کریں۔ تو پھوڑے پھنسی اور فساد خون میں نہایت مفید ہوتا ہے۔ اگر اس سے پھول کا کاربن کا عرق میں حل کر کے مریضوں کو پلائیں تو فساد خون کے تمام امراض جڑے اٹھا دیتا ہے۔

**انبہ ہلدی**۔ شناخت۔ ایک رویشدگی کی جڑ ہے۔ جب یہ تازہ ہوتی ہے۔ اس میں کچے تم کی طرح خوشبو آتا کرتی ہے۔ اس کے پودے کا پتہ لمبا ہوتا ہے۔ اسے پھول بھی نکلتا ہے۔ جو چائے کی طرح کا ہوتا ہے۔ اس کے پھول کا مزہ میٹھا ہوتا ہے۔ جو بیج اس میں سے نکلتے ہیں۔ ان کا رنگ دودی یا سیرج سفید ہوتا ہے۔ پودے کی چھال ہلکا ہلکا بھی زرد ہوتا ہے۔ پھول برسات کے بعد نیکتے ہیں۔ اس پودے کی جڑ وہی دوسرے طور پر ہستیاں کی جاتی ہے۔ مزاج گرم و خشک ہے۔ بعض اسے معتدل سمجھتے ہیں۔ یہ ہلکا ہوا ہے۔ روز خشک نکلتے ہیں۔

**فوائد**۔ اگر بدن کی کھال موٹی ہو جاوے۔ یا جلد کا رنگ بدل جاوے یا کھلی ہو۔ تو اس کا لپ کر لیں۔ جھٹ فائدہ دے گی۔ رنگ سیاہ کے ساتھ اس کو پھینکا میں۔ تو پیٹ کا درد دور ہو جاتا ہے۔ اچھا ہوا ہوتا ہے۔ سونے کے ساتھ چھانکے سے بھوک بڑھتی ہے۔ باغیر قوی ہوتا ہے۔ مصری کے ساتھ خشک کھانسی کو فائدہ کرتی ہے۔ سونے اور چائے کے ساتھ گھس کر پونے سے دست بند ہو جاتے ہیں۔ بعض اوقات جھلاؤسے کے دھوئیں سے جسم پر دم آ جاتا ہے اس کو آئینے سے انہ ہلدی سے مٹی کے چاول اور دودھ کو باسی پانی کے ساتھ پی کر مقامات ماؤن پر مل چاہئے دوسروں کو تحلیل کرنے کی اس میں خاص فوٹی ہے۔ اور اس کا رنگ لے اس کو صاف بھی استعمال کرتے ہیں اور کھلاتے بھی ہیں۔ یہ ہلکا ہے۔ مٹھ میں خوشبو پیدا کرتی ہے۔ جلدی ہضم ہوتی ہے۔ اور دوسری چیز کو جلد ہضم کرتی ہے۔ پتھری کو توڑتی ہے۔

**انجن**۔ شناخت۔ یہ درخت دکن اور سیلون میں پیدا ہوتا ہے۔ اس کے پتوں سے زرد رنگ نکلتے ہیں۔ گرمی کے موسم میں اس کو نیلے رنگ کے پھول نکلتے ہیں جن کا مزہ کھلا سا ہوتا ہے۔ جب پتہ میں تو کھانے کے کام آتے ہیں اس کا مزاج سرد ہے۔

**فوائد**۔ اس کے پتوں میں فیض پیدا کرنے کی خاصیت ہے۔ ان کو پانی میں پیس کر اور

اور چھان کر پینے سے عورتوں کا سیلان الرحم رفع ہو جاتا ہے۔ اسکے پتوں کو بھگویش۔ اور پانی کو بھین  
سوزا کٹ پائیں۔ تو نفع ہوگا۔

اسی خد ساندے سے آنکھ دھونے سے کبھی موثوق ہو جاتی ہے۔ بجن کی چھال۔ کھوپڑا۔  
مرج سیاہ اور ابلہ دی۔ ان کا بھپار لینے سے سوجن اور درد رفع ہوتی ہے۔

لیموں کے فوائد ۱۔ ۱۔ مرکب خشک پٹانے کے لئے لیموں سے بہتر اور کوئی  
چیز نہیں۔ لیموں کا رس پانی ملا کر گرم میں ملا جائے۔ تو اس سے سرکھڑاوت اور ٹھنڈک پہنچتی ہے۔  
۲۔ ایک حصہ لیموں کا رس اور دو حصہ پانی ملا کر پیا جائے۔ تو اس سے وہ سب جراثیم  
ہلاک ہو جاتے ہیں۔ جن کے سبب لوگ کئی بیماریوں میں گرفتار ہوں۔  
۳۔ کھٹے اور لیموں گوشت خورہ کے لئے جو دانتوں کو لگ جاتا ہے اس میں بتر مسوڑوں  
کی خرابی کے لئے بھی ٹیبت نافذہ مند ہے۔

۴۔ اگر کسی قسم کے دلغ یا دھوپ سے ہاتھوں پر دھبے پڑ جائیں۔ تو لیموں کا رس لگانے سے  
اُتر جاتے ہیں اور رنگت صاف ہو جاتی ہے۔

۵۔ تھوڑا سا رس اگر پانی میں ملا کر دانت صاف کئے جائیں تو نہ صرف دہل جود دانتوں پر جم  
جاتا ہے اُتر جاتا ہے۔ بلکہ منہ کا داغہ عمدہ اور خوشبودار ہو جاتا ہے۔

۶۔ اگر گرمیوں میں درجہ حرارت میں دو تین پھانگیں تیر جائے کے ایک پیالے میں پھونک کر پینے  
سے آرام آ جاتا ہے۔

## آیور ویدک فحربات

مرچا دی تیل یعنی روغن روافع اوجاع | صفتہ۔ کلونجی۔ جتر۔ ہڑتا  
زندہ۔ سل۔ بیج کثیر۔ محل عباسی کی جود۔ ناگرموٹھ۔ بارونگ۔ تخم نپاڑ۔ سرس کی جود کا چھلکا  
کڑا مسک یعنی کڑا چھال۔ بنم کی چھال۔ کبکڑ کی چھال۔ گلو۔ کھٹا۔ باجی۔ بیج۔ مال کنگنی۔ میغز  
المٹاس۔ ترہد۔ المٹاس کی جود جنظل کی جود۔ مرج سیاہ۔ دیو دار۔ ہلدی۔ دار ہلدی۔ باکھڑ

کٹھہ۔ صندل مرخ ہر ایک چیر دو قندہ بشیر مار دو قندہ۔ گوجر کا رسی دو قندہ۔ تھوہر کا دو قندہ۔ دو قندہ۔ پٹھا تیلیا ۸ قندہ۔ سرسوں کا تیل پونے تین سیر۔ گونو تر آٹھ سیر۔  
ترکیب۔ تمام اشیاء کو پیسٹ کر لیں۔ تیل میں گونو تر دو گوبر کا رسی دو دودھ وغیرہ اور دیگر ادویہ کا سفوف ڈال کر ایک بڑی دیگ میں پکادیں جب جرف تیل باقی رہ جاوے۔ تو  
مندہ میں سے مقطر کر کے شیشیوں میں بھریں۔

اوصاف۔ یہ تیل وجع المفاصل اور لمبی وسوداوی دردوں کا واحد علاج ہے۔  
ترکیب استعمال۔ ۱۔ عضو ماٹن پر مالش کر کے اوپر گور کر کے پتے سینک بار روٹی باندھ دیں۔

زخم بھرنے والا تیل۔ صفتہ۔ اسی کا تیل نصف سیر میٹھی۔ ہلدی۔ دار ہلدی۔ دیدار  
بیکر کی چھال۔ آبنوس۔ چوبھینی۔ پوست تر پھل۔ مرچ کنکول۔ آمہیر۔ کٹھہ سفید۔ مردار رنگ  
کیلا۔ مال سفید۔ برگ مہندی۔ ٹھکر کا دھواں۔ ہر ایک شے ایک قندہ۔  
”ترکیب“ تمام ادویہ کو دھنسی کر لیں۔ اور دھامی سیر پانی میں چمیس گھنٹہ تک تر پھین پھریں۔  
اس میں تیل لاکر پکانا شروع کریں جب جرف تیل باقی رہے تو صاف کر کے شیشیوں میں بھر رکھیں۔  
اوصاف۔ زخموں کو نفع ہے۔ نہیں بہت جلد بھرتا ہے۔ گہرے ناسوں کو بھی بھرتا ہے  
چیچک کے متعفن آبلوں پر اگر اس روغن میں قدرے کافور جا کر پکائیں۔ تو وہ بہت جلد بھرتا ہے۔  
استعمال۔ معمولی زخموں پر یونہی چڑھیں۔ گہرے زخموں میں روٹی کا پھانا کر کے رکھیں۔

طاقت کی دوا۔ ختم کا جو۔ سیاہی ج۔ سونف۔ مغز بوزہ۔ مغز کھرا بڑ  
سرفش۔ ہر ایک ایک قندہ۔ عرق قرحا۔ تیج مصطلکی۔ اگر۔ زعفران۔ ہر ایک چار ماشہ۔ جلو تر۔ ونگ  
کٹاہ دار۔ کباب چینی۔ مرچ سیاہ ہر ایک ۱۶ ماشہ۔ عنبر شہب ۱۶ ماشہ۔  
ترکیب۔ سب دوائیوں کو الگ الگ سفوف کر کے ملا کر سچند شہد میں معجون بنالیں۔  
اوصاف۔ یہ دوائی بھوک کی طاقت پیدا کرنے میں نیشل ہے۔ ویرج بہت پیدا کرتی ہے۔ مکر کو  
طاقت دیتی ہے۔ بعض میں مدد دیتی ہے۔ درد گردہ و دیگر مثانہ نافع ہے۔  
خوراک۔ ۹ ماشہ سے ۱۰ ماشہ تک کھاویں۔ اس کو بنا پتے دو مہینہ بعد استعمال کرنا شروع کرنا  
اگر جلدی کرنی ہو۔ تو غلہ چیس دفن کریں۔

**خفقان** کا نسخہ۔ صفحہ ۱۔ محل کتاب۔ تخم خوند چھیلے ہوئے ربانی میں بھگو کر شے سے چھیلے جاتے ہیں اس پر تخم کھیرا و کھڑی۔ معز تخم کندہ ہر ایک ۱۰ ماشہ۔ کبرا ایک ماشہ۔ مرجان ایک اگر ۴ ماشہ۔ مصطفیٰ رومی ۴ ماشہ۔ کافر ۱۰ ماشہ۔ آب انار شیرین دو تولہ۔ آب انار ترش دس تولہ۔ بصری تمام روایتوں کے وزن سے دو چند ۰

**ترکیب**۔ پچھلے کبرا و مرجان کو عرق کتاب میں گھس لیں۔ کافر اور مصطفیٰ و طیندہ و طیندہ ۰ کھل کر کے سفوف کر لیں۔ بقایا دو تیس لیں۔ اناروں کے پانی میں بصری کا قوام ہنایت نرم آج کریں۔ بہتر یہ ہوگا۔ کہ بصری کا قوام پانی میں ہنایت کاڑھا جلاویں۔ پھر آب انار ملاویں۔ اور درمی آج پیٹھا کر کبرا و مرجان۔ پھر کافر و مصطفیٰ اور پھر پانی اشہ شامل کر کے پیٹھا کر لیں ۰ اوصاف۔ یہ ریل اور عیدہ کو قوت بخشنا ہے اور گرم خفقان کو زائل کرتا ہے ۰

**آم پاک** یعنی بھون نام۔ صفحہ ۲۔ کچے ہوئے آموں کا شیرہ ۴۴ ہینر۔ فرسی کھاندہ۔ سیر۔ شیر کا ڈ ۹ سیر۔ روغن گائے سوا چھ سیر۔ سونٹھ ۱۲ پھٹا تک۔ مرج سیاہ ۴ پھٹا تک۔ پیل ۴ پھٹا۔ بداری قند ۱۰ تولہ۔ سنوت ۳ تولہ۔ ستاورد ۹ تولہ۔ ناگر موٹھا ۱۰ ماشہ۔ پترج ۹ ماشہ۔ الاچی خورد ۱۰ ناگ کیسر ۹ ماشہ۔ پچلا مول ۱۲ ماشہ۔ چترک ۱۲ ماشہ۔ دلھنا ۲۱ ماشہ۔ وارینی ۹۱ ماشہ۔ تالیس پتر ۲۱ ماشہ۔ زیرہ سیاہ ۴۴ ماشہ۔ چوبینی ۲۴ ماشہ۔ شہد خالص دو سیر ۰

**ترکیب**۔ اول شیرہ آم کو کھاندہ صاف کر کے ساتھ ملا کر نرم آج پکاڑھا قوام کریں ۱۰ اور شیر کا ڈ کا کھو یا رداوا بنا کر اور سونٹھ۔ مرج سیاہ۔ پیل۔ بداری قند۔ سنوت اور ستاورد با یک شدہ کو شامل کر کے گھی میں بھون کر۔ ہمراہ قوام مذکورہ میں ملاویں۔ بعد سرد ہونیکے دیگر اجزاء مخلوط کر کے شہد شامل کر کے بھون بنا رکھیں ۰

**اوصاف**۔ یہ بھون اور چنی۔ نساہ شہوت طعام۔ سخت سے سخت کھانسی۔ دمہ۔ بوق۔ زکام۔ نذر۔ پنیں۔ تلی۔ صلابت جگر۔ کھٹے ڈکار۔ بدینی۔ تھکاوٹ۔ بل و خلق میں ملن۔ خون کا بہنا۔ آواز میٹھنا۔ پاند و روگ۔ پرتان۔ امراض دل۔ سرزد۔ ابھارہ۔ کھجی۔ چھپاکی وغیرہ کو دور کرتی ہے ۰ اسکے کھانے سے بڑھا جان قہنی طاقت پاسکتا ہے جس عودت کے راکے بصورت پیدا ہوتے ہوں یا زندہ نہ رہتے ہوں۔ اگر وہ چھ مہینے لے کھائے تو پختہ زندہ رہیں۔ اور ہنایت خوبصورت ہوں۔ عودت کے ہیٹ میں پختہ ہونیکے بعد جو نقص رہ گیا ہو۔ اُسے دور کرتی ہے۔ اسکا مال

کی عادت کو سرخ کرتی ہے۔ حافظہ کو قوت دیتی ہے اور یادداشت کو زیادہ کرتی ہے۔ اندام میں خوشبو پیدا کرتی ہے۔ بدن کو موٹا کرتی ہے۔ طاقت جامع زیادہ کرتی ہے +  
خوراک - ۳ تولہ سے چھ تولہ تک ہر صبح کو کھائیں۔ بہانیت لذیذ چیز ہے +



## رام پاک

صفت - صندل سفید - لوز - سونٹھ - بہمن سفید - شلب مصری - شقائق مصری - جانیف - جاو تری - دانہ ہیل خورد - طباشیر کبود - چھوٹا لکھنؤ فودر کردہ - بڑا نایل - ہر ایک تین تولہ - زعفران ایک تولہ - دق چاندی ۹ ماشہ - کستوری ۳ ماشہ - پستہ ۶ ماشہ - مصری ایک چھٹانک - شہد خالص پانچ پیر +

ترکیب - ہر ایک چیز کا علیحدہ علیحدہ سفوف بنالیں۔ زعفران اور چاندی کے درقوں کو عرق کلاب میں کھل کر لیں اور پھر کستوری ملا کر کھل کر لیں۔ شہد و مصری کا قوام بنا کر سفوف شدہ بسیار زعفران وغیرہ ڈال کر معجون بنالیں +

اوصاف - یہ معجون بدن کی کمزوری کو دور کرتی ہے۔ منہ میں خوشبو پیدا کرتی ہے۔ مقوی باہ ہے۔ وشہ جھوک کی طاقت کو بڑھاتی ہے۔ مفرح بھی ہے۔ نیز طاقت بڑھاتی ہے +  
خوراک - چھ ماشہ سے ایک تولہ تک بوقت صبح خالی پیٹ کھائیں +



## سنبل پاک

صفت - درخت سنبل جو کہ جوان و نازہ ہو۔ کھود کر اس کی جڑ نکال لیں۔ پھر جڑ کو پھیل کر اس کا اندر و بیرونی کو نکال لیں۔ وہ گودا سفید مانند گاجر کے ہوتا ہے اسے نکال کر سایہ میں خشک کر لیں۔ اور سفوف کر کے کپڑے چھان لیں۔ اس کے برابر وزن کھانڈ یا مصری لیں + لوش سنبل جو ایک دوفٹ ہی بلند ہو۔ اور بھی بچہ ہی ہو۔ اس کی جڑ بھی لیں۔ لکھنؤ ترکیب - مصری یا کھانڈ کا قوام کریں۔ سفوف ملا کر معجون بنالیں +

اوصاف - یہ معجون باہ کو تقویت دیتی ہے۔ منہ پیدا کرتی ہے۔ بالوں کی سیباہی کو قائم رکھتی ہے اور جوانی کو دھلتے نہیں دیتی۔ ہندیوں میں بہانیت مشہور معجون ہے +  
خوراک - سوا تولہ سے ۲ تولہ تک کھائیں۔ اس سے زیادہ استعمال نہ کریں۔ اور بوقت صبح خالی پیٹ کھائیں +





**الگ گھرت** { اصل - برگ سرنگھا (سرہوہ) برگ حرمل (دہند) برگ سیرینہ  
 برگ جامن - برگ کرنبوہ - برگ آگ - برگ کرب - برگ  
 سہوہ ہر ایک ۱۲ تولہ - چب چتر - پاپڑہ - منجھولی پہلا مول - سنبھا لوکی جڑ - اسکند خنکی  
 سیری کی جڑ کا چھلکا - سنبھا خنہ کی جڑ کا چھلکا - ہر ایک ۱۶ تولہ - ناگر موٹھا - ۳۲ تولہ - جملہ ادویہ  
 نیم کوب کر لیں - بارہنگ ۶ تولہ - اندر جو ۶ تولہ - جو کھا - لوہ سجی - بڑا نمک - نمک پھر - ہر ایک چھ  
 تولہ - سوڈ - آئیں ہر ایک نو تولہ - پیل ۱۲ تولہ - روغن گائوم سیر - دہی کا پانی ۱۶ سیر  
 ترکیب :- بارہنگ سے لیکر پیل تک جملہ اشیاء کو پانی میں گھوٹ کر بشیرہ نکالیں - پھر پتھر  
 ادویہ جو کہ رکھی ہیں - ان کو آٹھ گنا پانی میں پکاریں - جب پانی ایک چوتھائی رہے - تو پھر مل چھان  
 لیں - پھر بشیرہ نکال دے - ادویہ کا رکھا - کھئی اور دہی کا پانی ملا کر نرم آگ پر پہا تک پکائیں - کہ  
 جھن روغن باقی رہ جائے ۔

اوصاف :- پٹھنی تمام قسم کی سنگریسی - کولہ دہو اسیر و اورام - اور دیگر امراض شکم کو  
 دفع ہے ۔

خود آگ :- ۱۶ ماشہ سے تین تولہ تک کھا کر گرم پانی پیوں ۔  
 روغن اگر روغن جھن نہ ہو - تو کھلی غذا کھا دیں - اور شوربہ وغیرہ یا جنوں کا پانی استعمال کریں ۔  
 اس کے استعمال سے بھوک زیادہ ہو جاوے - تو کھئی اور شہد ملا کر کھائیں ۔

**برس** رحمہ اللہ تسکین آور دوائی (صفہ :- اجڑن خراسانی - مرج سیاہ  
 دو دو چھٹانک - انیون خالص ایک چھٹانک - زعفران کشمیری ۳ ۱/۲ تولہ - بالکھر - عفر قرا -  
 اندہ جو شیریں ہر ایک ۶ ماشہ - شہد خالص ڈیڑھ سیر ۔  
 ترکیب - ہر ایک چیز کو علیحدہ علیحدہ کوٹ کر سفوف کریں - شہد خالص کا قوام کر کے سفوف  
 ادویہ ملا کر جو کسے غلیظ دبا کر پیئیں - چھ ماہ کے بعد استعمال کریں ۔

اوصاف :- یہ قدیم حکیموں کی ترکیب ہے - بہت مفید چیز ہے - اس کا زیادہ کام یہ ہے کہ  
 ہر مرض و درد کو اسی دم تسکین دیتی ہے - سرور دہو رہی ہو - یا نزلہ بہ رہا ہو - تو بخیر سی پی دوائی  
 دے دے - اسی دم نزلہ بند ہو جاوے گا - کھانسی مرہ - اور پڑانے دست - کھنگھار میں خون آنے  
 پڑانے تھوں - لغوہ - فارغ - رعشہ - مرگی - ضعف اعصاب - ضعف معدہ - جگر - سرعت انزال وغیرہ

کو سفید ہے۔ گرم اور خشک مزاجوں کو بہک استعمال ناجائز ہے ۔  
خوراک ۔ دو دقتی سے ۴ دقتی تک استعمال کریں ۔

## اسکندھ پاک ( بدن موٹا کرنے والی )۔ صفتہ ۔ ۱۔ اسکندھ ایک سیر

سونٹھ ۔ تیزبل ہر ایک نصف سیر ۔ دانہ الاچھی ۴ ماشہ ۔ داجینی ۴ ماشہ ۔ تیز پات ۔ ناگ کبیر ۔ لوہک  
پہلا مول ۔ زیرہ سفید بریان ایک سونٹھ ۔ چائفل ۔ خش ۔ نیزہ مالہ ۔ گرہ غز تخم کنول ڈوڈا ۔  
ناگرموٹھ ۔ پوست آدمہ ۔ دھینا ۔ طباشیر نکل و صاوا ۔ لودہ ۔ اسکندھ ۔ چترک ۔ ستاورہ ۔ ہر ایک ۴ ماشہ  
شیر گاؤ ۴ سیر ۔ روغن کاؤ نصف سیر ۔ بھری ایک سیر ۔ شہد خالص ایک سیر ۔

ترکیب ۔ ۱۔ اسکندھ ۔ سونٹھ اور تیزبل کو ہر ایک پس لیں ۔ دو دھ کو کڑا ہی میں ڈال کر چھلے  
پر سوار کریں ۔ اور ان تینوں ادویہ کا سفوف لگا کر دو دھ کو اس قدر پکاویں کہ گویا رادوا بن جائے  
اس ماسے کو گھی میں بھون لیں ۔ بھری اور شہد کو لگا کر قوام کریں ۔ اور افاذ کور و سفوف باقی ذیقہ  
کا ملا لیں ۔ قوام ذرا گاڑھا رکھیں ۔ پھر اس کو کسی تھال میں اٹھ دیں ۔ یہ خشک ہونے پر جم جائیگا  
چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کاٹ لیں ۔

اوصاف ۔ یہ بھون درد شکم ۔ بدضمی ۔ پانڈوروگ ۔ رقی ۔ ذیابیطس اور جربان ۔ پرانی  
کھانسی ۔ تنگی سانس و سنگریسی کو دور کرتی ہے ۔ بدن کو خاص طور پر موٹا کرتی ہے ۔ باہ زیادہ  
کرتی ہے ۔

خوراک ۔ ایک تھلے سے دو تھلے تک استعمال میں لادیں ۔

## واو کا مجرب علاج ۔ گندھک ایک تولہ ۔ ہرنال ایک تولہ ۔ پارہ ایک تولہ ۔ سہما

ایک تولہ ۔ بنیلا تھوٹھا ۲ ماشہ ۔ پھنکری سفید دو ماشہ ۔ ان کو سیاہ بکری کے دو دھ میں کھل کر  
گڑیاں بنائیں ۔ وقت ضرورت ایک گولی پانی میں گھسی کر داد کی جگہ کو ٹھہرے پٹھے سے رگڑ کر  
اس پر سہ ماہی لگا دیں ۔

## خونی پیش ۔ شہاد بریان ایک ماشہ ۔ شنگرف ۲ ماشہ ۔ فیون ۴ ماشہ ۔ شہد میں دانہ موٹھ

برابر گویاں بنائیں اور ایک گولی رات کو دیا کریں ۔ مجرب ہے ۔

**حیض جاری کرینکے لئے** - برگ و گل پچاس ایک سیرنگیکہ ہون پانی میں ملا کر پکاؤ جب پانی چوتھا حصہ رہ جائے تب ۱۰ قطرہ گڑ پڑانا ڈال کر ل چھان کر نیم گرم نصف صبح و نصف شام کو بلا دو۔ ایام حیض سے ۳ دن قبل شروع کرو۔ اور ایام میں بھی پیتے رہو حیض کھل کر جاوے  
 دیگر - چھلکہ اخروٹ - تخم ترب چھکا امداس ہنہراج - بارونگ - ہریک ماش جو کوب کر کے ایک سیرانی میں اُباو ہم چھندہ - تو مندرجہ بالا طریقہ سے ایک چھٹانک گڑ ڈال کر بلاؤ۔

**برائے تشنج - ورم و سوزش رحم** - برگ سرو - برگ کناس بمقدار مناسب پانی میں جوش دیکر مسہ قند سیاہ کھنڈ کے پلازا بنا بیت مفید ہے۔ نمک یا ایک پس کر صوف میں آلودہ کر کے فرجہ دینا بھی مجرب ہے +

**درووں کی دوائی اور نیشلین بام** *Dronek, Balm*  
 ہیر پرنٹ کر نیشل ایک تور - کا فور ۳ ماش - روغن دار چینی ۳ ماش - تیل الاچی ڈیرھ ماش - نوک کا تیل ڈیرھ ماش - کا فور اوپر پرنٹ کو کھل میں ڈال کر خوب گھوٹیں - پھر اس میں ۳ چھٹانک ویزلین (۱۰ درہنہ) ڈال کر تینوں اشیاء کو یک جان کریں - اور باقی اشیاء کو ایک ایک جان کر کے بند ڈھکنے کی شبیہ میں محفوظ رکھیں +

سرور د - چھاتی پرالش کرینکے لئے - بچھو کے ڈنک پر - دانت درد وغیرہ کے لئے بہت عمدہ لگانے کی دوائی ہے - جہاں درد ہو - اس جگہ لگادیں - بہت مفید ثابت ہوگی - خوبصورت اور نفیس شبشیوں میں آکر ولایت سے ایسی اشیاء بہت ہنسکی فروخت ہوتی ہیں - ہندوستانیوں کو چاہئے کہ اپنے مطلب کے لئے ایسی چیزیں خود تیار کر لیا کریں +

**دوائی تلی رطال** (نوشادہ قلمی شورہ - سواگر فلفل - راز - ریونجینی - ہر ایک ایک تور - جو کھا ۹ ماش - لوٹا کھا ۲ ماش - سوپونگ ۹ ماش - گھیکو لہ کے رس میں کھل کر کے جنگلی ہیر کے برابر گولی باندھ کر ایک گولی ہر روز گرم پانی سے کھاوے - تڑشی بادی سے پرہیز غذا - دودھ چاول یا مونگ کی داں چھکا - باچنے کی تری چھکا +

ہم ملالہ فارسی کا دور جدید

ایور و سیدک میں انقلاب عظیم

میری زندگی کے روشن ہیں۔ ایک رسالہ ”مستانہ جگہ“ کے ذریعہ انسانوں کی روحانی اور دنیوی ترقی، دوسرے اور ویڈیو کے ذریعہ ناب بینوں کے ذریعہ لوگوں کو خوفناک امراض سے نجات دلانا۔ سو سال کی مسلسل محنت کے بعد مجھ کو دو کاموں میں بہت کامیابی نصیب ہوئی ہے جن پر اب کو روحانی یا دنیوی فائدے ہوئے ہیں وہ ملکات ہر جگہ میں آپ کو کثرت میں گئے۔

اور روحانی یا دنیوی فائدے ہوئے ہیں وہ ملک ہر قسم سے میں آپ کو جبریت میں ہے۔  
جس طرح میں رسالہ کو بالکل نرالی شان پر لے آیا ہوں۔ اسی طرح ”ہمالہ فارمیسی“ کو بھی لانا چاہیے تھا۔ اب جبکہ یہی سلسلہ ۱۹۲۸ء سے ”ہمالہ فارمیسی“ کا علیحدہ علمہ مقرر کر دیا ہے۔ کام کرنے والوں کی تعداد بڑھادی ہے۔ ہر دوکان کا وزن بڑھا دیا ہے قیمت بھی رکھتی ہے۔ اور کئی ہنر مند اعلیٰ دواؤں کا اجراء کر رہا ہے جو پیارے پیسے پہنچا دیتی ہے۔ ہمالہ فارمیسی سے دواؤں کا چلنے لگے ہیں۔ اگر آب رنگا شینگے۔ تو زمین و آسمان کا فرق نظر آئیگا۔ انشورنگی کو پاس ہے آپ پیاروں کی ”ہمالہ فارمیسی“ دینا بھر کے چیدہ دواخانوں کی نسبت خوشنویں اور بڑا شاد و بات کے باعث ممتاز درجہ رکھتی ہیں۔

۱۔ سُرمہ جاگتی جوت

نام کو تو یہ سُرمہ ہے۔ لیکن دراصل یہ چنبیلی۔ پوست۔ تیل۔  
 حُما مُندی۔ غنیمۃ اللہ۔ سُرمہ۔ سہاروی۔ ٹونٹو۔ کے مجموعہ

کامحفوظ ہے کہ جو قیمتی اور پُرانی شے کو بیٹھوں کے میں میں کھل کر رکھ دیتا ہے۔ جاکنگی جوت کی شیشیوں کا  
نیازی پرکشی سرخچول حرف ہوتے ہیں۔ ریشیوں کا پیراچین نسخہ، یورویٹیک کے کمال کی نشانی ہے، دیا  
کی کوئی بھی آنکھوں کی دوا اس کا مقابلا نہیں کر سکتی۔ بینائی کی کمزوری۔ روندا۔ مائی، وپا۔ ٹکھے یعنی  
روئے۔ آنکھوں کا دکھنا۔ آنکھوں کی سرفی۔ نیا موتیا بند۔ آنکھوں سے پانی بہنا۔ ناخونہ۔ کم  
دیکھا ٹی دینا۔ دھند۔ غبار۔ پرال۔ ٹینک کی عادت وغیرہ اس کے استعمال سے پُر حیرت طریقہ سے  
دور ہو جاتے ہیں۔ آنکھوں کی تمام امراض کے لئے یہ لاثانی دوا ہے۔ یورویٹیک کی نشانی کو قائم رکھنے  
کے لئے ہر سال اس کے اجزا پہاڑوں اور میدانوں سے نہایت تکلیف سے جمع کر کے تیار کروانا  
ہوں۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ چار آنہ (عجم) ۰

دوايش پلنے کا پتہ مسینجر دی جمالہ فارمیس ہیرا منڈی لاہور

## ۲۔ شدہ گندھک تیل

صدیوں سے یہ ضرب المثل مشہور چل آتی ہے کہ پارا سارا نہ مرے اور گندھک تیل نہ دے۔ لیکن صرف اور ویدک سائنس نے ہی اس مسئلہ کو حل کیا ہے۔ گندھک تیل دینا نہ صرف سُن رکھا تھا بلکہ سائنس کی کپاسے اب ہر ایک دیکھ سکتا ہے۔ اپنی تمام زندگی کی محنت کے بعد اس کو بنانے میں کامیاب ہو جائوں۔ گندھک دراصل باؤد کی ماں ہے۔ اس سے تیل بنانا جان پر کھیلنا ہے۔ شدہ گندھک تیل کی نسبت خیال ہے کہ اس سے تابنا سونا بن سکتا ہے لیکن سونا کی حجم کو ضرورت نہیں۔ اس صحت کے لئے یہ ضرور کیمیا ثابت ہوتا ہے۔ اول درجہ کا مصفی خون ہے۔ کوڑھ۔ تشک۔ پھوڑا۔ پھنسی۔ کھجلی۔ بواسیر۔ بیضہ۔ پیٹ زرد۔ دمہ۔ تپ دق۔ موسمی بخار۔ کھانسی۔ بدھمی۔ جگر کی امراض کیلئے یہ لاثانی دوا ثابت ہو چکا ہے۔ خوراک ایک ہونڈ سے صحت چار ہونڈ تک مضر یا تابنا شہ یا کھانا دیا جان کے ساتھ کھالیں۔ دوا باکھلی پر لگائیں آرام جاتا ہے۔ گندھک کی ایک شیشی پورے ہسپتال کا کام دیتی ہے تیل کا رنگ اور بواہل گندھک صنی۔ تجر بھی دیکھ کر کہہ گئے۔ کہ یہ تو خالص گندھک تیل ہے۔ یہی قیمتی چیز اوقیت محض رسالہ کے پریسوں سے فی شیشی صرف ایک روپیہ چار آنہ (۱۰)۔

## ۳۔ گوری

یعنی کوئین کی قائم مقام۔ گوری موسمی بخاروں کی لاثانی دوا ہے جہاں سے بعدہ کو صاف کر کے اس کا استعمال کریں۔ فوراً بخار رک جائیگا۔ گوری باکھلی ہے ذائقہ دفا ہے۔ اسلئے بچہ۔ بوڑھا۔ ہر ایک اس کی خوشی کھا لینا ہے۔ کوئین جتنی ہی اس کی خوراک لگتی ہے۔ لیکن یہ گرمی خشکی باکھل نہیں کرتی۔ کوئین پندرہ بیس پے پونڈ ہے۔ لیکن گوری کی ایک شیشی جہیں دو چھٹا تک کے قریب دوا ہوتی ہے۔ صرف ایک روپیہ چار آنے ہے۔ ایک شیشی مہیوں کی لڑکیوں کے لئے کافی ہے۔ عورتوں کے سیلان، اترم میں دیں۔ طبی دور ہو جاوے گا بخار کے موسم میں صحت کی حالت میں اس کا روزانہ استعمال موسمی بخار سے بچا ہے۔ جو ضعیف منکاش۔ بیماروں میں صحت تقسیم بھی کریں۔ یہی لئے اس کی ایک شیشی کی قیمت صرف ایک روپیہ چار آنہ (۱۰) مقرر کر دی ہے۔

## ۴۔ اگن مندرا

بنائیت خوش ذائقہ دوا ہے۔ باؤ گولہ پیٹ کا زرد۔ بدھمی۔ جھوک کا نہ لگنا۔ بدھمی کے دست۔ قے۔ بیضہ کے لئے اکیر ہے۔ اسکے استعمال سے اس غضب کی جھوک لگتی ہے۔ کہ آدمی جھوک سے بیتاب ہو جاتا ہے۔ خوراک دو چار دن کی جی متلا تا ہو۔ منہ میں ڈالنے ہی طبیعت درست ہو جاتی ہے۔ جہاز کے سفر میں استعمال کر نیسے طبیعت خراب نہیں ہوتی مختلف علاقوں میں سفر کرتے ہیں۔ اسکے استعمال سے طبیعت درست ہوتی

دوائیں بننے کا پتہ۔ مینجر دی ہمالہ فارمیسی۔ ہیرا منڈی۔ لاہور

اس میں ہر آدمہ - جھکی پودینہ - اہل بید - جٹ زیرہ - جھکی کھنگلی - پیابانہ - جواڑ - اندرین اور بہت سی جڑی بوٹیوں کے ٹنک نکال کر شامل کئے گئے ہیں - وزن دو اقدیقین اونس جو سیبوں رضیوں کیلئے مفید ہے - قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ چار آنہ (عمر) ۰

۵۔ استری ماسک صرم | عورتوں کی بہت سی امراض کا باعث حیض کی خرابی ہے - اگر حیض یعنی ماہواری دیر سے آتا ہو - سخت دوا

آتا ہو - بیقاعدہ آتا ہو - یا لڑک گیا ہو - اور اس کے باعث بھوک بند ہو - دل اُداس رہتا ہو - چہرہ کی رونق اُٹکتی ہو - کمزور درہتا ہو - اولاد ہونا بند ہو جی ہو - ہسٹیریا کی شکایت رہتی ہو - قوہ خیز کی باقاعدگی کیلئے "استری ماسک صرم" دوا منگا کر استعمال کر لیں - ایک ہفتہ میں ہی تمام خرابیاں رفع ہو جائیں گی - حاملہ عورتوں کو یہ دوا ہرگز استعمال نہ کر لیں قیمت فی شیشی دو روپے ۰

۶۔ سورن گنی | بچہ سے بچہ جسم یا جیران اختلام سے عاجز آتا ہوا انسان ہیں دوسرے پندہ برہماری کی طرح تند رست - ہشاش - بشاش اور خوش جوانی سے بھر پور ہو جاتا ہے - جیران - اختلام اور قبض دیر ہوتا ہے - اور بھوک اذہد بڑھ جاتی ہے - جسم بے عیب اور تند رست ہو جاتا ہے - ۳۲ گوبیوں کی سالم شیشی کی قیمت صرف دو روپے ہے ۰

۷۔ روغن طلا | جو بطنی کے باعث کسی لائیں نہیں ہے - اور تند رست جوانوں کی جسمانی نہیں ہے - وہ بیرونی طور پر سُورن گنی کے ہمزہ "روغن طلا" کی لاش

سے اندر کی تمام بیماریاں اور نقص بالکل دور کر سکتے ہیں جیلن یا آبلہ نہیں پڑتا - بیرونی طور پر اس کا استعمال کر نیے انسان دوبارہ جوانی کی خوشیوں کو حاصل کر سکتا ہے - قیمت فی شیشی ایک روپیہ ۰

۸۔ رتن مندرا | سندھوی اور پہاڑی نباتات کے مرکب میں قیمتی رتنوں کا جوہر ہے - ہر قسم جسم کا ہو - بغیر منہ آنے کے "رتن مندرا" کے استعمال سے جڑھ سے چلا جاتا ہے اور دوبارہ ہرگز نہیں ہوتا - قیمت سالم شیشی صرف تین روپے دتے ۰

۹۔ موم کاتیل | دسی موم کا خالص تیل بھی عجائبات سے ایک چیز ہے - جن کو کھیت کا ذرا بھی شوق ہے - وہ ان کے اوصاف سے بخوبی واقف ہیں - یہ بھی ایک نایاب چیز ہے - ہر طرح کی جسم کی قندہ میں لاش کریں - پرائی سے پرائی دیر فوراً دیر ہوگی

ہوگی۔ دزدہ نسل۔ گھٹیا۔ جوڑوں کا درد۔ منویا۔ ہر طرح کی چوٹ کے سببہ شرطیہ دوا ہے۔ اس کے لگانے سے زخم سے بہتا ہوا خون فوراً بند ہو جاتا ہے۔ مگر شہ زانہ میں میدان جنگ میں ایسی کہ پراچین وید ہستمال کرتے تھے۔ اسکی ایک شیشی ہر وقت گھڑی رکھیں کیسی وقت آپ کو یہ عظیم فائدہ دیگا۔ ایک اونس کی شیشی کی قیمت صرف ایک روپیہ دھم رہا ہے۔

بچوں۔ بوڑھوں اور جوانوں کی طاقت کو بڑھاتا ہے۔ اور حافظہ

۱۰۔ سوم رس

کو بنا پٹ ہی تیز کر دیتا ہے۔ قیمت سالم شیشی صرف ایک روپیہ۔

۱۱۔ دمہ دور  
کہتے ہیں کہ دمہ دم کیسا تھ ہے لیکن دمہ دور کی پہلی خساک ہی پینے سے دمہ کا دور دور ٹوٹ جاتا ہے۔ اور مریض پہلی دفعہ آرام کی پیند

سوتا ہے۔ سالم شیشی ہستمال کر نیسے دمہ کی مرض دور ہو جاتی ہے۔ چار اونس کی شیشی تین روپے

۱۲۔ کان رکھشک  
کان کا بہنا۔ کم سنائی دینا۔ کان کا درد کرنا۔ کان کا پھوڑا

بھنسنی و دیگر تمام کان کی امراض اسکے ہستمال سے جاتی تھی

بیں۔ قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ دھم رہا ہے۔

۱۳۔ منگل مندرا  
سوزاک مینا ہوا پڑانا۔ مریض درد سے بجال ہو مد منگل مندرا کے

ہستمال سے فوراً آرام آنے لگتا ہے۔ پیپ بھی بند ہو جاتی ہے

درد موقوف ہو جاتا ہے۔ زخم رضی ہو جاتے ہیں۔ اور پھر پھر سوزاک منورہ نہیں ہوتا۔ سونے

وقت منگل مندرا کے ماتھ پاؤں پر چند قطرے لگائیے پھر پتو کھلے وغیرہ قریب نہیں آتے

بچوں کی پاخانہ کی جگہ کے کبرے مریجاتے ہیں اور جوانوں کے زخم اسکے لگانے سے تندرست ہو جاتے

ہیں۔ آگ سے جلے مقام پر لگانے سے آرام آ جاتا ہے۔ اور ٹھنڈک پڑ جاتی ہے۔ باوجود اس قدر

اوصاف ہونیکے سالم شیشی کی قیمت صرف دو روپے (دھم) رکھی تھی ہے۔

نوٹ:- سالم شیشی سے کم دوا ارسال نہیں ہوتی اور نہ ہی کسی دوا کا مؤثرہ منعت بھیجا جاتا ہے

دوائیں نکلنے وقت این بات کا خیال رکھیں کہ محض لوٹاک و سیکنگ ہمیشہ بدتم خریدار ہوتا ہے

پرانے ہر دوا کے پرچہ ترکیب میں جو قیمتیں درج ہیں وہ منسوخ بھیجیں۔ رسالہ میں جو دوا

کی قیمتیں درج ہیں۔ یہ درست ہیں۔

تمام خط و کتابت اس پتہ پر ہونی چاہیے

میجر وی ہمالہ فارمیسی فورٹ لائبرین ہیرامنڈی لاہور

# جوگی کے مشنری

مشن مارتی سیدو اگریکے نے ستمانہ جوگی "نے جو کارج آرنجھ کر دھاپے۔ اس کے مشنری ہندوستان کے ہر شہر اور ہر گاؤں میں بنائت خاموشی سے کام کر رہے ہیں۔ دیگر سوسائٹیوں کے مشنری تنخواہیں اور سفر خرچ لیتے ہیں لیکن جوگی کے مشنری بالکل بے غرض اور مشن مارتی بھلائی کے لئے بغیر روپیہ پیسہ لینے کے کام کر رہے ہیں۔ بلکہ ضرورت پڑنے پر اپنے پاس سے بھی خرچ کر کے دیئے نہیں کرتے یہی باعث ہے کہ اسکے کام کرنے والوں کو منیجر کا میا بی نصب ہوئی ہے۔ اور اس مشن کا آرگن ستمانہ جوگی "ملک کے کونہ کونہ میں جا لگتی پیدا کر رہا ہے۔ اپنی صفوں پر آپ ہر ماہ ایسے جہا پرشوں کے نام کا سیرن کیا کرتے ہیں۔ ان میں برصوبہ اور ہر ضلع کے نام آپ کو لے رہتے ہیں۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس وقت کتنے ہزار نیک دل انسان گھر سے کچا اس مشن کو کھیلانے میں مصروف ہیں۔ ۲۰۔ مارچ تک جن جہا پرشوں نے اس نیک کام میں سہا ہے۔ ان کے نام دلی پریم سے نیچے درج کرتا ہوں۔ اور اس کے بعد جن پیاروں نے جوگی "سے بنادیں حصہ لیا۔ ان کے نام نامی آپ دوسرے رسالہ میں پڑھیں گے۔ جن پیاروں کے نام بھول دسج نہ ہو سکیں۔ فوراً اطلاع دیں۔ تاکہ دوسرے رسالہ میں پہلی غلطی کو درست کیا جاسکے

~~~~~ آپکا پریم آتما۔ صوفی

| شمار | شعبہ نام خریدار و بندہ معہ پتہ | تعداد خریدار |
|------|--------------------------------|--------------|
| ۱    | شریمان ویش پال جی              | ایک خریدار   |
| ۲    | رام سرن جی                     | ایک          |
| ۳    | نانک چند رائے جی               | ایک          |
| ۴    | ہنس راج جی                     | دو           |
| ۵    | جناب سید محمد سلطان جی         | ایک          |
| ۶    | شرمان ناتا پرشاد جی            | ایک          |
| ۷    | للتا پرشاد جی                  | ایک          |
| ۸    | ہنسی دھرم جی                   | دو           |
| ۹    | بھگت سبت سنگھ جی               | ایک          |
| ۱۰   | آمرت دال جی                    | ایک          |
|      | از مخدوم رشید                  | ...          |
|      | مینہ                           | ...          |
|      | گورچھور                        | ...          |
|      | کوٹیشہ                         | ...          |
|      | شمنس آباد                      | ...          |
|      | فتح آباد                       | ...          |
|      | چکھو والہ                      | ...          |
|      | پرستندی                        | ...          |
|      | حضرہ                           | ...          |
|      | چھوٹی سندی رمیلا               | ...          |



| نمبر شمار | مشہد نام خریدار و ہندہ معہ پتہ | تعداد خریدار |
|-----------|--------------------------------|--------------|
| ۱۱        | شریان لغشت شب رام جی           | ایک خریدار   |
| ۱۲        | انج - بی - فانی لال جی         | ایک          |
| ۱۳        | یکھراج جی                      | ایک          |
| ۱۴        | چنگو انداس جی                  | ایک          |
| ۱۵        | پنالا لال جی                   | ایک          |
| ۱۶        | بھیا لال جی                    | ایک          |
| ۱۷        | محمد آہنیل جی                  | ایک          |
| ۱۸        | پراری بعل جی                   | ایک          |
| ۱۹        | گوری پرشاد جی                  | ایک          |
| ۲۰        | ہنومان سند جی                  | ایک          |
| ۲۱        | سدارنگ جی                      | ایک          |
| ۲۲        | رام کشن جی                     | ایک          |
| ۲۳        | گوبند رام جی                   | ایک          |
| ۲۴        | ن گوپال سنگھ جی                | ایک          |
| ۲۵        | دورگاجرن جی                    | ایک          |
| ۲۶        | نند لال جی                     | دو           |
| ۲۷        | منشی رام جی                    | ایک          |
| ۲۸        | راہش دیال جی                   | دو           |
| ۲۹        | بے نارائن موہی رام جی          | دو           |
| ۳۰        | ہیرانند جی                     | ایک          |
| ۳۱        | جھنی لال جی                    | ایک          |
| ۳۲        | جلدیش رائے جی                  | ایک          |
| ۳۳        | رگنوش کمار جی                  | ایک          |
| ۳۴        | میوا رام جی                    | ایک          |
| ۳۵        | شانتینا جی                     | ایک          |
| ۳۶        | دی - سی - گوبند رام جی         | ایک          |

نہرا داد شریان ہنومان پرشاد جی نگم از اناؤ پانچروپے

ہر کام میں پیش بیٹھا ہندو مرکز لاہور میں باہنہ نام باہنہ ہندو شریا  
ہر مہوئی پھن پرشاد و ہندو مرکز لاہور میں باہنہ نام باہنہ ہندو شریا





